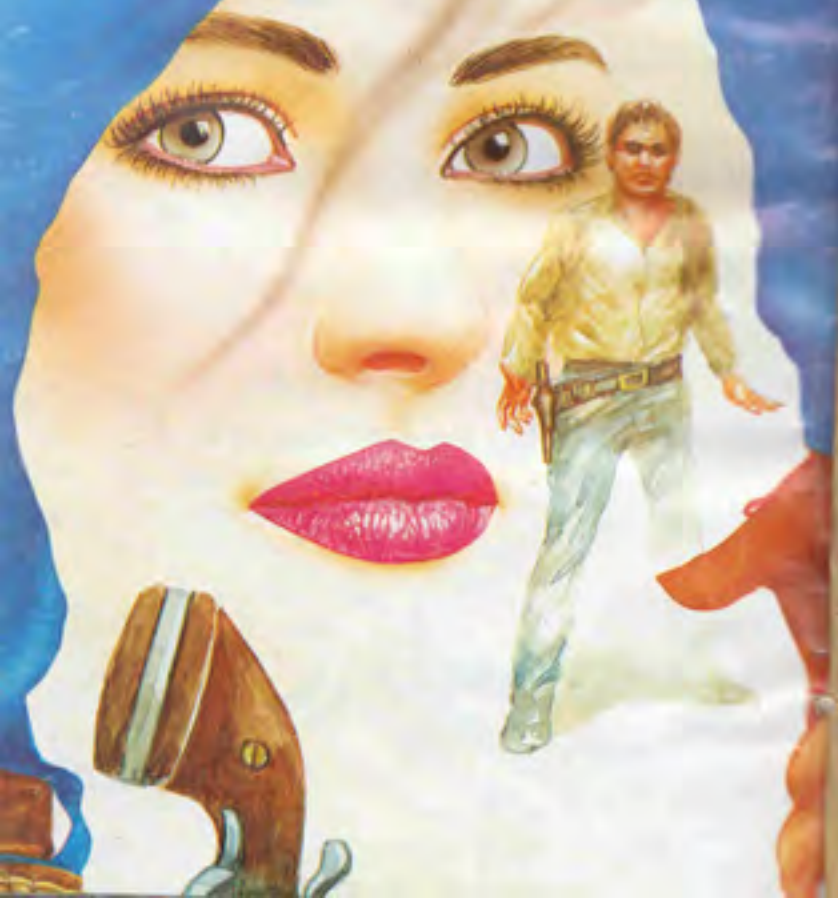


عزیز سیریز

مظہر کلیم
ایک

فائلنگ مشن



چند باتیں

محترم قارئین سلام مسنون۔ نیا ناول "فائٹنگ مشن" آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس ناول میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل ایک بار پھر اپنے مخصوص جوش و جذبے کے ساتھ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے مقابل آیا ہے۔ اس بار عمران اور اس کے ساتھی واقعی شاگل کے گھیرے میں مکمل طور پر آگئے تھے اور شاگل کو زندگی میں شاید پہلی بار یہ موقع ملا تھا کہ عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس اس کے سامنے کھڑے ہو جائیں اور لاچار نظر آ رہی تھی لیکن اس بار اس میں شاگل کے ساتھ ساتھ ایک اور کردار بھی شامل آیا ہے۔ یہ کردار ہے سردار کارو کا۔ ایک ایسا کردار جو طاقت، مہارت اور ذہانت میں ہر لحاظ سے عمران کا مکمل طور پر حریف ثابت ہوتا ہے اور پھر بڑے عویل عرصے کے بعد عمران اور سردار کارو کے درمیان انتہائی خوفناک ورجان لیوا جسمانی مقابلہ ہوتا ہے۔ ایک ایسا مقابلہ جس کے درمیان عمران کو بھی شاید پہلی بار احساس ہونے لگا کہ ہر سیر کے مقابلے میں سوا سیر ہر حال موجود ہوتا ہے۔ اسی طرح اس ناول میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی ممبر صالحہ نے بھی عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ممبروں کی زندگیوں بچانے کے لئے اپنی زندگی کی ایسی جان لیوا جنگ لڑی کہ عمران جیسا شخص بھی اس کی ہمت حوصلے

جذبے اور جان لیوا جدوجہد کی تعریف کئے بغیر نہ رہ سکا۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ناول آپ کے اعلیٰ ترین معیار پر ہر لحاظ سے پورا اترے گا۔ اپنی آراء سے مجھے ضرور مطلع کیجئے کیونکہ آپ کی آراء میرے لئے واقعی مشکل راہ کی حیثیت رکھتی ہیں لیکن ناول پڑھنے سے پہلے اپنے چند خطوط اور ان کے جواب ملاحظہ کر لیجئے۔

کراچی ملیر کھوکھرا پار سے سید عامر رضا نقوی صاحب لکھتے ہیں۔
 - آپ کے ناول واقعی بے حد شاندار ہوتے ہیں۔ بلکہ ہر ناول ہی بہترین کہلانے جانے کا حقدار ہوتا ہے۔ النہ ایک بات پر مجھے حیرت ہے کہ آخر آپ ہر ناول کی پشت پر اپنا پرانا فوٹو کیوں شائع کرتے ہیں کیا آپ لٹنے بوڑھے ہو گئے ہیں کہ آپ اپنا نیا فوٹو شائع کرانے سے ڈرتے ہیں۔ اگر ایسا نہیں ہے تو پھر اصل وجہ ضرور بتائیے۔

محترم سید عامر رضا نقوی صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکریہ۔ جہاں تک ناولوں کے پیچھے پرانا فوٹو شائع کرانے کی بات ہے تو اس کی وجہ بڑھاپا نہیں ہے کیونکہ میرے نزدیک بوڑھا وہ ہوتا ہے جس کی ہمت اور حوصلے جواب دے جائیں جن کی ہمت اور حوصلے جوان ہوں ان کا جسمانی بڑھاپا تو انہیں اور زیادہ معزز اور محترم بنا دیتا ہے۔ پرانا فوٹو مسلسل شائع ہونے کی وجہ دراصل پبلشر صاحبان ہیں کیونکہ انہیں یقین ہے کہ میرا فوٹو مجھے عالمی مقابلہ وجاہت میں اول انعام کا حقدار بنا دے گا اور ظاہر ہے اس طرح میرا دماغ ساتویں آسمان پر پہنچ سکتا ہے جبکہ وہ میرے دماغ کو زمین پر ہی

رکھنا چاہتے ہیں تاکہ میں آپ قارئین کے لئے نئے نئے ناول لکھتا رہوں۔ اس لئے وہ مسلسل پرانا فوٹو ہی شائع کرتے چلے جا رہے ہیں امید ہے اب وجہ آپ کی سمجھ میں آگئی ہوگی۔

گاؤں نعمان تحصیل و ضلع سرگودھا سے سید اختر علی تیمور صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کو بارہ خط لکھے لیکن آپ نے کسی خط کا جواب نہیں دیا حالانکہ ان خطوط میں کئی غلطیوں کی نشاندہی کی گئی تھی۔ موجودہ خط میں بھی ایک غلطی کی نشاندہی کر رہا ہوں کہ ناول "بلا ٹنڈا الیک" کے حصہ اول کے ایک صفحہ پر لفظ "تھا" کی بجائے "تھی" لکھا گیا ہے۔"۔ ذکر کو مونسٹ بنا دیا گیا ہے۔ یہ تو بڑی غلطی کی نشاندہی کی تھی بے درجہ چھوٹی غلطیاں تو اور بھی ہیں۔ امید ہے آپ ضرور جواب دیں گے۔

محترم سید اختر علی تیمور صاحب۔ خط لکھنے اور غلطی کی نشاندہی کا بے حد شکریہ۔ واقعی تھا اور تھی میں ذکر اور مونسٹ کا فرق پڑ جاتا ہے اس لئے یہ واقعی بہت بڑی غلطی ہے لیکن آپ نے چھوٹی غلطیوں کی نشاندہی نہیں کی۔ اگر کر دیتے تو اس غلطی کبیرہ کے ساتھ ساتھ میں غلطی ہائے صفحہ سے بھی آئندہ بچنے کی کوشش کرتا۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

ذریعہ غازی خان سے شاہد راجہ صاحب لکھتے ہیں۔ "دلیہ تو آپ کے تمام ناول ہی بے حد پسند ہیں لیکن آپ کے ناول "بلیک ورلڈ" نے مجھے اور میرے دوستوں کو بے حد متاثر کیا ہے۔ آپ کا یہ ناول بڑھ کر

ہمیں پہلی بار یہ احساس ہوا ہے کہ اسلام جس پاکیزگی کا درس دیتا ہے وہ شیطنت کے مقابلے میں کتنا طاقتور حصار ہے۔ ہمیں یقین ہے کہ آپ آئندہ بھی اس موضوع پر ناول لکھتے رہیں گے۔

محترم شاہد راجہ صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر ہے۔ انشا۔ اللہ آئندہ بھی اس موضوع پر وقتاً فوقتاً لکھتا رہوں گا۔ اسلام کی تمام تعلیمات اس دنیا اور آخرت میں ہماری سچی رہنمائی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان پر خلوص کے ساتھ عمل کرنے کی توفیق عطا کرے اسید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم اے

مرزا سربار کیٹ کے شوکیں کے سلسلے کھڑا آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر شوکیں میں جکی ہوئی چیزوں کو اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے زندگی میں بھی بارے اس قسم کی چیزیں نظر آئی ہوں۔ سربار کیٹ کا یہ شوکیں بھی ایک پوری دکان جتنی لمبائی چوڑائی کا تھا اور اس میں دنیا کی تقریباً ہر چیز کا نمونہ رکھا گیا تھا۔ درمیان میں اتھنی خوبصورت لڑکیوں کے مجھے بھی مختلف پوز میں کھڑے تھے۔ جنہوں نے سربار کیٹ میں فروخت کے لئے پیش کئے جانے والے جدید ترین ڈیزائنوں کے لباس پہن رکھے تھے اور ان کے ہاتھوں میں جدید ڈیزائنوں کے پرس پکڑے ہوئے تھے۔ مرزا ان میں سے ایک مجھے کے سامنے کھڑا اس طرح دیکھ رہا تھا جیسے ابھی وہ مجھ سے شوکیں سے باہر نکل کر اس کی بانہوں میں بانہیں ڈال کر چل پڑے گا۔ مجھے کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔ یہ کسی نوجوان افریقی لڑکی کا مجھ سے تھا جیسے بتانے

”اوہ اچھا واقعی اس دور میں وقت بہت قیمتی ہو گیا ہے۔ حالانکہ بزرگ بتاتے ہیں کہ ان کے زمانے میں ایک پانی میں دس بارہ سال وقت مل جایا کرتا تھا۔ بہر حال کچھ بھی ہو۔ ابھی نواب بن میاں اتنے بھی مفلس نہیں ہوتے کہ دوچار گھنٹے بھی نہ خرید سکیں۔“..... عمران کی زبان رواں ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی اس نے شیروانی کی جیب سے ایک سرخ رنگ کارومال نکالا جس کے کنارے سنہرے رنگ کے تھے۔ اس نے بڑی ادا سے رومال کی تہیں کھولیں اور اس میں موجود دس روپے کے دسے نوٹوں میں سے ایک نوٹ علیحدہ کر کے اس نے رومال کی تہیں دوبارہ لگائی شروع کر دیں۔ پھر اس نے اہتہائی نفاس سے رومال واپس شیروانی کی جیب میں ڈالا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا دس روپے کا نیا نوٹ اس نے بڑے مودبانہ انداز میں اس آدمی کی طرف بڑھادیا جو اس ساری کارروائی کو بڑی حیرت بھری نظروں سے دیکھ رہا تھا وہ عمران کو نوٹ بڑھاتے دیکھ کر بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ کیا ہے؟“..... اس نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”آپ کے وقت کی حقیر سی قیمت۔ اگرچہ تھکے عنایت فرما دیجئے تو نواب بن میاں کی ایک ہزار سابعہ اور ایک ہزار آئندہ نسلوں پر آپ کا احسان عظیم ہوگا۔“..... عمران نے بڑے سنجیدہ لہجے میں کہا۔
 ”یو نانسنس۔ تم نے مجھے بھکاری سمجھ رکھا ہے۔ مرزا افضل بیگ کو دس روپے دے رہے ہو۔ نانسنس۔“..... اس آدمی نے اہتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور تیزی سے آگے بڑھنے لگا۔

والے نے واقعی افریقی حسن کا سر قہ بنا دیا تھا۔ اس کے کانوں میں سنہرے رنگ کے بالے تھے اور سر پر اہتہائی گھنگھریالے لیکن چھوٹے چھوٹے بالوں میں ایک سرخ اور سنہری رنگ کا میرینڈ لگا ہوا تھا۔
 ”ج جج جناب۔ ایک منٹ جناب۔“..... اچانک عمران نے پاس سے گزرنے والے ایک اوجھڑ عمر لیکن باوقار شخصیت کے مالک آدمی کو مخاطب ہو کر کہا تو وہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔

”جی فرمائیے۔“..... اس نے حیرت سے عمران کو سر سے پیر تک غور سے دیکھتے ہوئے کہا کیونکہ عمران کے جسم پر اس وقت خاص لکھنوی لباس تھا۔ بادامی رنگ کی تنگ شیروانی۔ اس کی آستینوں سے باہر نکلے ہوئے ہار یک مثل کے کرتے کے کھلے کف۔ اہتہائی تنگ جوڑی دار پاجامہ اور نیچے سلیم شاہی جوتی کے ساتھ ساتھ اس نے ہاتھ میں باقاعدہ سرخ مثل کی پولی بھی پکڑی ہوئی تھی۔ شیروانی کے بن سونے کے تھے اور ایک بن کے ساتھ سونے کی باریک زنجیر اوپر والی جیب کے اندر تنک جاتی دکھائی دے رہی تھی اور ظاہر ہے ہجرے پر حمایتوں کا انبشار پوری آب و تاب سے بہہ رہا تھا۔

”پان شوق فرمائیں گے آپ۔“..... عمران نے پولی کھولتے ہوئے کہا۔

”جی نہیں مجھے اس کا شوق نہیں ہے۔ آپ کیا کہنا چاہتے ہیں۔ میرا وقت قیمتی ہے۔“..... اس اوجھڑ عمر آدمی نے اس بار قدرے ناخوشگوار لہجے میں کہا۔

"ارے ارے۔ ایک منٹ توقف تو کیجئے۔ ذرا چھری تلے دم تو لیجئے حضرت"..... عمران نے جھپٹ کر اس کا بازو پکڑتے ہوئے کہا۔
 "کیا مصیبت ہے۔ کون ہو تم۔ چھوڑو مجھے"..... مرزا افضل بیگ نے جھٹکے سے بازو چھڑاتے ہوئے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھا چلا گیا۔

"نہیں لینا چھری تلے دم تو نہ لو۔ ہمارا کیا ہے ہمیں فاتحہ دلوار شیرینی ہی بانٹنی پڑے گی ناں بانٹ دیں گے"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور آگے بڑھا چلا گیا۔ لیکن اس کا رخ سپر مارکیٹ کی اس طرف تھا جہاں شوکیں ختم ہونے کے بعد دکان کا بڑا سا دروازہ تھا جس کے باہر ایک اونچے طرے والی پگڑی سر رکھے اور سبز اور سفید رنگ کا لباس پہنے دربان اکڑا ہوا کھڑا تھا۔ لیکن جیسے ہی کوئی گاہک دروازے کی طرف بڑھتا اس کا اکڑا ہوا جسم یکھٹ رکوع کے بل جھک جاتا اور اس کے ساتھ ہی وہ بڑے ماہرانہ انداز میں دروازہ بھی کھول دیتا اور جب گاہک اندر چلا جاتا تو دروازہ بند کر کے وہ ایک بار پھر پہلے کی طرح اکڑ کر کھڑا ہو جاتا جیسے ہفت اقلیم کو فتح کر کے دلہن آیا ہو عمران تیزی سے آگے بڑھا اور پھر مرکز دروازے کی طرف بڑھنے لگا تو دربان کسی مشینیں کھلونے کی طرح ایک بار پھر رکوع کے بل جھک گیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دروازہ بھی کھول دیا۔ لیکن جب اس نے آنے والے کو اندر جاتے نہ دیکھا تو اس نے تیزی سے سر اٹھایا اور اسی لمحے عمران نے بھی جو بجائے اندر جانے کے اس کے سامنے کھڑے

ہو کر اور اس کی طرف منہ کر کے اسی کی طرح رکوع کے بل جھکا ہوا تھا اس نے بھی سر اٹھایا۔
 "بی بی جی۔ آپ اندر نہیں گئے"..... دربان نے حیرت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کسی میں جرأت ہے کہ نواب بن میاں کو اندر بھیج سکے۔ قہد عالم شاہ ہمارے نضیال کے پھیرے زاد بھائی کے خالو کے بیٹے کے پوتے ہیں۔ کیا سمجھتے"..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ دربان کوئی جواب دیتا۔ اپنا تک دروازہ کھلا اور دربان ایک چم مودبانہ انداز میں جھک گیا۔ اسی لمحے دروازے سے مرزا افضل بیگ بڑے ہوئے اور وہ عمران کو اس طرح دربان کے ساتھ تشریف دیکھ کر ایک لمحے کے لئے جھٹکے۔ اور پھر تیزی سے آگے بڑھنے لگے۔

"ارے ارے رک جلیے وہ وقت۔ وہ تو آپ نے ابھی دینا ہے"..... عمران نے کہا لیکن مرزا افضل بیگ اس طرح تیزی سے آگے بڑھ گئے جیسے کسی بلا سے چھٹا چھوٹا ناچا رہتے ہوں۔
 "کیا زمانہ آگیا ہے کہ لوگ وقت دینے سے بھی کترانے لگے ہیں حالانکہ وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو بالکل مفت ملتا ہے لیکن لوگ ہیں کہ پھر بھی وقت نہیں دیتے۔ چلو خیر"..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر اس طرح دروازہ کھول کر سپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا جیسے اس نے سرے سے دربان کو دیکھا تک نہ ہو۔ سپر

شریف..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میرا نام الطاف ہے اور میری عمر تیس سال ہے۔ آپ مجھے بچہ کہہ رہے ہیں.....“ نوجوان نے برا سامنہ بناتے ہوئے کہا۔

”صرف تیس سال ارے ارے ہمارے بزرگوں کی عمریں اتنی لمبی ہو کر آتی تھیں کہ تیس سال تک تو ان کے دودھ کے دانت بھی نہ نوسنتے تھے۔ ویسے مرزا افضل بیگ آپ کے کیا لگتے ہیں.....“ عمران نے کہا تو نوجوان چونک پڑے۔

”آپ انہیں کیسے جانتے ہیں.....“ نوجوان نے چونک کر پوچھا۔
”وہ میرے ماموں کے بھائی کے داماد کے مخیرے خالو کی بیٹی کے سر ہیں۔“ عمران نے بڑے اطمینان سے رشتہ بتاتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا مذاق ہے۔ کیا آپ پاگل ہیں۔ مرزا افضل بیگ میرے پاس ہیں میں ملری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ میں انجینئر ہوں۔“ الطاف نے اس بار انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے آپ کہیں ان افضل بیگ کی تو بات نہیں کر رہے جن کی بڑی بڑی موٹھیں ہیں۔ سر سے گتے ہیں۔ ایک آنکھ سے کانے اور نانگ سے لنگڑا کر چلتے ہیں۔ وہ دھجے آپ کے پاس ہو سکتے ہیں لیکن میں جن افضل بیگ کی بات کر رہا ہوں وہ ادھیڑ عمر ہیں۔ بڑی شاندار شخصیت کے مالک اور ابھی میں نے انہیں سپر مارکیٹ سے باہر جاتے ہوئے دیکھا ہے.....“ عمران نے بڑے رواں لہجے میں کہا۔

”ہاں وہ ابھی آئے تھے اور نوادرات کے کاؤنٹر پر گئے تھے۔“ نوجوان

مارکیٹ واقعی سپر مارکیٹ تھی۔ انتہائی وسیع و عریض ہال میں ہر طرف کاؤنٹر ہی کاؤنٹر تھے ایک ایک کاؤنٹر کے پیچھے چار چار خوبصورت لڑکیاں موجود تھیں۔ لاکھوں کا بھی اچھا خاصا رش تھا۔ عمران اطمینان سے چلتا ہوا ایک کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا۔ یہ کامیٹیکس کا کاؤنٹر تھا اور یہاں مردوں کی نسبت عورتوں کا زیادہ رش تھا جو مرد تھے وہ بچوں کو اٹھائے پیچھے ہٹ کر کھڑے ہوئے تھے اور اس طرح بار بار مڑ کر کبھی بیرونی دروازے کی طرف دیکھتے اور کبھی کاؤنٹر کی طرف جیسے ان کی پیچھے کی ذرا نظر چو کے تو وہ سچے سمیت بیرونی دروازے سے فرار ہو جاتیں۔

”السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ.....“ عمران نے ایک نوجوان کے قریب جا کر کہا جو ایک خوبصورت سے گول منٹل سچے کو اٹھائے بڑے ہزار سے انداز میں کھڑا ہوا تھا۔

”وعلیکم السلام.....“ نوجوان نے چونک کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”یہ تو نہال آپ کا ہے ماشاء اللہ.....“ عمران نے سچے کے گال کو انگلی سے تھپتھپاتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں.....“ نوجوان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس لئے کہ عمر کے لحاظ سے تو ماشاء اللہ ابھی آپ خود سچے ہیں۔ وہ جب چاہے دسے دسے۔۔۔۔۔ ویسے آ۔۔۔۔۔ کا اسم

جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے الطاف کا بازو پکڑا اور تیزی سے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئی اور عمران مسکراتا ہوا ایک ایسے کاؤنٹر کی طرف بڑھ گیا جو خالی پڑا ہوا تھا۔ یہ نوادرات کا کاؤنٹر تھا۔ اس کاؤنٹر کے پیچھے ایک لڑکی تھی جو اطمینان سے سنول پر بیٹھی ہوئی تھی۔ عمران کے قریب آتے ہی وہ چونک کر اٹھ کھڑی ہوئی۔

”جی فرمائیے جناب.....“ لڑکی نے بڑے کاروباری انداز میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”فرماتے ہیں۔“ ابھی فرماتے ہیں۔ کچھ سانس تو لے لینے دیجئے۔“ عمران نے کاؤنٹر پر کبھی ٹیک کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”جی.....“ لڑکی نے ہنست ہنست کہا۔ اسے شاید سمجھ نہ آئی تھی کہ وہ عمران کی بات کا کیا جواب دے۔

ابھی تھوڑی دیر پہلے میرے چچا کے بیٹے کے خالو کے بھتیجے کے داماد کے قبیلہ والد صاحب جن کا نام نامی اسم گرامی مرزا افضل بیگ ہے۔ ایک نوادر خرید کر لے گئے ہیں۔ تجھے بھی وہی نوادر چاہئے.....“ عمران نے کہا۔

”مرزا افضل بیگ جی ہاں ابھی اس نام کے صاحب خوش قسمتی کی افزائش دیوی انگا کا مجسمہ خرید کر لے گئے ہیں.....“ لڑکی نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹھک کر شو کیس کے اندر پڑا ہوا انگا دیوی کا مجسمہ اٹھا کر کاؤنٹر پر رکھ دیا۔

”ٹھیک ہے بیک کر دیجئے.....“ عمران نے کہا تو لڑکی نے جلدی

نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے الطاف۔ یہ کون صاحب ہیں.....“ اچانک ایک نوجوان لڑکی نے قریب آکر الطاف سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ بڑی حیرت بھری نظروں سے عمران کو دیکھ رہی تھی۔

”ہم سے لینے محترمہ ہمارا نام نواب بن میاں ہے۔ یہ شکل و صورت سے آپ کے شوہر ناہنجا راوہ محاف کیجئے شوہر نامدار لگتے ہیں۔ یہ مرزا افضل بیگ کے نائب خاص ہیں اور مرزا افضل بیگ سے ہماری پرانی یاد اللہ ہے۔ ہم ان کے دولت خانے کا پتہ آپ کے شوہر نامدار سے پوچھنا چاہتے ہیں.....“ عمران نے ٹھک کر باقاعدہ لکھنوی انداز میں سلام کرتے ہوئے کہا۔

”تجھے تو یہ کوئی پاگل لگتے ہیں۔“ نجانے کیا اوٹ پٹانگ باتیں کیے چلے جا رہے ہیں.....“ الطاف نے اجماعی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے شرفا بازار میں اپنی بیگم کو اس لہجے میں مخاطب نہیں ہوا کرتے۔ یہ بد تہذیبی ہے کیوں شریف خاتون کیا میں نے غلط کہا ہے.....“ عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا تو عورت بے اختیار کھلکھلا کر ہنس پڑی۔

”آپ تو مجھے کسی قدیم زمانے کی روح معلوم ہوتے ہیں۔ میں نے کتابوں میں پڑھا تھا کہ پرانے زمانے میں ایسے لوگ ہوا کرتے تھے۔ بہر حال مرزا افضل بیگ کے گھر کا پتہ میں بتا دیتی ہوں۔ ملری آفسیرز کالونی کو بھی نمبر آٹھ سو ایک۔“ آؤ الطاف.....“ عورت نے ہنستے ہوئے

سے اسے اٹھایا اور ایک طرف لے جا کر پیک کرنا شروع کر دیا۔ مجھے کو پیک کرنے کے بعد اس نے رسید بک اٹھائی اور پنسل لے کر رسید پر اندراج کرنا شروع کر دیا۔

”آپ کا نام“..... اس نے سراٹھا کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”نواب بن میاں“..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا اور لڑکی نے ایک بار تو غور سے عمران کو دیکھا پھر جھک کر کیش میمو پر نام لکھنا شروع کر دیا۔ کیش میمو کاٹ کر اس نے مجھے کے پیٹ کے اوپر رکھا اور پیکٹ عمران کے سامنے رکھ دیا۔ عمران نے کیش میمو دیکھ کر جیب سے ایک بڑا نوٹ نکالا اور لڑکی کی طرف بڑھا دیا۔ اس نے کیش کاؤنٹر میں نوٹ ڈالا اور باقی رقم نکال کر عمران کے سامنے رکھ دی۔

”شکریہ کیا مرزا افضل بیگ صاحب پہلے بھی خریداری کرتے رہے ہیں“..... عمران نے باقی رقم اور پیکٹ اٹھاتے ہوئے کہا۔

”جی مجھے تو معلوم نہیں ہے۔ میں تو گزشتہ ایک ہفتے سے یہاں ہوں یہ تو چونکہ ابھی میں نے ان کا نام کیش میمو پر لکھا تھا اس لئے آپ کے کہنے پر مجھے یاد آگیا“..... لڑکی نے جواب دیا۔

”شکریہ دلیے آپ کی دکان کے منیجر صاحب واقعی صاحب ذوق ہیں کہ انہوں نے حسن کے ایک نوادر کو نوادرات کے شال پر ڈیوٹی دی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور لڑکی کے چہرے پر یکت

گلاب کے پھول سے کھل اٹھے اور عمران مسکراتا ہوا پیکٹ اٹھائے بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ دکان سے باہر نکل کر وہ تیز قدم اٹھاتا آگے بڑھتا چلا گیا۔ پھر وہ دکانوں کے درمیان واقع ایک تنگ سی گلی میں مڑ گیا۔ گلی آگے جا کر بند ہو گئی تھی۔ عمران نے جیب میں ہاتھ ڈال کر ایک چھوٹا سا ٹرانسمیٹر نکالا اور اس کا بٹن دبا دیا۔

”ہیلو ہیلو نواب بن میاں بزبان خود بول رہے ہیں اور“۔ عمران نے کال دینا شروع کر دی۔

”ییس ماسٹر میں جو انا بول رہا ہوں اور“..... چند لمحوں بعد جوانا کی آواز سنائی دی۔

”وہ صاحب اس وقت کہاں ہیں جن کا میں نے بازو پکڑا تھا اور“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”وہ سر مارکیٹ سے نکل کر کیفے اعظم کے سامنے کھڑی کار میں بیٹھ گئے تھے۔ تھوڑی دیر بعد ایک نوجوان جس نے ایک خوبصورت سا بچہ اٹھایا ہوا تھا۔ ایک نوجوان خاتون کے ساتھ کار کے قریب سے گزرا تو یہ صاحب کار سے باہر نکلے اور ان سے کچھ دیر باتیں کرتے رہے۔ اس نے اس نوجوان کو ایک پیکٹ بھی دیا۔ پھر وہ دوبارہ کار میں بیٹھے اور اب ان کی کار شادمان چوک کے ٹریفک سگنل پر کھڑی ہے میں ان کی نگرانی کر رہا ہوں اور“..... جو انانے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تم نے ان کے درمیان ہونے والی گفتگو سنی ہے اور“۔ عمران

نے پوچھا۔

”نہیں ماسٹر میں ان سے کافی فاصلے پر تھا اور“..... جو اتنا نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ تم اس کی نگرانی کرو اور اگر یہ ملٹری آفیسرز کالونی میں جائے تو پھر تمہیں اس کے پیچھے کالونی میں جانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم واپس رانا ہاؤس چلے جانا اور اینڈ آل“..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر واپس جیب میں ڈال کر وہ دوبارہ سڑک کی طرف بڑھنے لگا۔ کیفے اعظم کے سامنے اس کی سپورٹس کار موجود تھی۔ وہ کار میں بیٹھا اور ہتھ لکھوں بعد اس کی کار تیزی سے آگے بڑھتی چلی گئی۔ مختلف سڑکوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک رہائشی کالونی میں داخل ہوا اور پھر ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر اس نے کار روک دی۔ گیٹ کے ستون پر الطاف احمد انجینئر کی نیم پلیٹ موجود تھی نیچے ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے الفاظ بھی درج تھے۔ عمران نے کار کا دروازہ کھولا اور نیچے اتر کر اس نے کال بیل کا بٹن دبایا سجد لکھوں بعد پھانک کھلا اور ایک ادھیر عمر آدمی باہر آگیا۔ وہ اپنے لباس اور چہرے مہرے سے ملازم ہی لگ رہا تھا۔

”الطاف صاحب ہیں گھر پر“..... عمران نے کہا۔

”جی نہیں وہ بیگم کے ساتھ شاپنگ کرنے گئے ہوئے ہیں۔“ ملازم

نے جواب دیا۔

”اوہ اچھا شکریہ“..... عمران نے کہا اور مڑ کر واپس کار میں بیٹھ گیا

س کے ساتھ ہی اس نے کار بیک کی اور اسے دائیں ہاتھ پر آگے بڑھائے لے گیا۔ اس کی نظریں بیک مرر پر جمی ہوئی تھیں جب اس نے ملازم کو واپس اندر جاتے اور پھانک بند ہوتے دیکھا تو اس نے کار روکی اور پھر اسے بیک کر کے پھانک کی طرف لے آیا۔ اس نے پھانک کے سامنے اس طرح کار روک دی کہ جب تک وہ کار نہ ہٹاتا۔ کوئی پھانک میں نہ جاسکتا تھا اور پھر کار بند کر کے وہ اطمینان سے بیٹھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد ایک کار مڑ کر اس کی کار کی سائیڈ پر آکر رکی اور کار کا دروازہ کھول کر الطاف نیچے اتر آیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم تم یہاں بھی آگئے۔ کیا مطلب کون ہو تم۔“ اس نے عمران کی کار کے قریب آکر عمران کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”تو آپ تشریف لے آئے“..... عمران نے بڑے مطمئن لہجے میں کہا اور پھر کار کا دروازہ کھول کر نیچے اتر آیا۔

”تم ہو کون اور کیوں اس طرح ہمارا چٹھا کر رہے ہو“..... الطاف کے چہرے پر پریشانی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔ اسی لمحے الطاف والی کار کا دروازہ کھلا اور الطاف کی بیوی بھی باہر آگئی۔ اس کے چہرے پر بھی حیرت کے تاثرات موجود تھے۔

”مسٹر الطاف مرزا افضل بیگ نے آپ کو ایک پیکیٹ دیا تھا وہ پیکیٹ کہاں ہے“..... عمران نے اس بار اتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ایک کارڈ نکال کر اس نے الطاف کی طرف بڑھا دیا۔ الطاف نے چونک کر کارڈ پکڑا اور اسے

دیکھ کر وہ بے اختیار اچھلا۔
 ”ڈپٹی ڈائریکٹر سپیشل سروسز۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں۔“ الطاف
 کے چہرے پر اہتنائی حیرت کے تاثرات ابھرائے تھے۔
 ”میں نے جو پوچھا ہے وہ بتائیں۔ یہ ملکی سلامتی کے معاملات ہیں
 اور آپ کی بیگم اہتنائی شریف خاتون ہیں اور آپ ایک معصوم بچے کے
 باپ بھی ہیں اس لئے آپ سے اس طرح بات ہو رہی ہے ورنہ آپ
 جانتے ہیں کہ اس کی اور کئی صورتیں بھی ہو سکتی تھیں۔“ عمران
 نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیا۔

”وہ۔ وہ پیکیٹ تو میں نے بک کر دیا ہے۔ مرزا صاحب نے کہا تھا
 کہ اسے بک کر ادیشا وہ کسی ضروری کام کے سلسلے میں جارہے ہیں۔ وہ
 رسید صبح دفتر میں لے لیں گے۔“ الطاف نے پریشان ہوتے ہوئے
 کہا۔

”کہاں ہے رسید۔“ عمران نے کہا تو الطاف نے جلدی سے
 جیب سے پرس نکالا اور اس میں سے ایک رسید نکال کر اس نے عمران
 کی طرف بڑھادی۔ عمران نے ایک نظر رسید پر لکھے ہوئے پتے پر ڈالی
 اور پھر رسید کو جیب میں ڈال لیا۔

”یہ لیجئے۔ یہ اسی طرح کا پیکیٹ ہے۔ اس پر وہی پتہ لکھ کر اس
 پیکیٹ کو دوبارہ بک کر دیجئے اور اس کی رسید صبح جا کر مرزا صاحب کو
 دے دیجئے لیکن اسے ہرگز اس سارے معاملے کا علم نہیں ہونا چاہئے
 اور نہ ہی آپ نے میرے متعلق ان سے کچھ کہنا ہے۔ ورنہ ہو سکتا ہے

آپ کی باقی عمر کسی کال کو ٹھہری میں گزر جائے اور اسے میری
 طرف سے رعایت سمجھئے۔ خدا حافظ۔“ عمران نے کہا اور تیزی سے
 اپنی کار کے کھلے دروازے کے اندر بیٹھ کر اس نے ایک جھٹکے سے کار
 آگے بڑھا دی۔ الطاف اور اس کی بیوی حیرت بھری نظروں سے اسے
 جاتے ہوئے دیکھتے رہ گئے۔ تھوڑی دیر بعد عمران رانا ہاؤس پہنچ گیا۔
 ”ماسٹر وہ واقعی ملٹری آفیسرز کالونی ہی گیا تھا اس لئے میں آپ کے
 حکم کے مطابق واپس آگیا۔“ عمران نے رپورٹ دیتے ہوئے کہا اور
 عمران نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر فون کارسیور اٹھا کر اس نے تیزی
 سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”ایکسٹو۔“ رابطہ قائم ہوتے ہی بلیک زیرو کی مخصوص آواز
 سنائی دی۔

”عمران بول رہا ہوں جناب رانا ہاؤس سے۔ مرزا افضل بیگ نے
 انکا دیوی کے مجھے میں کوئی چیز رکھ کر اسے کافرستان کے لئے سپیشل
 سروس سے بک کر لیا ہے۔ آپ یہ پتہ نوٹ کر لیں اور کافرستان میں
 ناٹران سے کہہ دیں کہ وہ یہ پیکیٹ وہاں سے حاصل کرے اور اس پتے
 کے بارے میں بھی چھان بین کر کے رپورٹ دے کہ یہ کس کا پتہ
 ہے۔“ عمران نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔ حالانکہ جو انارپورٹ دے
 کر چلا گیا تھا۔ لیکن عمران ایسے معاملات میں ہمیشہ محتاط رہنے کا عادی
 تھا۔

”نوٹ کر او۔“ دوسری طرف سے بلیک زیرو نے اسی طرح سرد

لجے میں کہا تو عمران نے رسید کھول کر سامنے رکھی اور پھر اس پر درج شدہ لکھوانا شروع کر دیا۔

”رسید نمبر بھی نوٹ کر لیجئے۔ ناٹران کو کہہ دیجئے کہ صرف اس نمبر والا پیکیٹ ہی حاصل کرے کیونکہ میں نے ایک اور پیکیٹ اس پتے پر روانہ کر دیا ہے تاکہ یہ پیکیٹ چھپا رہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ دوسرا پیکیٹ حاصل کر لے اور اصل متعلقہ پارٹی کے پاس پہنچ جائے“..... عمران نے کہا۔

”نوٹ کراؤ“..... بلیک زیرو نے کہا اور عمران نے اسے رسید نمبر نوٹ کر دیا۔

”یہاں ایر پورٹ سے یہ پیکیٹ حاصل کیا جاسکتا ہے“۔ بلیک زیرو نے کہا۔

”نہیں جناب سپیشل سروس ہر آدمی گھنٹے بعد روانہ کر دی جاتی ہے اس لئے یہ پیکیٹ یہاں سے نکل گیا ہوگا“..... عمران نے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔

شاگل اپنے دفتر میں بیٹھا ایک فائل کے مطالعے میں مصروف تھا کہ دروازہ کھلا اور اس کی خوبصورت لیڈی سیکرٹری ہاتھ میں ایک پیکیٹ اٹھائے اندر داخل ہوئی۔ شاگل نے چونک کر سر اٹھایا۔

”سریہ پیکیٹ چینل نمبر تھری سے آیا ہے“..... لیڈی سیکرٹری نے بڑے مودبانہ انداز میں پیکیٹ شاگل کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا۔

”اوہ اچھا۔ ٹھیک ہے جاؤ“..... شاگل نے پیکیٹ لیتے ہوئے کہا اور لیڈی سیکرٹری خاموشی سے واپس چلی گئی۔ شاگل نے پیکیٹ کو غور سے دیکھا اور پھر میز سے سپر کٹڑاٹھا کر اس نے اسے کھولنا شروع کر دیا۔

پیکیٹ کھول کر اس نے اس میں سے کاغذ میں لپٹا ہوا ایک مجسمہ باہر نکالا اور پھر کاغذ ہٹا کر وہ غور سے مجسمے کو دیکھنے لگا۔ اس کے بعد اس نے اسے گردن سے پکڑ کر گھمایا تو مجسمہ درمیان سے کھلتا چلا گیا لیکن دوسرے لمحے وہ یہ دیکھ کر اچھل پڑا کہ دیوی کے پیٹ والی جگہ جو اندر

کے مجھے رپورٹ دو"..... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹ دیا۔

"نفسنس رقم مانگتے وقت تو منہ پھاڑ کر مانگ لیتے ہیں اور کام ان سے ہوتا نہیں۔ نفسنس"..... شاگل نے انتہائی غصے سے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر میز پر پڑا ہوا پیسٹ اور مجسمہ اٹھا کر اس نے میز کے ساتھ پڑی ہوئی ردی کی ٹوکری میں پٹ دیا۔ اسی لمحے فون کی گھنٹی بج اٹھی۔ شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھایا۔

"اب کیا ہے۔ مجھے کام بھی کرنے دو گے یا یوہنی ٹرٹر لگائے رکھو گے"..... شاگل نے رسیور اٹھاتے ہی پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔ "سر پرائم منسٹر کے سپیشل سیکرٹری صاحب سے بات کیجئے۔" دوسری طرف سے اس کے پی اے کی سہمی ہوئی آواز سنائی دی۔

"ہیلو امر ناتھ بول رہا ہوں"..... دوسرے لمحے ایک باوقاری آواز سنائی دی۔

"یس سر میں شاگل بول رہا ہوں"..... شاگل نے بھنچے بھنچے لہجے میں کہا۔ اس کا لہجہ بتا رہا تھا کہ اس نے بڑی مشکل سے فوراً اپنے غصے کو کنٹرول کرنے کی کوشش کی ہے۔

"وائلٹ پائن کی لاسٹ قسط آج پہنچی تھی۔ اس کا کیا ہوا۔ شام کو پرائم منسٹر صاحب اس سلسلے میں میٹنگ لے رہے ہیں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"پیسٹ ابھی ابھی ملا ہے لیکن وہ خالی ہے۔ میں نے معلوم کر لیا

کی طرف سے باقاعدہ ایک خلا کی صورت میں خالی تھی۔

"کیا مطلب یہ خالی ہے۔ پھر۔ پھر یہ چینل تھری پر کیوں آیا ہے۔ کیا مطلب"..... شاگل نے حیرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مجھے کے دونوں حصوں کو میز پر پٹا اور فون کارسیور اٹھا کر تیزی سے نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"چینل تھری"..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

"شاگل بول رہا ہوں۔ ابھی یہ پیسٹ تم نے بھجوا دیا ہے ناں میرے پاس"..... شاگل نے پھاڑ کھانے والے لہجے میں کہا۔

"یس سر یہ ابھی موصول ہوا ہے۔ میں نے فوراً بھجوا دیا ہے۔" دوسری طرف سے اس بار مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

"لیکن یہ تو خالی ہے اس میں کچھ بھی نہیں ہے"..... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

"خالی ہے۔ کیا مطلب۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے سر۔ یہ تو آخری قسط تھی۔ اس سے پہلے چار قسطیں موصول ہو چکی ہیں۔ کرائس دن کی طرف سے۔ اس کی کال آئی تھی کہ وہ پانچویں اور آخری قسط بھجوا رہا ہے"..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

"اس کرائس مرائس سے بات کرو۔ یہ اس نے ہمارے ساتھ کیا مذاق کیا ہے۔ لاکھوں روپے وصول کر لئے اور مجسمہ خالی بھجوا دیا۔ اب میں پرائم منسٹر کو کیا یہ خالی مجسمہ پیش کروں گا۔ نفسنس فوراً بات کر

ہے کہ کیوں خالی ہے؟..... شاگل نے کہا۔
 "خالی ہے۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں؟..... دوسری طرف سے
 حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا
 "جس ذریعے سے یہ چیز منگوائی جا رہی تھی۔ انہوں نے اس کی پانچ
 قسطیں روانہ کرنی تھیں۔ وہ ہر قسط کو ایک پیسٹ میں بند کر کے خفیہ
 نام سے یہاں بھجوا دیا کرتے تھے۔ چار پیسٹ مل گئے جو ناگ پور بھجوا
 دیئے گئے۔ پانچواں پیسٹ آنا تھا ابھی چند منٹ پہلے وہ پیسٹ مل گیا ہے
 لیکن اس میں قسط موجود نہیں ہے۔ میں نے اپنے آدمیوں کو کہہ دیا
 ہے کہ وہ معلوم کریں کہ ایسا کیوں ہوا ہے؟..... شاگل نے ہونٹ
 پھینچتے ہوئے کہا۔

"کیوں خالی آیا ہے۔ یہ کیسے ممکن ہے کہ پیسٹ آئے اور خالی
 ہو؟..... دوسری طرف سے سپیشل سیکرٹری نے کہا۔
 "تو آپ کا مطلب ہے کہ میں جھوٹ بول رہا ہوں۔ بکو اس کر رہا
 ہوں۔ میں جو سیکرٹ سروس کلچیف ہوں جھوٹا ہوں؟..... شاگل آخر
 کار پھٹ پڑا۔

"آپ تو خواہ مخواہ غصے میں آگئے میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ بہر حال
 میں پرائم منسٹر صاحب کو رپورٹ دے دیتا ہوں؟..... دوسری طرف
 سے سرد لہجے میں کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔
 "جسے دیکھو وہ مجھ پر چڑھا رہا ہے۔ جیسے میں چیف نہ ہوا اگھیارہ ہو
 گیا۔ ایک تو ان کے خفیہ کام کروادہ سے مجھے جھوٹا بھی کہتے ہیں۔"

شاگل نے اسی طرح غصے کی شدت میں بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے
 ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹچ دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے میز
 کے کنارے پر لگا ہوا بین دبا دیا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور ایک
 نوجوان لڑکی اندر داخل ہوئی۔

"مجھے جوس کا بڑا پیسٹ لادو۔ میرا دماغ کھول رہا ہے؟..... شاگل
 نے کہا اور لڑکی تیزی سے دائیں ہاتھ پر کمرے کے کونے میں رکھے
 ہوئے جہازی ساز کے فریج کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فریج کھولا۔
 اندر سے جوس کا ایک بڑا ڈبہ نکالا اور پھر نچلے خانے میں رکھے ہوئے ملٹی
 کھر ٹشو پیپر کے ڈبے میں سے اس نے ایک ٹشو کھینچ کر اسے ڈبے کے
 گرد لپیٹا اور ساتھ ہی اس نے ایک سائیڈ میں موجود سٹرابیگ میں سے
 ایک سٹرابال کر فریج بند کیا۔ پھر اس نے بڑی مہارت سے جوس کے
 ڈبے میں موجود سوراخ پر چڑھا ہوا کور ہٹایا۔ اور سٹرابال میں ڈال
 کر اس نے جوس کا پیسٹ بڑے مودبانہ انداز میں شاگل کے سامنے رکھ
 دیا۔

"بس جاؤ؟..... شاگل نے کہا اور ساتھ ہی ڈبہ اٹھا کر اس نے
 جوس سب کرنا شروع کر دیا۔ لڑکی خاموشی سے واپس چلی گئی۔ ابھی
 اس نے جوس ختم ہی کیا تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ
 بڑھا کر رسیور اٹھایا۔ اب اس کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ جوس
 پینے کی وجہ سے خاصی حد تک نارمل ہو چکا تھا۔
 "یس؟..... شاگل نے رسیور اٹھا کر کہا۔

رہا تھا۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھ دیا۔ ابھی اس نے رسیور رکھا ہی تھا کہ فون کی گھنٹی بج اٹھی۔

”کیا مصیبت ہے یہ فون کرنے والوں کو آج میرا ہی نمبر یاد آ رہا ہے“..... شاگل نے انتہائی بھنٹھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور اٹھایا۔

”یس“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس ابھی پرائم منسٹر ہاؤس سے کال آئی ہے۔ ان کے پی اے نے کہا ہے کہ پرائم منسٹر صاحب آپ سے فوری بات کرنا چاہتے ہیں۔“ دوسری طرف سے اس کے پی اے نے کہا۔

”تو کراؤ بات دیر کیوں کر رہے ہو۔ کراؤ بات“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”یس سر ہولڈ کیجئے سرفارون منٹ سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے بجائے کچھ جواب دینے کے ہونٹ بھینچ لئے۔

”پرائم منسٹر صاحب سے بات کیجئے جناب“..... چند لمحوں بعد اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں سر“..... شاگل نے اس بار بڑے مؤدبانہ لہجے میں کہا کیونکہ نو منتخب پرائم منسٹر اس کے بے حد مداح تھے اور تمام میٹنگز میں وہ اس کی بے شمار تعریفیں کر چکے تھے اور اس کے مشورے کو ہمیشہ اہمیت دیتے تھے اس لئے شاگل بھی دل سے ان کا ادب کرتا تھا۔

”چینل تھری سے رام لعل بول رہا ہوں باس“..... دوسری طرف سے آواز سنائی دی۔

”باس بڑا المبا مسئلہ بن گیا ہے۔ کرائس نے معلومات کرائی ہیں کرائس کا وہ مخبر جو یہ سب کچھ بھجوا رہا تھا۔ اچانک دفتر سے غائب ہو گیا ہے۔ اسے نیول پولیس کے دو اعلیٰ افسران اپنے ساتھ لے گئے ہیں۔ کرائس نے نیول پولیس ہیڈ کوارٹر میں اپنے آدمیوں سے معلومات حاصل کی ہیں تو معلوم ہوا ہے کہ نیول پولیس نے اسے پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا ہے اور تب سے وہ غائب ہے۔“ رام لعل نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”پاکیشیائی سیکرٹ سروس۔ کیا مطلب۔ کیا پاکیشیا سیکرٹ سروس سڑکوں پر جوتیاں چٹختی پھر رہی ہے یا نیول پولیس والوں کو اپنا تعارف کراتی پھر رہی ہے کہ انہیں معلوم ہو گیا اور پھر اس چکر میں سیکرٹ سروس کا کیا تعلق یہ تو صرف وہاں کی ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے تیار کردہ اسلحے کے گوداموں کی تفصیل ہے۔ اس کا سیکرٹ سروس سے کیا تعلق۔ زیادہ سے زیادہ اس کا تعلق ملٹری انٹیلی جنس سے ہو سکتا ہے اور کرائس نے کہا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس اس کے قبضے میں ہے۔ پھر“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس آپ خود کرائس سے بات کر لیں میں اسے کہہ دیتا ہوں وہ آپ کو فون کر لے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہاں بات کراؤ اس سے۔ جب وہ کام لے رہا تھا تو کتنے دعوے کر

”مسٹر شاگل والٹ پائن کی آخری اور انتہائی اہم قسط کے سلسلے میں کیا گڑبڑ ہوئی ہے۔“ پرائم منسٹر نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

”جناب آپ کو تو معلوم ہے کہ سیکرٹ سروس اس میں براہ راست ملوث نہیں ہے بلکہ اصل ٹاسک ملٹری انٹیلی جنس کا ہے لیکن اس کا سیٹ اپ سیکرٹ سروس کے ساتھ کیا گیا۔ چنانچہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سریش کمار صاحب نے خود ہی سیٹ اپ بنایا اور اس کی منظوری دی۔ اس کے مطابق میرے ایک ماتحت کو علیحدہ ایک تنظیم چینل تھری کا انچارج بنایا گیا۔ میرے ماتحت نے چینل تھری کے انچارج کے طور پر سریش کمار کے منتخب کردہ مخبر گروپ کرائس سے رابطہ کیا اور کرائس سے معلومات خریدنے کا معاہدہ ہوا جس کی منظوری بھی سریش کمار صاحب نے دی۔ اس کے بعد چینل تھری پر ایک پیٹ سپیشل سروس کے تحت آیا اور سیٹ اپ کے مطابق یہ پیٹ میرے پاس بھجوا دیا گیا۔ میں نے اسے کھولا اس میں ایک مجسمہ تھا۔ اس مجسمے کے اندر ایک چھوٹا سا مائیکروفون موجود تھا۔ میں نے سیٹ اپ کے مطابق وہ رول سریش کمار صاحب کو بھجوا دیا۔ اسی طرح چار پیٹ موصول ہوئے جن میں موجود مائیکروفون سریش کمار صاحب کو بھجوا دیئے گئے۔ آج پانچواں پیٹ آیا۔ اسے میں نے کھولا تو وہ خالی تھا۔ میں نے اپنے ماتحت چینل تھری کے انچارج کو فون کیا۔ اس نے کرائس سے رابطہ کیا۔ کرائس نے فوری طور پر پاکیشیا میں اپنے گروپ سے رابطہ کیا۔ وہاں سے سچے چلا کہ مائیکروفون بھیجنے

والے آفیسر کو اس کے آفس سے نیول پولیس اپنے ساتھ لے گئی۔ کرائس نے نیول پولیس ہیڈ کوارٹر سے معلومات حاصل کیں تو یہ حیرت انگیز اطلاع ملی کہ نیول پولیس نے اسے پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کر دیا ہے۔ مجھے اس بات پر یقین نہ آیا کیونکہ سیکرٹ سروس ایسے معاملات میں دخل اندازی نہیں کیا کرتی زیادہ سے زیادہ پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس مداخلت کرتی جبکہ کرائس کے مطابق ملٹری انٹیلی جنس کے خاص لوگ اس کے قبضے میں ہیں اس لئے میں نے اپنے ماتحت کو کہا کہ وہ کرائس سے میری براہ راست بات کرائے تاکہ درست حالات معلوم ہو سکیں۔ اس دوران جناب کی طرف سے کال آگئی۔ ”..... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”پاکیشیا سیکرٹ سروس اس معاملے میں کیسے کود پڑی۔ اگر واقعی ایسا ہے تو یہ تو بہت خطرناک مسئلہ ہے۔“ پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

”جناب کرائس کی معلومات غلط ہیں۔ پاکیشیا سیکرٹ سروس ایسے عام سے معاملات میں ہاتھ نہیں ڈالا کرتی۔ یہ تفصیلات تو اسلحہ گوداموں کی تھیں۔ ایسی اطلاعات تو عام طور پر سگنل ہوتی رہتی ہیں۔“ شاگل نے کہا۔

”آپ سے یہی کہا گیا ہے کہ یہ تفصیلات اسلحہ گوداموں کے بارے میں ہیں۔“ پرائم منسٹر کے لہجے میں حیرت تھی۔

پاکیشیا کو بھی یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کافرستانی میزائلوں میں تبدیلیاں کی گئی ہیں اور وہ اپنے نظام پر مطمئن رہیں۔ اس طرح کافرستان لامحالہ جب بھی جنگ ہوئی پاکستان کو عبرت ناک شکست دے گا۔ پاکستان نے وائلٹ پائن کے اس نظام کا اصل فارمولا کارمن کے ایک سائنس دان سے خرید کیا تھا جو ایک پرائیویٹ سائنس دان تھا لیکن کافرستان کے ہجمنوں کو اس کا علم ہو گیا۔ چنانچہ کافرستانی ہجمنوں نے اس سائنس دان سے رابطہ کیا کہ وہ اس فارمولے کو کافرستان کے ہاتھ بھی فروخت کر دے۔ اس سائنس دان سے ہی یہ معلوم ہوا تھا کہ پاکستانی اس انداز میں کام کر رہا ہے اور اس منصوبے کا نام اس سائنس دان نے ہی وائلٹ پائن رکھا تھا۔ اس سائنس دان کا اپنا نام پائن تھا اور اس کی مرحومہ بیوی جو کہ سائنس دان تھی اس کا نام وائلٹ تھا۔ چونکہ اس فارمولے پر اس کی بیوی نے بھی کام کیا تھا اس لئے اس کی موت کے بعد اس سائنس دان نے اس کا نام وائلٹ پائن رکھ دیا تھا۔ بہر حال اس سے پہلے کہ سائنس دان پائن سے بات چیت مکمل ہوتی وہ پراسرار انداز میں ہلاک کر دیا گیا اور اس کی خفیہ لیبارٹری وغیرہ سب تباہ کر دی گئی۔ اندازہ یہی تھا کہ یہ کام وائلٹ کو خفیہ رکھنے کے لئے پاکستانی ہجمنوں نے کیا ہے تاکہ اس نظام کے بارے میں اور کسی کو معلوم نہ ہو سکے لیکن انہیں اس بات کا علم نہ تھا کہ کافرستان اس بارے میں پہلے سے ہی آگاہ ہو چکا ہے۔ سائنس دان کی موت کے بعد کافرستان نے فیصلہ کیا کہ اس فارمولے کو پاکستان سے خفیہ طور پر

”یس سر سریش کمار صاحب نے مجھے خود بتایا تھا کہ پاکستانی فوج نے نئے اسلحہ ڈپو بنائے ہیں۔ ان کی تفصیلات حاصل کی جا رہی ہیں۔“..... شاگل نے جواب دیا۔

”حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ سریش کمار صاحب کو اس طرح آپ جیسے اہم عہدے دار سے جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت تھی اور میرا خیال ہے اس لئے آپ نے اس میں پوری طرح دلچسپی نہیں لی اور یہ معاملہ پیش آگیا۔ میں اس کانوٹس لوں گا“..... پرائم منسٹر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ سر تو کیا کوئی اور مسئلہ تھا“..... شاگل نے چونک کر پوچھا۔
 ”ہاں یہ مائیکرو رول اسلحہ گوداموں کے نہیں تھے۔ بلکہ پاکستانی میزائلوں کے ایک انتہائی اہم پراجیکٹ پر کام کر رہا ہے۔ کافرستان نے حال ہی میں جو جدید ترین اور دور مار میزائل تیار کئے ہیں اور جن سے پاکستان کا دفاع یقینی خطرے میں آگیا ہے۔ اس کے توڑ کے لئے پاکستانی دفاعی سائنسدانوں نے ایک ایسا انٹی میزائل سسٹم تیار کرنا شروع کر دیا ہے جو مکمل ہو جانے کے بعد کافرستانی میزائلوں کو فضا میں ہی تباہ کر دے گا۔ اس طرح کافرستانی میزائل ناکارہ ہو جائیں گے۔ یہ اطلاع ملنے پر ہماری حکومت نے کوشش کی کہ اس انٹی جیک نظام جسے پاکستانی والوں نے وائلٹ پائن کا کوڈ نام دیا تھا کی ایسی تفصیلات حاصل کی جا سکیں جن کی مدد سے کافرستانی میزائلوں میں ایسی تبدیلیاں کر دی جائیں کہ وائلٹ پائن ان کا کچھ نہ بگاڑ سکے اور

تھے اس کے ہاتھ چڑھ گئی ہے تو اس کا مطلب ہے کہ وہ پہلے والی چار
تصنیعیں بھی واپس حاصل کرنے کی کوشش کرے گی اور چونکہ اس میں
آپ کی سروس ملوث ہے۔ اس لئے لامحالہ وہ آپ کے خلاف کام کرے
گی۔ پرائم منسٹر نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا جبکہ شاگل کا چہرہ
تفصیل سننے کے دوران مسرت سے گلنار ہو رہا تھا کہ پرائم منسٹر اسے
اس قدر اہم سمجھتے ہیں کہ اسے اس قدر اہم راز خود اپنی زبان سے اس
قدر تفصیل سے بتا رہے ہیں۔

”سریہ تو واقعی انتہائی اہم پراجیکٹ ہے۔ اگر مجھے سریش کمار
صاحب پہلے بریف کر دیتے تو میں اس کے لئے کوئی فول پروف
نظامات کرتا مجھے تو علم ہی نہ تھا۔ اس کے باوجود اگر آپ اجازت
دیں تو میں اس پانچویں قسط کے لئے خود کام کروں۔ باقی جہاں تک
پاکیشیا سیکرٹ سروس کا میرے خلاف کام کرنا ہے تو اس کی فکر مت
کریں وہ میرے خلاف الٹی بھی نہیں ہلا سکتے“..... شاگل نے انتہائی
فاغرانہ لہجے میں کہا۔

”میں لیبارٹری سے بات کرتا ہوں کہ کیا اس پانچویں قسط کے بغیر
ان چار قسطوں سے وہ کام کر لیں گے یا اس پانچویں قسط کے بغیر کام
نہیں چل سکتا اس کے بعد آپ سے بات ہوگی۔ آپ نصف گھنٹے بعد
مجھے فون کر لیجئے گا“..... پرائم منسٹر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ
ختم ہو گیا۔

”اس احمق سریش کمار کا کورٹ مارشل ہونا چاہئے۔ نجانے اس

حاصل کیا جائے سچانچہ معلومات حاصل کی گئیں تو معلوم ہوا کہ اس
منصوبے کو خفیہ رکھنے کے لئے ملٹری انجینئرنگ کے تحت مکمل کرایا
جا رہا ہے۔ تاکہ کسی کو اس کی اہمیت کا احساس نہ ہو۔ چنانچہ
کافرستانی ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کے ذمے یہ ٹاسک لگایا گیا۔
ملٹری انٹیلی جنس کے چیف سریش کمار نے تمام سیٹ اپ طے کر لیا تو
انہوں نے مجھ سے ڈسکس کیا کہ اسے کافرستان سیکرٹ سروس کے
ساتھ لنک کر دیا جائے تاکہ پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس کے سبجکٹوں کو
اس پر شک نہ پڑ سکے۔ چنانچہ میں نے انہیں تم سے رابطہ کرنے اور
سیٹ اپ کرنے کی اجازت دے دی۔ اس کے بعد اس اصل
فارمولے کی کاپیاں آنی شروع ہو گئیں۔ چونکہ اس فارمولے کو
حفاظت کے نقطہ نظر سے پانچ حصوں میں تقسیم کر دیا گیا تھا اس لئے
یہ اکٹھا نہ آسکتا تھا۔ چنانچہ قسطوں میں کام شروع ہو گیا۔ چار قسطیں
پہنچ گئیں جنہیں کافرستان میزائل فیکٹری کے سائنس دانوں تک پہنچا
دیا گیا۔ اب آخری قسط آتی تھی۔ اس کے بعد یہ نظام مکمل طور پر
ہمارے پاس پہنچ جاتا اور ہمارے سائنس دان اس کی مدد سے کافرستانی
میزائلوں میں مطلوبہ ردو بدل کر دیتے۔ اس لئے آج میں نے مینٹنگ
کال کی تھی تاکہ اس کامیابی کو مزید آگے بڑھایا جاسکے لیکن پھر معلوم
ہوا کہ آخری قسط نہیں پہنچی تو مجھے فکر ہوئی اور اب آپ نے بتایا کہ
پاکیشیا سیکرٹ سروس بھی اس میں ملوث ہے تو یہ انتہائی اہم بات ہے
پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں مجھے جو کچھ بتایا گیا ہے۔ اگر یہ

طرح کے احمق اس قدر اہم پوسٹوں پر کیسے پہنچ جاتے ہیں۔ نانسنس اس قدر اہم اور خفیہ پراجیکٹ اور مجھے اس نے بتایا ہی نہیں۔ نانسنس۔ اب بھگتے گا تو پھر پتہ چلے گا۔..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر رکھ دیا۔ رسیور رکھتے ہی فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔
”یس“..... شاگل نے کہا۔

”کرائس صاحب آپ سے بات کرنے کے منتظر ہیں سر۔“ دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

”ہاں بات کرو اس سے“..... شاگل نے کہا۔

”ہیلو کرائس بول رہا ہوں جناب“..... دوسری طرف سے ایک غیر ملکی کی آواز سنائی دی۔

”مسٹر کرائس یہ آپ کے آدمی کیا کر رہے ہیں۔ یہ خالی پیٹ کیوں آیا ہے“..... شاگل نے تیز اور بارعب لہجے میں کہا۔

”جناب سارا سیٹ اپ ٹھیک چل رہا تھا لیکن نجانے کس طرح پاکیشیا سیکرٹ سروس حرکت میں آگئی اور سارا کام غلط ہو گیا۔“ کرائس نے جواب دیا۔

”آپ کو کیسے معلوم ہوا کہ آپ کے آدمی کو پاکیشیا سیکرٹ سروس کے حوالے کیا گیا ہے“..... شاگل نے کہا۔

”میں نے جو معلومات حاصل کی ہیں ان کے مطابق نیول پولیس اسے دفتر سے نیول ہیڈ کوارٹر لے آئی۔ وہاں سے اسے مرکزی

سیکرٹریٹ میں سیکرٹری وزارت خارجہ کی تحویل میں دیا گیا جہاں سے کسی خفیہ مقام پر لے جایا گیا اور اب تک اس کی کوئی خبر نہیں ہے اور یہ بات تو سب جانتے ہیں کہ سیکرٹری وزارت خارجہ کے تحت پاکیشیا سیکرٹ سروس کام کرتی ہے۔..... کرائس نے جواب دیا۔
”لیکن ایسی صورت میں خالی پیٹ کس طرح آیا۔ سرے سے پیٹ ہی نہ آتا“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر میں نے اس پوائنٹ پر غور کیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کو پہلے اس پیٹ کے بارے میں علم ہوا۔ انہوں نے اس میں سے آخری رول نکال لیا اور پیٹ اس لئے مجھوا دیا تاکہ وہ یہاں اس کے بارے میں معلومات حاصل کر سکیں۔ اس کے بعد انہوں نے پیٹ بھیجنے والے کو ٹریس کر کے پکڑ لیا۔“..... کرائس نے جواب دیا۔

”تو اب کیا ہوگا۔ یہ رول کیسے آئے گا“..... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا کیونکہ سیکرٹری وزارت خارجہ کا سن کر وہ سمجھ گیا تھا کہ یہ ساری کارروائی عمران کی ہوگی اور جس طرح کرائس نے کہا ہے عمران نے واقعی ایسا ہی کیا ہوگا۔

”سراب فوری طور پر تو مشکل ہے۔ البتہ کچھ عرصے بعد دوبارہ کوشش کی جاسکتی ہے۔ اب تو وہ پوری طرح ہوشیار ہوں گے۔“ کرائس نے کہا۔

”میری ابھی پرائم منسٹر صاحب سے اس بارے میں تفصیلی بات

ہوئی ہے۔ ابھی مزید بات ہونی ہے اس لئے آپ نصف گھنٹے بعد مجھے دوبارہ فون کریں پھر میں آپ کو حتی فیصلہ سے آگاہ کروں گا۔" شاگل نے بڑے بارعب لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ پھر جب پرائم منسٹر صاحب سے بات ہوئے نصف گھنٹہ گزر گیا تو اس نے رسیور اٹھایا۔ اور پی اے کو پرائم منسٹر سے کال ملانے کا کہا۔ چند لمحوں بعد کال ملا دی گئی۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں"..... شاگل نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

"منسٹر شاگل میری ساتس دانوں سے بات ہو گئی ہے۔ پانچویں قسط کی اس قدر ضرورت نہیں جتنی ہم سمجھ رہے تھے۔ ڈاکٹر سروج نے مجھے بتایا ہے کہ فارمولا تو چار قسطوں میں ہی مکمل ہو گیا تھا۔ پانچویں قسط کو ڈکی تھی۔ کیونکہ فارمولا کسی خاص کوڈ میں تھا۔ اگر پانچویں قسط مل جاتی تو مسئلہ فوری حل ہو جاتا لیکن اب وہ اسے کوڈ کے ماہرین کی مدد سے خود ہی حل کر لیں گے اور میری سریش کمار صاحب سے بھی بات ہوئی ہے انہوں نے کہا ہے کہ انہوں نے منصوبے کو ہر لحاظ سے خفیہ رکھنے کے لئے آپ کو تفصیل نہ بتائی تھی اور سریش کمار صاحب نے کہا ہے کہ اب پاکیشیا سیکرٹ سروس لامحالہ اس فارمولے کو واپس حاصل کرنے کے لئے یہاں کافرستان میں آئے گی اس لئے آپ فوری طور پر چینل تھری آف کر دیں۔ مکمل آف آپ سمجھتے ہیں ناں اس بات کو"..... پرائم منسٹر نے زور دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر"..... شاگل نے جواب دیا۔

"یہ قربانی اسے خفیہ رکھنے کے لئے انتہائی ضروری ہے منسٹر شاگل جبکہ سریش کمار صاحب کرائس کو مکمل آف کر دیں گے۔ اس کے بعد یہ فارمولا مکمل طور پر محفوظ ہو جائے گا پھر پاکیشیا سیکرٹ سروس لاکھ سرینکے وہ یہ فارمولا واپس حاصل نہ کر سکیں گے"..... پرائم منسٹر نے کہا۔

"لیکن سر ہو سکتا ہے کہ اب وہ یہ وائلٹ پائن پراجیکٹ ہی چھوڑ دیں"..... شاگل نے کہا۔

"ایسا ممکن نہیں ہے ہمیں جو معلومات ملی ہیں ان کے مطابق اس سلسلے میں تین چوتھائی کام مکمل بھی ہو چکا ہے۔ اب وہ یہ پراجیکٹ کسی صورت بھی ختم نہیں کر سکتے"..... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"جناب فارمولے کی ہر قسط میں تو سریش کمار صاحب کو بھجوا دیتا تھا۔ سریش کمار صاحب اسے خود لیبارٹری پہنچا دیتے ہوں گے۔" شاگل نے کہا۔

"ہاں کیوں۔ آپ نے یہ بات کیوں پوچھی ہے"..... پرائم منسٹر نے چونک کر پوچھا۔

"جناب اس لیبارٹری کے بارے میں ملٹری انٹیلی جنس کے اور کس کس آدمی کو علم ہے"..... شاگل نے ان کی بات کا جواب دینے کی بجائے التماس کر دیا۔

"جو میں نے پوچھا ہے پہلے اس کا جواب دیں"..... پرائم منسٹر

نے کہا۔

”ہونہ میں آپ کا مطلب سمجھ گیا ہوں۔ آپ واقعی انتہائی دور اندیش اور عقلمند انسان ہیں اس لئے میں آپ کی دل سے قدر کرتا ہوں اوکے ٹھیک ہے۔ آپ کو جو حکم دیا گیا ہے وہ کریں۔ باقی جو ہوگا سو ہو جائے گا“..... پرائم منسٹر صاحب نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اور مجھے نہ بتاؤ۔ اب بھگتو سریش کمار۔ تم نے سمجھ لیا تھا کہ ملٹری انٹیلی جنس کے چیف بن کر تم شاگل سے بھی بڑے عہدے دار ہو گئے ہو“..... شاگل نے رسیور رکھ کر بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ وہ پرائم منسٹر کا اشارہ سمجھ گیا تھا کہ وہ سریش کمار کے خاتمے کا بندوبست کر لیں گے۔ پھر اس نے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور دو نمبر پر لیں کر دیئے۔

”یس رائٹور بول رہا ہوں“..... دوسری طرف سے ایک مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”میرے آفس میں آؤ ابھی اسی وقت“..... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد اور ٹھوس جسم کا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس نے شاگل کو سلام کیا۔

”بیٹھو“..... شاگل نے کہا تو آنے والا جو رائٹور تھا میز کی دوسری طرف بیٹھ گیا۔

”یس سر“..... رائٹور نے کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

”رام لعل کو جانتے ہو“..... شاگل نے کہا۔

صاحب نے شاگل کی اس گفتگو کا براہ راستہ ہوئے کہا۔

”سر میرے ذہن میں ایک خیال آیا ہے اور یہ خیال میں اس وقت واضح کر سکوں گا جب مجھے اس بارے میں پوری طرح علم ہوگا“۔ شاگل نے کہا۔

”صرف سریش کمار صاحب کو ہی علم ہے۔ کیونکہ اس لیبارٹری کو مکمل طور پر خفیہ رکھا گیا ہے اس لئے تو آج تک پاکیشیائی ہمارے میزائلوں کے بارے میں نہیں جان سکے“..... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

”تو پھر سر اگر آپ محسوس نہ کریں تو اس فارمولے کو بچانے کے لئے سریش کمار صاحب کو بھی مکمل آف کرنا پڑے گا“..... شاگل نے کہا۔

”کیا کیا یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں“..... پرائم منسٹر نے بری طرح چونکتے ہوئے کہا۔

”ان حالات میں یہ قربانی انتہائی ضروری ہے جناب ورنہ وہ عرفیت عمران کسی نہ کسی طرح بہر حال سریش کمار صاحب کا پتہ چلا لے گا اور اس کے بعد اس لیبارٹری تک اس کا پہنچ جانا ناممکن نہیں ہے پھر آپ جانتے ہیں کہ کیا ہو سکتا ہے۔ میں تو اس لیبارٹری کے بارے میں جانتا تک نہیں اور نہ میرے ٹکھے کا کوئی آدمی جانتا ہے۔ اس لئے یہی ایک ایسا راستہ ہے جو اس کے لئے کھلا ہوا ہوگا۔ اسے بند کرنا لیبارٹری اور کافرستان کے مفاد کے لئے انتہائی ضروری ہے“۔ شاگل

"ہیلو سر میں کرائس بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے کرائس کی آواز سنائی دی۔

"میری پرائم منسٹر صاحب سے بات ہو گئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ فی الحال اس آپریشن کو روک دیا جائے اور آپ سریش کمار سے رابطہ کریں۔ مزید ہدایات وہ دیں گے"..... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

"ہیس سر"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور شاگل نے ہاتھ مار کر کریڈل کو دو تین بار پریس کیا۔

"ہیس سر"۔ دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"چینل تھری سے بات کراؤ"..... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھالیا۔

"ہیس"..... شاگل نے کہا۔

"چینل تھری سے رام لعل صاحب لائن پر ہیں سر"..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"..... شاگل نے کہا۔

"ہیلو سر رام لعل بول رہا ہوں"..... دوسری طرف سے رام لعل کی مودبانہ آواز سنائی دی۔

"رام لعل چینل تھری کا سیٹ اپ فوری طور پر ختم کر دو۔ سب کچھ آف کر دو اور سنو اس چینل پر تمہارے ساتھ کتنے آدمی کام کر رہے تھے۔" شاگل نے کہا۔

"دو آدمی سر۔ اسے خفیہ رکھنے کے لئے یہ بندوبست کیا گیا تھا۔"

"ہیس سر"..... رائٹور نے جواب دیا،

"آج رات اسے اس طرح آف کرنا ہے کہ کوئی حادثہ معلوم

ہو"..... شاگل نے سرد لہجے میں کہا

"فل آف"..... رائٹور نے چونک کر کہا۔

"ہاں فل آف۔ ملکی سلامتی کے لئے ایسا ضروری ہو گیا ہے۔"

شاگل نے کہا۔

"ہیس سر ہو جائے گا۔ وہ روزانہ رات کو آفسیر زکلب میں آتا ہے۔

والپسی میں شراب زیادہ پی جانے کی وجہ سے اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو

جائے گا"..... رائٹور نے جواب دیا۔

"گڈ۔ لیکن یہ کام رات کو ہونا ہے۔ ابھی میں نے اس کے ذمے

کام لگانا ہے لیکن رات کو بہر حال ایسا ہو جانا چاہئے۔ اٹ از

فائیل"..... شاگل نے کہا۔

"ہیس سر"..... رائٹور نے جواب دیا۔

"او کے جاؤ"..... شاگل نے کہا اور رائٹور خاموشی سے اٹھا اور

سلام کر کے کمرے سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے فوری بعد فون

کی گھنٹی بج اٹھی تو شاگل نے رسیور اٹھالیا۔

"ہیس"..... شاگل نے کہا۔

"کرائس آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر"..... دوسری طرف سے

اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

"بات کراؤ"..... شاگل نے کہا۔

رام لعل نے جواب دیا۔

”ان دونوں کو فوری طور پر مکمل آف کر دو اور پھر تمام سیٹ اپ ختم کر دو اور اپنا چینل تھری والا میک اپ بھی ختم کر دو۔ سمجھ گئے ہو“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر حکم کی فوری تعمیل ہوگی“..... رام لعل نے کہا اور شاگل نے رسیور رکھ دیا۔ اس کے لبوں پر طنزیہ مسکراہٹ تھی۔ کیونکہ وہ جانتا تھا کہ رام لعل کل صبح کا سورج اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ سکے گا۔

عمران کا چہرہ غصے سے سرخ پڑا ہوا تھا۔ وہ اس وقت سر سلطان کے آفس میں بیٹھا ہوا تھا۔

”اس قدر اہم پراجیکٹ اور سیکرٹ سروس کو اس کے بارے میں بریف ہی نہیں کیا گیا“..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں عمران بیٹے مجھے خود اس بارے میں علم نہ تھا چونکہ یہ سارا مسئلہ ملٹری کا تھا اس لئے ملٹری انٹیلی جنس ہی اسے ذیل کرتی رہی اور اگر تم اس فلم رول کو نہ پکڑ لیتے تو ہمیں شاید اب بھی پتہ نہ چلتا۔ وہ ملٹری انٹیلی جنس والے تو اب بھی اس ساری کارروائی سے بے خبر تھے“..... سر سلطان نے جواب دیا۔

”مجھے بھی بس اتفاقاً ہی اطلاع ملی کہ ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے چیف انجینئر مرزا افضل بیگ کو ایک کلب میں ایک مشکوک آدمی سے رقم لیتے ہوئے چٹیک کیا گیا ہے۔ جس پر میں چونکا“۔ عمران

نے اس کی رہائش گاہ کے اندر ڈکٹافون پہنچا دیا۔ اس نے اپنے دفتر کے ایک ماتحت کو فون کیا اور اس سے پوچھا کہ کیا وہ کل شام کو اس سے کسی ریستوران میں مل سکتا ہے تو اس کے ماتحت نے کہا کہ اس نے کل شام کو اپنی بیگم کے ساتھ مین بازار کی سپر مارکیٹ شاپنگ کے لئے جانا ہے۔ کیونکہ اس کی بیگم نے رات کو کسی گھریلو فنکشن میں جانا ہے۔ اس پر مرزا افضل بیگ نے کہا کہ ٹھیک ہے پھر برسوں ملاقات ہو جائے گی۔ بظاہر یہ ایک عام سی کال تھی لیکن مرزا افضل بیگ کیوں اپنے ماتحت سے ملنا چاہتا تھا۔ میں نے اس ماتحت کا نمبر ٹریس کر کے اس کے بارے میں جوزف کی مدد سے معلومات حاصل کیں۔ جوزف نے بتایا کہ یہ ماتحت اپنی بیوی اور ایک چھوٹے سے معصوم بچے کے ساتھ رہتا ہے اس کا حلیہ بھی جوزف نے مجھے بتا دیا۔ دوسرے روز ٹائیگر نے بتایا کہ مرزا افضل بیگ نے ایک بار پھر اپنے اس ماتحت کو فون کیا ہے لیکن وہ گھر پر نہیں مل سکا جس پر مرزا افضل بیگ نے اپنے ملازم سے کہا کہ وہ مین بازار جا رہا ہے۔ اس اطلاع پر میں ایک بار پھر چونک پڑا۔ چونکہ مجھے معلوم تھا کہ مرزا افضل بیگ کی خفیہ نگرانی ہو رہی ہو گی اور اگر میں سامنے آگیا تو ہو سکتا ہے کہ مرزا افضل بیگ کو ہی ختم کر دیا جائے اس طرح ہم مکمل اندھیرے میں رہ جاتے اس لئے میں نے جوانا کو مرزا افضل بیگ کا حلیہ بتا کر اسے مین بازار بھیج دیا اور خود میں ایک لکھنوی بانگے کا میک اپ کر کے وہاں پہنچ گیا۔ ٹرانسمیٹر پر مجھے جوانا نے بتایا کہ مرزا افضل بیگ

نے کہا۔
 ”لیکن تمہیں اطلاع کس نے دی تمہارا تو ملٹری سے کوئی براہ راست رابطہ بھی نہیں ہے“..... سر سلطان نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس احمق مرزا افضل بیگ نے یہ ساری کارروائی ایک عام سے کلب میں کی اور ٹائیگر اس آدمی کو جانتا تھا کہ اس کا تعلق کافرستان سمگلر گروپ سے ہے۔ اس نے جب بھاری رقم کا لین دین دیکھا تو وہ چونک پڑا۔ اس نے اس آدمی کو گھیر لیا اور پھر اس آدمی نے زبان کھول دی۔ اس نے بتایا کہ جیسے اس نے رقم دی ہے وہ ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کا چیف انجینئر ہے اور پہلے بھی وہ اس کے ذریعے بار بار رقم لے چکا ہے۔ یہ پانچویں بار ہے جس پر ٹائیگر اسے لے کر رانا ہاؤس پہنچ گیا اور اس نے مجھے اطلاع دی۔ میں نے رانا ہاؤس جا کر اس سے جب پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اس کا تعلق کافرستان کے ایک مخبر گروپ کرائس سے ہے اور وہ کرائس کے حکم پر مرزا افضل بیگ کو پہلے بھی بھاری رقومات دیتا رہا ہے اور آج بھی اس نے رقم دی ہے۔ میں اگر چاہتا تو مرزا افضل بیگ سے براہ راست پوچھ گچھ کر سکتا تھا لیکن چونکہ اس کا تعلق ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ سے تھا اور بظاہر اس سیکشن کی وجہ سے کوئی ایسی بات سامنے نظر نہ آتی تھی جس پر اسے کافرستان سے اس قدر بھاری رقومات دی جائیں۔ اس لئے اصل بات کو سامنے لانے کے لئے میں نے اس کی نگرانی شروع کرادی۔ ٹائیگر

مرزا افضل بیگ نے کار سے باہر نکل کر اس سے باتیں کیں اور پھر اپنی کار میں بیٹھ کر چلا گیا۔ جو اناس کے پیچھے تھا میں سمجھ گیا کہ وہ کوئی لمبا ہی کھیل کھیل رہا ہے چونکہ اس کے ماتحت کی رہائش گاہ کا علم نہ تھا۔ اس لئے میں وہاں پہنچ گیا لیکن اس کا ماتحت ابھی واپس نہ آیا تھا۔ میں اس کا انتظار کرتا رہا جب وہ واپس آیا تب سہ چلا کہ مرزا افضل بیگ نے اسے وہی سپر مارکیٹ سے خریدنا ہوا پیکٹ دیا ہے کہ اسے سپیشل سروس سے بک کر اے وہ اس کی رسید صبح دفتر میں اس سے لے لے گا۔ میں نے اس سے رسید لے کر پتہ دیکھا تو پتہ افغانستان کا تھا میں نے اسے اپنے والا پیکٹ دے دیا کہ وہ اس پر وہی پتہ لکھ کر اسے بک کر اے اور رسید مرزا افضل بیگ کو دے دے سپیشل سروس چونکہ فوری نکل جاتی ہے اس لئے میں نے طاہر کو فون کر کے کہہ دیا کہ وہ کافرستان میں ایجنٹ ناثران کو کہہ دے کہ وہ اس رسید نمبر والا پیکٹ وہاں سے خود وصول کرے اور جس پتے پر یہ پیکٹ بھیجا گیا ہے اس کی چیکنگ کرے۔ جتنا پتہ ناثران نے وہ پیکٹ وصول کر لیا اور واپس طاہر کو سپیشل سروس سے بھجوا دیا۔ جو پتہ اس پر درج تھا وہ جعلی نکلا۔ شاید ان لوگوں نے پوسٹ آفس کے سپیشل سروسز کاؤنٹر میں اس کی وصولی کے انتظامات کئے ہوں گے۔ بہر حال پیکٹ واپس پہنچنے پر جب میں نے اسے کھولا تو اس کے اندر افریقی دیوی کا مجسمہ تھا جو مرزا افضل بیگ نے سپر مارکیٹ سے خریدنا تھا اس مجسمہ کے اندر ایک مائیکرو رول موجود تھا۔ جب میں نے اسے لیبارٹری میں

نے اپنی کار وہاں ایک ریسٹوران کے سامنے روکی ہے اور اب وہ ریسٹوران میں بیٹھا چائے پی رہا ہے لیکن اس کی نظریں ریسٹوران کے دروازے پر نظر آنے والی اپنی کار پر جمی ہوئی ہیں۔ پھر جو انانے رپورٹ دی کہ مرزا افضل بیگ اب پیدل بازار کی اس سائیڈ پر جا رہا ہے جدھر مشہور سپر مارکیٹ ہے۔ میں نے جو انانہ کو وہیں کار کی نگرانی کا حکم دے دیا۔ کیونکہ میرا خیال تھا کہ کار میں کوئی ایسی چیز ہے جسے مرزا افضل بیگ استعمال کرنا چاہتا ہے اور خود میں سپر مارکیٹ کے سامنے پہنچ گیا پھر مرزا افضل بیگ پیدل چلتا ہوا وہاں پہنچا اور وہاں سے وہ سپر مارکیٹ میں داخل ہو گیا۔ میں اس کے پیچھے گیا تو وہ واپس سپر مارکیٹ سے باہر نکل رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں سپر مارکیٹ کے لیبل کا ایک پیکٹ تھا اس کا مطلب تھا کہ اس نے سپر مارکیٹ سے خریداری کی ہے میں مارکیٹ کے اندر گیا تو میں نے وہاں اس کے ماتحت کو موجود دیکھا اس کا حلیہ مجھے جوزف پہلے ہی بتا چکا تھا اس لئے میں پہچان گیا۔ پھر اس سے مجھے پتہ چلا کہ مرزا افضل بیگ نوادرات کے کاؤنٹر پر گیا ہے۔ میں سمجھ گیا کہ اس نے وہاں سے کوئی چیز خریدی ہے اور واپس چلا گیا ہے۔ میں کاؤنٹر پر گیا تو وہاں سے معلوم ہوا کہ اس نے ایک افریقی مجسمہ خریدنا ہے میں نے بھی ایسا ہی مجسمہ خرید لیا اور اس کا پیکٹ بنا کر میں باہر آ گیا۔ پھر جو انانہ سے رپورٹ ملی کہ مرزا افضل بیگ واپس آکر کار میں بیٹھ گیا ہے۔ اس کی کار کے ساتھ ہی ایک اور کار موجود تھی اور یہ اس کے ماتحت کی تھی جب اس کا ماتحت اپنی بیگم کے ساتھ واپس پہنچا

چیک کیا تو معلوم ہوا کہ یہ کسی کو ڈفارمولے کی کی (KEY) پر مشتمل ہے۔ فارمولے کا نام صرف "وی پی" لکھا ہوا تھا۔ چنانچہ میں نے مرزا افضل بیگ کی فوری گرفتاری کا پلان بنایا لیکن مجھے یہ خیال رکھنا تھا کہ کسی کو معلوم نہ ہو سکے کہ مرزا افضل بیگ کو کہاں لے جایا گیا ہے۔ کیونکہ ظاہر ہے جب کافرستان والوں کو میرا بھجوا یا ہوا خالی پیکیٹ ملے گا تو وہ فوری حرکت میں آجائیں گے۔ چنانچہ پلاننگ کے تحت نیول پولیس نے مرزا افضل بیگ کو اس کے دفتر سے ساتھ لیا اور وہاں سے اسے آپ تک پہنچایا گیا جہاں سے میں اسے رانا ہاؤس لے گیا۔ پھر مرزا افضل بیگ نے زبان کھولی۔ تب سچ چلا کہ ملٹری انجینئرنگ ڈیپارٹمنٹ کے تحت کسی پراجیکٹ پر کام ہو رہا ہے اور مرزا افضل بیگ نے انتہائی بھاری معاوضے پر اس فارمولے کے پانچ حصوں کی فلم بنائی اور باری باری ایک ایک حصہ کافرستان ارسال کر دیا۔ مائیکرو فلم بھجوانے کے لئے اس نے انتہائی محتاط طریقہ کار اپنایا تھا کہ وہ بازار سے کوئی چیز خرید کر اس میں مائیکرو فلم ڈالتا اور پھر اس پیکیٹ کو کرائس کے پتے پر سپیشل سروس کے ذریعے بھجوا دیتا لیکن اپنے تحفظ کے لئے وہ اسے خود بک نہ کرتا تھا بلکہ اپنے کسی بھی جاننے والے کو بغیر کچھ بتائے اس کے ذریعے بک کروا دیتا اور بعد میں اس سے رسید لے لیتا۔ اس طرح مجھے اس پراجیکٹ کا علم ہوا اور میں نے آپ سے بات کی"..... عمران نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

"یہ سب کچھ میرے لئے تو واقعی حیرت انگیز ہے۔ بہر حال اب اس

فارمولے کو واپس حاصل کرنا ہے"..... سر سلطان نے جواب دیا۔

"کیا ایسا نہیں ہو سکتا کہ حکومت یہ پراجیکٹ ہی ختم کر دے۔"

عمران نے کہا۔

"نہیں حکومت اس پراجیکٹ پر اس قدر کام کر چکی ہے کہ اب اس کو ختم کرنا ممکن نہیں ہے دوسری بات یہ ہے کہ اس پراجیکٹ کے بغیر ہماری ملکی سلامتی کافرستان کے ہاتھوں شدید خطرے میں رہے گی کافرستانی میزائل ہمارے لئے انتہائی خطرہ ہیں ان کا سد باب ضروری ہے"..... سر سلطان نے کہا۔

"اصل فارمولا تو موجود ہے۔ آپ اپنا کام کرتے رہیں۔" عمران نے جواب دیا۔

"میری اس پوائنٹ پر ماہرین سے تفصیلی بات ہوئی ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ اصل فارمولے کی کاپی کافرستان کے پاس پہنچ چکی ہے اور وہ اس فارمولے کی مدد سے اپنے میزائلوں میں ایسی سائنسی تبدیلیاں کر لیں گے کہ یہ سارا پراجیکٹ ہی بیکار ہو کر رہ جائے گا اس لئے اس کاپی کو فوری طور پر واپس حاصل کرنا ضروری ہے"..... سر سلطان نے کہا۔

"میں نے اس کو ڈوالی فلم کو چیک کیا ہے۔ یہ انتہائی قدیم کوڈ ہے اب جب کہ اس کو ڈمیں فارمولا ان کے پاس ہے اور جب تک کوڈ کی (KEY) ان تک نہیں پہنچ سکتی وہ اس کو حل نہیں کر سکتے اور جب تک یہ کوڈ حل نہ ہو اس وقت تک وہ کچھ بھی نہیں کر سکتے اس لئے

ججے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرح اٹھ کھڑے ہوئے جیسے وہ عمران کے احترام میں اٹھے ہوں۔

”میرا نام عمران ہے جناب عظیم نہیں ہے اور فی الحال میرے پاس اتنی رقم نہیں ہے کہ میں اخبار میں تبدیلی نام کا اعلان شائع کرا سکوں اس لئے اجازت“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سلام کر کے تیزی سے مڑ گیا۔ سر سلطان بے اختیار مسکرا دیئے۔

ہمیں کیا ضرورت ہے ان کے پیچھے بھاگتے ہیں“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تم یہ سب کچھ کیوں کہہ رہے ہو تمہیں اس بات پر غصہ ہے کہ سیکرٹ سروس کو اس پراجیکٹ سے بے خبر کیوں رکھا گیا ہے۔ لیکن عمران بیٹے حکام کی کسی غلطی کی سزا تم پاکیشیا کے چودہ کروڑ عوام کو دینا چاہتے ہو۔ اعلیٰ حکام نے وعدہ کیا ہے کہ آئندہ اس غلطی کا اعادہ نہ ہوگا“..... سر سلطان نے کہا تو عمران جواب تک ہو نہٹ بھینچے ہوئے بیٹھا تھا بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کی بات واقعی درست ہے۔ حکام کی غلطی کی سزا عوام کو نہیں دی جا سکتی اور نہ ہی پاکیشیا کی سلامتی کو کسی بھی صورت میں واؤپر لگایا جا سکتا ہے۔ اوکے اب میں اس پر کام کروں گا۔ یہ تو ہماری خوش قسمتی ہے کہ ”کوڈ کی“ چونکہ پکڑی گئی ہے اس لئے وہ اس فارمولے سے فوری طور پر استفادہ نہ کر سکیں گے اور جب تک وہ کوڈ حل کریں گے تب تک ہم ان کی گردنیں پکڑ لیں گے“..... عمران نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ عمران کی بات سن کر سر سلطان کے چہرے پر ایسے اطمینان بھرے تاثرات ابھر آئے جیسے عمران نے خالی بات نہ کی ہو بلکہ کسی منتر کے ذریعے فارمولا منگوا کر ان کے سامنے رکھ دیا ہو۔

”تم واقعی عظیم ہو بیٹے اور اس ملک کی خوش نصیبی ہے کہ تم جیسا بنیائے اللہ نے اسے دے دیا ہے“..... سر سلطان نے انتہائی محبت بھرے

نے پلیر آپ مجھ سے اسی لحاظ سے ہی بات کیا کیجئے۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا تو پرائم منسٹر بے اختیار مسکرا دیئے۔

”آپ کا مطلب ہے کہ میں آپ کو تم کہہ کر مخاطب کیا کروں۔“
پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”یس سر اس سے مجھے خوشی ہوگی۔“ شاگل نے کہا۔

”او کے ٹھیک ہے۔۔۔۔۔ تمہیں شاید معلوم نہیں ہے اور میں تمہیں فی الحال بتانا بھی نہیں چاہتا تھا کہ جہارے والد اور میرے والد کلاس فیلو رہے ہیں۔ میرے والد میرے بچپن میں ہی فوت ہو گئے تھے اس لئے میں اپنی والدہ کے ہمراہ اپنے نضیال چلا گیا تھا لیکن جہارے والد دوستی نبھانے کے لئے ہماری خبر گیری کے لئے آتے رہتے تھے۔ پھر وہ بھی فوت ہو گئے اور اس کے بعد ہمارے درمیان تعلقات نہ رہے۔ پرائم منسٹر بننے کے بعد جب میں نے جہاری پرسنل فائل دیکھی تب مجھے یہ سب معلوم ہوا اور میں جہارے والد کی وجہ سے جہاری دل سے عزت کرتا ہوں اسی لئے تم مجھے عزیز ہو۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے مسکراتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ اوہ۔۔۔۔۔ تمہیں یو سر۔ اوہ اب مجھے بھی یاد آ گیا ہے سر۔ میرے والد آپ کے خاندان کے بارے میں اکثر ذکر کرتے تھے۔ میں آپ کا بے حد مشکور ہوں اور آپ یقین کریں کہ آپ کی اس بات نے آپ کی عزت میرے دل میں اور بڑھادی ہے۔“ شاگل نے اہتائی مسرت بھر سے لہجے میں کہا۔

شاگل پرائم منسٹر ہاؤس کے ایک خاص کمرے میں کرسی پر بیٹھا ہوا تھا کہ دروازہ کھلا اور نو منتخب پرائم منسٹر جو ادھیڑ عمر اور باوقار آدمی تھے اندر داخل ہوئے تو شاگل نے کھڑے ہو کر انہیں اہتائی مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

”بیٹھ جلیئے۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا اور خود وہ اپنے لئے مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے

”سر میں ایک گزارش کرنا چاہتا ہوں۔“ شاگل نے کہا۔
”کیا۔ فرمائیے کیا کہنا چاہتے ہیں آپ۔“ پرائم منسٹر نے چونک کر پوچھا۔

”جواب یہ تو آپ کی اعلیٰ طرفی ہے کہ آپ مجھ سے اس طرح عزت سے بات کرتے ہیں۔ لیکن جواب اس طرح میں ذاتی طور پر بے حد شرمندہ ہوتا ہوں۔ بہر حال میں آپ کا ایک ادنیٰ سا ماتحت ہوں اس

”کس قسم کا لائحہ عمل۔ کھل کر بات کرو“..... پرائم منسٹر نے تیز

”سر مجھے خود معلوم نہیں کہ وہ لیبارٹری کہاں ہے جہاں اس ذرمولے پر ریسرچ ہوئی ہے۔ اس لئے میرے سامنے تو صرف ایک ہی راستہ ہے کہ میں عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دوں لیکن ہو

تینوں سے مرکز دروازے کی طرف بڑھ گئے۔
 "ایسا ہی ہو گا سر"..... شاگل نے ان کے پیچھے چلتے ہوئے مودبانہ
 سچ میں کہا اور پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلادیا۔

سکتا ہے کہ یہ لوگ شہر سے نکل جائیں کیونکہ یہ عام لوگ نہیں ہیں یہ
 اچانک غائب ہو جائیں گے اور اس کے بعد ہمیں باوجود کوشش کے
 کچھ معلوم نہ ہو سکے گا۔ ایسی صورت میں آپ مجھے اس لیبارٹری کے
 بارے میں تفصیل بتادیں۔ میں اپنی فورس کے ساتھ لازماً اگر عمران
 وہاں پہنچ گیا تو میں اسے وہاں ختم کر سکتا ہوں"..... شاگل نے کہا۔

"پاکیشیا سیکرٹ سروس کے بارے میں تمام فائلیں میں نے بغور
 پڑھی ہیں اور میں نے وہ سارے کیس بھی پڑھے ہیں جن میں تمہاری
 سروس اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کا مقابلہ ہوا۔ اس کے علاوہ
 کافرستان کی دیگر تمام مجنسیوں کے ان کے ساتھ نکر اؤ کی فائلیں بھی
 میں نے پڑھی ہیں۔ ان سب فائلوں کو پڑھنے کے بعد میں جس نتیجے پر
 پہنچا ہوں اس کے مطابق پاکیشیا سیکرٹ سروس اور خاص طور پر علی
 عمران ہماری تمام مجنسیوں سے بہت زیادہ ہوشیار اور تیز ہے۔ اس
 لئے تم ایسا کرو کہ اچانک اور پوری فورس سے ان پر ٹوٹ پڑو۔ کسی
 منصوبہ بندی کی ضرورت نہیں۔ لیبارٹری کے بارے میں کچھ نہیں
 بتایا جاسکتا"..... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"ایسا ہی ہو گا۔ میں انہیں کسی صورت بھی زندہ دارالحکومت سے
 باہر نہ جانے دوں گا"..... شاگل نے کہا تو پرائم منسٹر اٹھ کھڑے
 ہوئے ان کے اٹھتے ہی شاگل بھی کھڑا ہو گیا۔

"میں چاہتا ہوں کہ یہ کارنامہ تم ہی انجام دو۔ میں تمہاری اس
 کامیابی کا منتظر ہوں گا"..... پرائم منسٹر نے کہا اور دوسرے لمحے وہ

ہیے۔

”صالہ پبلک مقامات پر ایسی باتیں نہیں کیا کرتے“..... جولیا نے ساتھ بیٹھی ہوئی صالہ سے کہا تو صالہ چونک پڑی۔

”اوہ سوری“..... صالہ نے قدرے پشیمان سے لہجے میں کہا۔

”مس صالہ آپ اگر اس چکر میں نہ ہی پڑیں تو بہتر ہے۔“ صفدر نے صالہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”کس چکر میں صفدر صاحب“..... صالہ نے چونک کر پوچھا۔

”اس پوچھ گچھ کے چکر میں۔“ درنہ آپ بھی ہماری طرح پریشان ہی ہوں گی۔ عمران صاحب کی عادت ہے کہ وہ جو کچھ بتانا چاہیں خود ہی بتا دیتے ہیں اور جو کچھ نہ بتانا چاہیں وہ نہیں بتاتے“..... صفدر نے جواب دیا۔

”لیکن کیوں ہم تو ان کے ساتھی ہیں۔ اگر ہمیں نہ بتائیں گے تو درکے بتائیں گے“..... صالہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”صرف ساتھی کو کیسے کچھ بتایا جاسکتا ہے۔ زندگی کا ساتھی ہو تو سب بات دوسری ہے“..... عمران نے آہستہ سے کہا تو محفل ایک بار ہلکے ہلکے قہقہوں سے گونج اٹھی۔ صالہ بھی عمران کی اس بات پر بے اختیار ہنس پڑی۔

”چلیے آپ جولیا کو بتادیں۔ میں اس سے پوچھ لوں گی“..... صالہ نے شرارت بھرے لہجے میں کہا۔

”تمہیں اور کوئی بات کرنی نہیں آتی تو خاموشی سے کھانا

سوراج ہوٹل کے ڈائننگ ہال میں عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ ایک میز پر بیٹھا کھانا کھانے میں مصروف تھا۔ یہ کافرستان کے دارالحکومت کا ایک بڑا ہوٹل تھا اور عمران کو یہاں پہنچے ہوئے ابھی صرف چند گھنٹے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ صفدر، کیپٹن شکیل، تنویر اور جولیا کے ساتھ ساتھ صالہ بھی تھی۔ عمران سمیت سب ہی میک اپ میں تھے اور کاغذات کے لحاظ سے وہ سیاح تھے۔

”عمران صاحب آپ نے بتایا نہیں کہ ہمارا مشن کیا ہے۔“ اچانک صالہ نے کہا۔

”آپ اور مس جولیا کے مشن کا تو مجھے علم نہیں البتہ میں اپنے اور اپنے مرد ساتھیوں کا مشن تو بتا سکتا ہوں۔ کیونکہ مردوں کا مشن ایک ہی ہوتا ہے۔ پہلے شادی کے لئے بھاگتے رہنا اور شادی کے بعد بیوی سے بھاگتے رہنا“..... عمران نے جواب دیا تو سب بے اختیار ہنسر

”کھاؤ“..... جولیا نے مصنوعی غصے بھرے لہجے میں کہا لیکن اس کے چہرے پر بے اختیار دھنک رنگ سے نکھرے ہوئے صاف دکھائی دے رہے تھے۔

”جولیا کو ایک شرط پر بتایا جاسکتا ہے کہ وہ وعدہ کرے کہ میرے زندگی کے ساتھی کو نہ بتائے گی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ نے چونک کر حیرت بھری نظروں سے عمران کی طرف دیکھا جب کہ جولیا نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔

”مس صالحہ یہ عمران آپ کو کچھ نہیں بتائے گا لیکن میں آپ کو بتا سکتا ہوں۔ آپ کمرے میں پہنچ کر مجھ سے پوچھ سکتی ہیں“..... اچانک تنویر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

”خدا یا تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے۔ تو بڑا رحیم و کریم ہے۔ تو ہی ہم جیسے بے بسوں کے راستے کی رکاوٹیں دور کر دیتا ہے“..... اچانک عمران نے دونوں ہاتھ اٹھا کر بڑے پر خلوص لہجے میں کہا تو سب چونک پڑے۔

”کیا کیا مطلب یہ تم کیا کہہ رہے ہو“..... جولیا نے حیران ہو کر کہا۔

”میرے راستے کی سب سے بڑی رکاوٹ اللہ تعالیٰ نے دور کر دی ہے اس لئے مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کا شکر ادا کروں“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”رکاوٹ کیسی رکاوٹ عمران صاحب“..... اس بار صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”فیصلہ یہ ہوا تھا کہ جو کوئی کچھ بتائے گا۔ اپنی زندگی کے ساتھی کو ہی بتائے گا اور تنویر اب صالحہ سے کہہ رہا ہے کہ وہ اسے کمرے میں پہنچ کر سب کچھ بتا دے گا“..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

جولیا کے سنے ہوئے چہرے پر بھی یکفخت مسکراہٹ آگئی جب کہ صالحہ بے اختیار چھینپ گئی۔

”تم بد معاش ہو سکتے ہو۔ تمہارا ذہن ہی گندہ ہے جو تم ایسی باتیں سوچتے ہو“..... تنویر نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے یہ تو بڑی مبارک بات ہوتی ہے۔ اس بات پر تو خوشیاں منائی جاتی ہیں۔ تم اسے گندہ کیسے کہہ سکتے ہو۔ کیوں جولیا“..... عمران نے کہا تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

”عمران صاحب میں نے پہلے بھی آپ سے کہا تھا اور ایک بار پھر کہہ رہی ہوں کہ پلیز آئندہ آپ کم از کم میری ذات کے بارے میں ایسے ریمارکس پاس نہ کیا کریں“..... اس بار صالحہ نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو کچھ نہیں کہا یہ تو تنویر تم سے کہہ رہا تھا“..... عمران نے بڑے معصوم سے لہجے میں کہا۔

”مس صالحہ کو تو میں اپنی چھوٹی بہن سمجھتا ہوں“..... تنویر نے یکفخت کہا۔

”اچھا ایک نہ شد دوشد۔ چلو ٹھیک ہے“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”کیا مطلب“۔ جولیانے عمران کے اس فقرے پر چونک کر کہا۔
 ”پہلے تم تنویر کی بہن تھیں اب صالحہ بھی ہو گئی“..... عمران نے
 کہا تو اس بار سب بے اختیار ہنس پڑے جب کہ تنویر یکتا جھٹکے سے
 اٹھ کھڑا ہوا۔

”میں اپنے کمرے میں جا رہا ہوں۔ میں اس فضول آدمی کے پاس
 بیٹھ کر وقت ضائع نہیں کر سکتا“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا اور
 مرکز تیز قدم اٹھاتا لفٹ کی طرف بڑھ گیا۔
 ”عمران صاحب ہماری نگرانی ہو رہی ہے“..... اچانک خاموش
 بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے۔ ایئر پورٹ سے ہی ہو رہی ہے۔ پہلے تو میں
 سمجھا تھا کہ شاید جولیا اور صالحہ دونوں کو دیکھ کر حسن کے قدردان پیچھے
 لگ گئے ہیں لیکن اب تنویر کے جانے پر مجھے اپنی نظر پر اعتبار آگیا
 ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں بھی اب تک شک میں تھا لیکن اب تنویر کے جانے پر جس
 طرح ایک آدمی اٹھ کر اس کے پیچھے گیا ہے اس پر مجھے یقین ہو گیا
 ہے۔“ کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”کمال ہے۔ تم دونوں کی نظریں بے حد تیز ہیں۔ جب کہ مجھے تو
 اس کا احساس تک نہیں ہوا“..... صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔
 ”اسی لئے تو حسن کو بے پرواہ کہا جاتا ہے“..... عمران نے جواب
 دیا تو صفدر اور جولیا ایک بار پھر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب پلیز“..... صالحہ نے ایک بار پھر احتجاج کرتے
 ہوئے کہا۔

”عمران تو ہر حال میں پلیز رہتا ہے۔ اگر تمہیں یقین نہ آئے تو بے
 شک جولیا سے پوچھ لو۔ ویسے میں نے کوئی غلط بات تو نہیں کی۔ یہ تو
 ایک اٹل حقیقت ہے کہ حسن ہمیشہ بے پرواہ ہوتا ہے۔ کیوں جولیا
 میں نے غلط کہا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ پھر
 اس سے پہلے کہ عمران کی بات کا کوئی جواب دیتا۔ ویٹر نے آکر کھانے
 کے برتن سمیٹنے شروع کر دیئے اور وہ سب خاموش ہو گئے۔
 ”کافی لے آؤ“..... عمران نے ویٹر سے کہا۔

”یس سر“..... ویٹر نے جواب دیا اور پھر برتن سمیٹ کر اس نے
 اپنے ساتھ موجود ڈرائی میں رکھے اور میز کو صاف کر کے وہ ٹرائی دھکیلتا
 ہوا واپس چلا گیا۔

”یہ کون لوگ ہو سکتے ہیں عمران“..... جولیانے اس بار سنجیدہ
 لہجے میں کہا۔

”مفت کے گواہ ہیں اور کون ہیں“..... عمران نے جواب دیا تو
 جولیا چونک پڑی۔

”گواہ کیا مطلب“..... جولیانے کہا۔
 ”گواہوں کی ضرورت ایک ہی موقع پر تو پڑتی ہے“..... عمران
 نے کہا تو جولیانے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے جب کہ اس بار صالحہ بے
 اختیار ہنس پڑی۔

"اب میں سمجھ گئی ہوں۔ عمران صاحب ایسی باتیں صرف لطف لینے کے لئے کرتے ہیں"..... صالحہ نے کہا۔

"ہاں تم صحیح سمجھی ہو۔ یہ شخص دنیا کا سب سے بڑا کھنڈل واقع ہوا ہے۔ اسے صرف باتیں ہی کرنا آتی ہیں۔ صرف باتیں"..... جولیا نے ہونٹ ہنسنے ہوئے کہا۔

"ارے ارے یہ باتیں کرنا تو بین الاقوامی طور پر عورتوں کا خاصہ سمجھا جاتا ہے۔ تم خواہ مخواہ مجھے اپنی صنف میں لے آنا چاہتی ہو"۔ عمران نے کہا۔

"عمران صاحب کیا یہ لوگ کافرستان سیکرٹ سروس سے متعلق ہیں"..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا۔

"تم نے یہ اندازہ کیسے لگالیا۔" عمران نے سنجیدہ لہجے میں پوچھا۔
 "ان کا انداز خاصا تربیت یافتہ لوگوں جیسا ہے۔ اگر میری اچانک نظریں ان پر نہ پڑتیں تو شاید میں بھی انہیں چیک نہ کر سکتا اور ایسے تربیت یافتہ افراد سیکرٹ سروس کے ہی ہو سکتے ہیں"..... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"تمہارا اندازہ درست ہے۔ یہ واقعی شاگل کے آدمی ہیں۔ ان میں سے ایک کو تو میں ذاتی طور پر جانتا ہوں"..... عمران نے جواب دیا۔
 اسی لمحے ویٹر نے میز پر کافی سرد کرنی شروع کر دی اس لئے سب خاموش ہو گئے۔

"میں بتاتی ہوں"..... جولیا نے برتن اپنی طرف کرتے ہوئے

کہا۔
 "نہیں یہ کام میں کروں گی"..... صالحہ نے کہا اور برتن اپنی طرف کھانے۔

"عمران صاحب شاگل کے آدمی اگر ہماری نگرانی کر رہے ہیں تو اس کا مطلب ہے کہ ہمارا مشن خفیہ نہیں رہا"..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں اب تو واقعی خفیہ نہیں رہا لیکن اس سے ہمیں ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ اب تک ہمیں یہ معلوم نہیں تھا کہ اس کیس میں براہ راست کون ملوث ہے۔ لیکن اب یہ بات سامنے آگئی ہے کہ یہ شاگل کا کام تھا۔ اس لئے اب شاگل سے ملنا ضروری ہو گیا ہے"..... عمران نے کہا۔

"یہ شاگل کون ہے۔ عجیب سا نام ہے"..... کافی بناتے ہوئے اچانک صالحہ نے کہا تو سب بے اختیار چونک پڑے اور پھر ان کے بوس پر مسکراہٹ دوڑنے لگی۔ کیونکہ وہ تو شاگل کے بارے میں اچھی طرح جانتے تھے جب کہ صالحہ ان کے ساتھ پہلی بار کافرستان آئی تھی۔
 "یہ کافرستان سیکرٹ سروس کے چیف ہیں"..... صفدر نے کہا تو اس بار صالحہ بے اختیار چونک پڑی۔

"تو کیا یہاں کی سیکرٹ سروس کے چیف کو سب جانتے ہیں"۔ صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"سب چیف اب پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کی طرح

میں پاکیشیا سے اپنے ساتھ خاص شاہی چورن بھی لے آیا ہوں۔ اس شاہی چورن کے بغیر کافرستانی کھانا ہمیں مفہم نہیں ہو سکتا۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور تیزی سے چلتا ہوا لفٹ کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ کمرے میں پہنچ کر عمران سیدھا وار ڈروب کی طرف بڑھا۔ اس نے اس کا پٹ کھولا اور پھر اندر ہاتھ ڈال کر اس نے جب ہاتھ باہر نکالا تو اس کے ہاتھ میں ایک جدید ساخت کا لیکن انتہائی طاقتور ڈکٹا فون موجود تھا۔ اس نے بڑے ماہرانہ انداز میں اسے آف کیا اور ایک بار پھر اس کا ہاتھ الماری میں واپس چلا گیا۔ چند لمحوں بعد اس نے ہاتھ باہر نکالا اور الماری کے پٹ بند کر کے وہ مڑا۔

”اب کھل کر بات ہو سکتی ہے۔ تنویر کو بھی بلا لو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صفدر نے ایک طرف پڑے ہوئے فون کا رسیور اٹھایا اور آپریٹر کو اس نے تنویر کے کمرے کا نمبر دے کر بات کرانے کے لئے کہا۔

”یس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی تنویر کی آواز سنائی دی۔
 ”عمران صاحب کے کمرے میں آجاؤ فوراً“..... صفدر نے خشک لہجے میں کہا اور رسیور رکھ دیا۔ اس دوران باقی ساتھی کرسیوں پر بیٹھ چکے تھے۔

”کیا آپ کو پہلے سے اس ڈکٹا فون کا علم تھا“..... صفدر نے بھی کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا۔
 ”ہاں لیکن میں نے اس لئے اسے نہ چھیدا تھا کہ اس وقت میرا

بد صورت تو نہیں ہو سکتے کہ اپنے آپ کو چھپائے رکھیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”خبردار۔ اب اگر تم نے دوبارہ ایسی بات کی“..... جولیا نے یقین بھرا لہجے میں کہا۔

”چلو تم بتا دو کہ وہ کیسے ہیں۔ میں اپنی درستگی کر لوں گا۔“ عمران نے کافی کی پیالی اپنے سامنے رکھتے ہوئے کہا۔

”چیف تمہاری طرح بہر حال احمق نہیں ہے۔ میں اتنا جانتی ہوں“..... جولیا نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”چلو پھر تمہاری طرح ہو گا۔ اسی لئے چھپا رہتا ہے“..... عمران نے ترکی بہ ترکی جواب دیا تو میز پر ایک بار پھر قہقہے گونجنے لگے۔

”عمران صاحب کیا یہ ستم ظریفی نہیں ہے کہ ہمیں تو کیس کے بارے میں کچھ علم نہ ہو اور یہاں کی سیکرٹ سروس اس بارے میں جانتی ہو“..... صفدر نے کہا۔

”اگر ستم گر ہی ظریف واقع ہو تو پھر ستم ظریفی ہی سامنے آئے گی۔ اب ستم سنجیدگی تو آنے سے رہی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور وہ سب بے اختیار ہنس پڑے۔ چونکہ وہ کافی پی چکے تھے اس لئے عمران کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا اور اس کے ساتھ ہی باقی ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔

”اب کیا پروگرام ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”فی الحال آپ سب میرے ساتھ میرے کمرے میں چلیں کیونکہ

ہے لیکن فوری۔ ہمارے پاس زیادہ وقت نہیں ہے۔..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا تو صالحہ بری طرح اچھل پڑی۔ اس کا چہرہ غصے کی شدت سے مٹاڑی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

”یہ کیا یہودگی ہے۔..... صالحہ نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ یہودگی نہیں ہے مجبوری ہے۔ اگر میرے حقوق محفوظ نہ ہوتے تو میں تمہیں سو ممبر کی اجازت ہی نہ دیتا لیکن اب مجبوری ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”یہ تم نے کیا بکواس شروع کر دی ہے۔ کھل کر بات کرو۔ کیا کہنا چاہتے ہو۔ کیوں ایسی بکواس کر رہے ہو۔ اس کا کیا مقصد ہے۔“ اس بار جو لیانے غراتے ہوئے کہا۔

”اوکے اگر کھل کر بات سننا چاہتی ہو تو سن لو۔ چیف نے تمہیں اسکا تو بتا دیا ہو گا کہ کافرستان کے مہجنوں نے پاکیشیا کا انتہائی اہم سائنسی فارمولا اڑا لیا ہے جسے ہم نے واپس حاصل کرنا ہے۔“ عمران نے کہا۔

”ہمیں تو چیف نے کچھ نہیں بتایا صرف اسکا کہا کہ ہم نے فوری طور پر کافرستان جانا ہے اور تم ہمیں لیڈ کرو گے اور بس۔..... جو لیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”اوہ تو چیف تمہیں اس قابل بھی نہیں سمجھتا کہ اتنی سی بات بھی بتا دے۔..... عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔ جب کہ تنویر اور جو لیانے کے چہرے بگڑ سے گئے۔

پروگرام دوسرا تھا لیکن اب کھانا کھانے کے دوران میں نے پروگرام تبدیل کر لیا ہے۔..... عمران نے اسی طرح سنجیدہ لہجے میں کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ کمرے کا دروازہ کھلا اور تنویر اندر داخل ہوا۔

”کیا ہوا خیریت۔..... تنویر نے عمران سمیت سب کے چہروں پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے کہا۔

”خیریت ہوتی تو میں تمہیں سنجیدہ نظر آ رہا ہوتا۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”بات تو تمہاری ٹھیک ہے لیکن ہوا کیا ہے۔..... تنویر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مس صالحہ نے فیصلہ کر لیا ہے۔..... عمران نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا تو سب کے ساتھ ساتھ صالحہ بھی چونک پڑی۔

”میں نے فیصلہ کر لیا ہے کیا مطلب۔..... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

”اگر اب تک نہیں کیا تو اب کر لو۔..... عمران نے جواب دیا۔

”کیا مطلب میں سمجھی نہیں یہ آپ نے اچانک کیا باتیں شروع کر دی ہیں۔..... صالحہ نے اس بار قدرے پریشان سے لہجے میں کہا۔

”میرے تو جملہ حقوق محفوظ ہیں بلکہ سات خانوں کے اندر بند ہیں اس لئے تم میرے علاوہ باقی ساتھیوں میں سے کسی ایک کو اپنا شوہر منتخب کر لو۔ تم کس کو منتخب کرتی ہو۔ اس کا فیصلہ تم نے خود کرنا

حیرت انگیز ہے۔ یہ پیسٹ ڈاکھانے میں ایک آدمی نے خود پہنچ کر وصول کیا اور پھر وہ آدمی ایک کالونی کی کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہی آدمی واپس نکلا اور پھر وہ کافرستان سیکرٹ سروس کے ہیڈ کو اڑھ چلا گیا۔ اس کے بعد اس کی واپسی ہوئی اور وہ واپس اسی کوٹھی میں گیا۔ پھر کافی دیر بعد اس کوٹھی سے ایک اور آدمی باہر نکلا تو ناثران کا آدمی اس کے تعاقب میں گیا۔ جب کہ ناثران اس کوٹھی کے اندر داخل ہو گیا کیونکہ اس بار باہر آنے والے آدمی نے کوٹھی کا پھانگ بند کرنے کی ضرورت ہی محسوس نہ کی تھی۔ یہ بات ناثران کے لئے مشکوک تھی۔ چنانچہ وہ اندر گیا تو اندر وہ پیسٹ لے آنے والا آدمی اور اس کے ساتھ ایک اور آدمی لاشوں کی صورت میں پڑے ہوئے تھے۔ ناثران سمجھ گیا کہ انہوں نے نگرانی چیک کر لی ہے اس لئے یہ کارروائی کی گئی ہے۔ اس کے آدمی نے اطلاع دی کہ کوٹھی سے باہر نکلنے والا آدمی وہاں سے ایک اور کالونی کی کوٹھی میں گیا جہاں سے رات کو وہ کلب گیا۔ پھر کلب سے واپسی کے وقت وہ نشے میں بے حد آؤٹ ہو رہا تھا اور پھر اس کی کار کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور وہ موقع پر ہی مر گیا۔ اس آدمی کی ذات کے بارے میں جو معلومات ملیں ان کے مطابق وہ کسی ہوٹل کا منیجر تھا۔ اس کا نام رام لعل تھا اور بس..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ "اس کا مطلب ہے کہ یہ سارا کھیل سیکرٹ سروس نے کھیلا ہے"..... صفدر نے کہا۔

"بظاہر تو یہی لگتا ہے لیکن میرا خیال ہے کہ ایسا نہیں ہے۔ کیونکہ

جب کہ کیپٹن شکیل اسی طرح پتھر ائے ہوئے چہرے کے ساتھ بیٹھا ہوا تھا۔ البتہ اس کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی اور صالحہ کے چہرے پر حیرت اور پریشانی کے طے جلے تاثرات موجود تھے جیسے یہ ساری باتیں اس کی سمجھ سے بالاتر ہوں۔

"عمران صاحب آپ بتا رہے تھے مشن کے بارے میں"۔ صفدر نے کہا۔

"چلو میں ہی بتا دیتا ہوں۔ کیونکہ میں تو بہر حال آپ سب کو اس قابل سمجھتا ہوں کہ آپ کو تفصیل بتا دی جائے"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ اس نے مرزا افضل بیگ کے متعلق اطلاع ملنے سے لے کر فارمولے کے حصول اور پھر اس کے بارے میں تفصیلات بتا دیں اور سب کے چہروں پر تفصیلات سن کر حیرت کے تاثرات ابھر آئے۔

"اوہ وہاں کافرستانی ایجنٹ استا بڑا مشن مکمل کرتے رہے اور ہمیں علم بھی نہ ہو سکا۔ اگر ٹائیگر اس لین دین پر مشکوک نہ ہوتا تو کسی کو اطلاع تک نہ ہو سکتی"..... جو لیانے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"عمران صاحب اس پتے کے بارے میں مزید کوئی تفصیلات مل سکی ہیں جہاں یہ پیسٹ بھیجا گیا ہے۔ کیونکہ پہلا پیسٹ تو آپ نے واپس منگوایا لیکن دوسرا تو یقیناً وہاں ڈیلیور ہوا ہوگا"..... صفدر نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"ہاں ناثران نے اس سلسلے میں جو رپورٹ دی ہے وہ انتہائی

”سریش کمار کی اس موت کی وجہ سے میں نے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ اگر شاگل اس میں براہ راست ملوث ہوتا تو شاگل کو بھی موت کے گھاٹ اتار دیا جاتا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ بھی تو ہو سکتا ہے کہ سریش کمار کی موت واقعی اتفاقیہ ہو۔“..... صفدر نے جواب دیا۔

”نہیں ناثران کی رپورٹ کے مطابق اسے چلتی گاڑی میں پہلے گولی ماری گئی ہے۔ اس طرح ایکسیڈنٹ ہوا اور پھر اس گولی کو ہر رپورٹ سے نکال دیا گیا۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن عمران صاحب اگر کافرستان سیکرٹ سروس اس میں ملوث نہیں ہے تو پھر وہ ہماری نگرانی کیوں کر رہی ہے اور اسے ہماری آمد کے بارے میں علم کیسے ہو گیا۔“..... اس بار کیپٹن شکیل نے کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ شاگل کو اس وقت اعتماد میں لیا گیا ہے جب پیٹ انہیں خالی ملا ہے اور اس کے بعد سارا سیٹ اپ ختم کر کے معاملہ شاگل کو دے دیا گیا۔ شاگل کی سروس کے ایجنٹ بہر حال پاکیشیا میں کام کرتے رہتے ہیں۔ اس طرح اسے ہماری دہاں سے روانگی اور ہمارے حلیوں کے بارے میں اطلاعات مل گئی ہوں گی۔“..... عمران نے جواب دیا۔

”لیکن شاگل جس انداز کا آدمی ہے عمران صاحب وہ تو ہمیں ایئر پورٹ پر ہی گولیوں سے اڑا دیتا۔ وہ اس طرح نگرانی کے چکر میں پڑنے والا نہیں ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

وہاں پاکیشیا میں ساری کارروائی کرائس گروپ نے کی ہے اور ناثران نے کرائس گروپ کے بارے میں تمہارے چیف کو جو رپورٹ دی ہے اس کے مطابق یہ کافرستان کا ایک انتہائی طاقتور مخبر گروپ ہے اور کرائس اس کا سربراہ ہے اور دوسری حیرت انگیز رپورٹیں یہ بھی ہیں کہ کرائس کو بھی اچانک گولی مار کر ہلاک کر دیا تھا اور اس کے ساتھ اسی روز کافرستان میں ایک اور اہم آدمی کی بھی ایکسیڈنٹ میں موت واقع ہوئی اور وہ کافرستان ملٹری انٹیلی جنس کا نیا چیف سریش کمار تھا اور اب ہماری نگرانی سیکرٹ سروس کر رہی ہے۔ جب کہ ہم میک اپ میں ہیں۔ ان سارے حالات کو سامنے رکھتے ہوئے میں نے جو نتائج اخذ کئے ہیں وہ یہ ہیں کہ کافرستان سیکرٹ سروس کو اس سارے سیٹ اپ میں بطور ذریعہ استعمال کیا گیا ہے۔ اصل سیٹ اپ ملٹری انٹیلی جنس اور اس کرائس کا تھا۔ اگر یہ پیٹ خالی نہ ہوتا تو پھر یقیناً مزید معلومات مل جاتیں کہ یہ پیٹ سیکرٹ سروس کے آفس سے کہاں بھیجا جاتا ہے لیکن پیٹ کے خالی ملتے ہی یہ لوگ سمجھ گئے کہ پاکیشیا میں گڑبڑ ہوئی ہے۔ اس لئے انہوں نے یہاں سب کچھ آف کر دیا۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران صاحب کافرستان سیکرٹ سروس تو اس میں پوری طرح ملوث نظر آتی ہے اور آپ کہتے ہیں کہ اسے صرف ذریعے کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جب کہ اب ہماری نگرانی بھی سیکرٹ سروس کر رہی ہے۔“..... صفدر نے کہا۔

”کیوں تم کیوں ساتھ دو گے۔ کیا میں نہیں دے سکتا“..... تنویر نے یکتہ تیر لہجے میں کہا۔

”تنویر میرا اچھا سا بھائی ہے گا“..... جو لیا نے مسکراتے ہوئے کہا۔
”تنویر کا چہرہ بے اختیار گلاب کے پھول کی طرح کھل اٹھا۔

”او کے ایسی صورت میں پھر سو ممبر کی ضرورت نہیں رہی۔ مس صالحہ کا ساتھ میں دوں گا“..... عمران نے جواب دیا۔

”نہیں تم نہیں بلکہ صالحہ کا ساتھ صفدر دے گا اور بس۔ اٹ اڑ مائی آرڈر“..... جو لیا نے یکتہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”عمران صاحب پلیز یہ وقت ان باتوں کا نہیں ہے۔ کسی بھی وقت صورت حال بدل سکتی ہے“..... صفدر نے کہا۔

”او کے ٹھیک ہے۔ تو پھر پروگرام سن لو۔ صالحہ اور صفدر یعنی ذیل ایس سبھاں سے جانے کے بعد ملٹری انٹیلی جنس کے کسی آدمی کو ٹریس کر کے اس سے معلومات حاصل کریں گے کہ وہ فارمولا کہاں بھجوا دیا گیا ہے۔ کیونکہ میرا خیال ہے کہ یہ سیٹ اپ چونکہ ملٹری انٹیلی جنس کا تھا اس لئے شاکل کی بجائے انہیں ہی معلوم ہو گا کہ یہ فارمولا کافرستان کی کس لیبارٹری کو بھیجا گیا ہے“..... عمران نے کہا تو صالحہ اور صفدر دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”جو لیا اور تنویر سبھاں سے جانے کے بعد شاکل کے علاوہ سیکرٹ سروس کے کسی آدمی کو ٹریس کر کے اس سے یہ معلومات حاصل کریں گے“..... عمران نے کہا تو جو لیا اور تنویر نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”تمہاری بات درست ہے اور جب سے میں نے اس نگرانی کو چیک کیا ہے میں خود اس پوائنٹ پر سوچتا رہا ہوں۔ میرے ذہن کے مطابق شاکل یا تو خود کسی واضح نتیجے پر نہیں پہنچ سکا یا پھر اسے اعلیٰ حکام نے اس بارے میں کوئی خاص ہدایت کر رکھی ہے۔ بہر حال اب ہم نے یہاں سے غائب ہونا ہے۔ کیونکہ کسی بھی لمحے ہم پر فائرنگ کی جا سکتی ہے اور فائرنگ تو ایک طرف شاکل اس بڑے ہوٹل کو ہی میزائلوں سے اڑا سکتا ہے وہ ایسا ہی آدمی ہے اور اس کے لئے میں نے جو پلان بنایا ہے اس کے تحت میں نے سو ممبر رچانے کی کوشش کی تھی۔ صالحہ یہاں پہلی بار آئی ہے اس لئے میں صالحہ کے ذمے ایک اہم کام لگانا چاہتا ہوں لیکن صالحہ کا ساتھ ایک اور آدمی بھی دے گا اور اس آدمی کا انتخاب میں نے صالحہ پر چھوڑ دیا تھا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار مسکرا دی۔

”تو آپ سیدھی طرح یہ بات نہیں کر سکتے تھے“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”سیدھی طرح کے لئے تو باقاعدہ سینڈ باج کا انتظام کرنا پڑتا اور فی الحال اس کا موقع نہیں ہے“..... عمران نے جواب دیا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اگر جو لیا میرا ساتھ دے تو کیسا ہے“..... صالحہ نے کہا۔
”نہیں جو لیا کے ذمے ایک اور کام لگانا ہے اور اس کا ساتھ میں خود دوں گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اب دوبارہ ملاقات پر مجھے مس صالحہ سے پوچھنا پڑے گا کہ انہیں کیا کہہ کر پکارا جائے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”کیا مطلب میں سمجھی نہیں“..... صالحہ نے مڑتے ہوئے حیرت خیز لہجے میں کہا۔

”جب تم سے پہلی ملاقات ہوئی تھی اس وقت تو تم مطلب سمجھنے میں میرے بھی کان کاٹتی تھیں۔ اب نجائے کیوں تم نے ہر بات کا مطلب پوچھنا شروع کر دیا ہے۔ بہر حال مطلب یہ ہے کہ اس وقت پوچھنا پڑے گا کہ تمہیں مس صالحہ کہہ کر ہی مخاطب کیا جائے یا مس صالحہ صفدر“..... عمران نے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔
 ”اس کی نوبت نہیں آئے گی“..... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔
 ”پلیز عمران صاحب مجھے تو آپ اس جگہ میں نہ گھسیٹنا کریں۔“
 صفدر نے بھی مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے نہیں تمہیں تمہاری ڈپٹی چیف نے منتخب کیا ہے اس جگہ میں گھسیٹنے کیلئے“..... عمران نے جواب دیا اور صفدر ایک بار پھر مسکراتا ہوا مڑا اور پھر دروازہ کھول کر باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے صالحہ بھی باہر چلی گئی تو جولیا کرسی سے اٹھ کھڑی ہوئی۔
 ”آؤ تنویر“..... جولیا نے کن انکھیوں سے عمران کی طرف دیکھتے ہوئے بڑے میٹھے لہجے میں تنویر سے مخاطب ہو کر کہا تو تنویر ایک جھٹکے سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر بے اختیار مسرت کا انبشار نہننے لگ گیا تھا۔

”اور کیپٹن شکیل میرے ساتھ رہے گا اور ہم ان دونوں ذرائع سے ہٹ کر دوسرے ذرائع سے اس لیبارٹری کا کھوج نکالیں گے جہاں یہ فارمولا بھیجا گیا ہے۔ تینوں گروپس آپس میں زیر و فایو ٹرانسمیٹر پر رابطہ رکھیں گے۔ زیر و فایو ٹرانسمیٹر دارالحکومت کی سپیشل مارکیٹ سے آسانی سے دستیاب ہو جائیں گے۔ تنویر اور صفدر دونوں اس بارے میں جانتے ہیں“..... عمران نے کہا۔
 ”لیکن ہمیں اس ہوٹل کو چھوڑ کر رہائش وغیرہ بھی تو حاصل کرنی ہوگی“..... صالحہ نے کہا۔

”قاہرہ ہے اور چونکہ کافرستان کے دارالحکومت میں ہم ہزاروں نہیں تو سینکڑوں بار آچکے ہیں اس لئے تمہارے ساتھ موجود صفدر کے لئے یہ کوئی مسئلہ نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر میرا خیال ہے کہ ہمیں کام شروع کر دینا چاہیے“..... صفدر نے کہا اور کرسی سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے اٹھتے ہی صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔

”باہر بھرپور نگرانی ہو رہی ہے اور نگرانی کرنے والے سیکرٹ سروس کے افراد ہیں اس لئے ان سے چھٹکارا حاصل کرنا تمہارا اپنا کام ہوگا۔ خدا حافظ ووش یو گڈ لک“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آئیے مس صالحہ“..... صفدر نے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا اور دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

"واہ بہن بھائی کے درمیان واقعی گفتگو اس لمحے میں ہی ہونی چاہیے یہ رشتہ واقعی بے حد شیریں ہوتا ہے۔" عمران نے کہا تو جو لیا بے اختیار ہنس پڑی جب کہ تنویر نے ہونٹ بھینچ لئے لیکن اس نے زبان سے کچھ نہ کہا تھا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہوئے کمرے سے باہر نکل گئے۔

"میرا خیال ہے عمران صاحب اس لیبارٹری کا علم نہ ہی شاگل کو ہو گا اور نہ ہی ملٹری انٹیلی جنس والوں کو۔" اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کیپٹن شکیل نے کہا۔ باقی ساتھیوں کے جانے کے بعد وہ اب اکیلا عمران کے ساتھ کمرے میں رہ گیا تھا۔

"یہ خیال تمہیں کیسے آیا ہے" عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

"اس لئے کہ جن میزائلوں کے خلاف پراجیکٹ پاکیشیا تیار کر رہا ہے۔ ان میزائلوں کو جس لیبارٹری میں تیار کیا گیا ہے یا کیا جا رہا ہے اس کے متعلق نہ ہی یہاں کی ملٹری سیکرٹ سروس کو کچھ علم ہے اور نہ ہی ملٹری انٹیلی جنس کو اور یہ فارمولا بھی یقیناً اس لیبارٹری میں ہی سمجھوایا گیا ہو گا اور ہو سکتا ہے کہ ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ سریش کمار کو اس کا علم ہو اور اس لئے اسے ہلاک کرایا گیا ہو۔" کیپٹن شکیل نے کہا اور عمران اس کی بات سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں ان باتوں کا کیسے علم ہوا ہے" عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

"پاکیشیا ملٹری انٹیلی جنس میں کام کرنے والا ایک اہم ایجنٹ جس کا نام راشد ہے وہ میرا دوست ہے۔ اس سے کبھی کبھار ملاقات ہو جایا کرتی ہے۔ اسے البتہ میرے متعلق یہ معلوم ہے کہ میں پاکیشیا کی کسی سرکاری خفیہ ایجنسی کے لئے کام کرتا ہوں۔ ایک بار باتوں ہی باتوں میں کافرستانی میزائلوں کا ذکر آگیا تو راشد نے مجھے بتایا کہ ان میزائلوں کی لیبارٹری تلاش کرنے کے لئے پاکیشیائی ملٹری انٹیلی جنس نے بے حد کوششیں کیں لیکن اس کا پتہ معلوم نہ ہو سکا۔ پھر ملٹری انٹیلی جنس کے چیف نے اکیرمیہ کی ڈیپارٹمنٹ آف ریسرچ سروس جسے اکیرمیہ میں ایچ اے سی کہا جاتا ہے۔ وہاں کے چند اہم افراد سے معلومات حاصل کیں۔ ایچ اے سی نے فضا میں انتہائی جدید خفیہ سنٹیلانٹ چھوڑے ہوئے ہیں جن کی مدد سے وہ ایسی تصویبات کا نہ صرف سراغ آسانی سے لگا لیتے ہیں بلکہ ان کے نقشے ماڈل اور ان میں نصب مشینز کے بارے میں بھی سائنسی معلومات حاصل کر لیتے ہیں وہاں سے ملٹری انٹیلی جنس کے چیف کو صرف اتنا معلوم ہو سکا کہ یہ لیبارٹری ہمالیہ کی گہرائیوں میں واقع ایک پہاڑی جس کا کوڈ نام مولی ایچ بتایا گیا ہے بنائی گئی ہے اور اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر بنا دیا گیا ہے۔ یہ پہاڑی ناپال کی سرحد کے قریب کہیں واقع ہے۔ ملٹری انٹیلی جنس اس سلسلے میں مزید معلومات حاصل کرنے کی کوششیں کرتی رہی لیکن اس سے زیادہ کچھ معلوم نہ ہو سکا اور اس کے ساتھ ہی حکومت کافرستان نے ان میزائلوں کو پاکیشیا کی سرحد پر نصب کرنا

ہے اور اس کے جسم کو راڈز نے جکڑ رکھا ہے۔ اس نے گردن گھمائی تو یہ موجود اسی طرز کی کرسی پر کیپٹن شکیل راڈز میں جکڑا ہوا موجود تھا۔ بین اس کی گردن ایک سائیڈ پر ڈھکی ہوئی تھی لیکن دوسرے لمحے عمران بری طرح چونک پڑا۔ کیونکہ کیپٹن شکیل اس وقت میک اپ نہ بجائے اپنے اصل چہرے میں تھا یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا۔ ان دو کرسیوں کے علاوہ بھی راڈز والی کرسیاں موجود تھیں لیکن وہ خالی تھیں متبہ سلسلے دو سادہ کرسیاں رکھی ہوئی تھیں۔ کمرے کی چھت کے ایک حصے سے روشنی نکل رہی تھی لیکن پورے کمرے میں نہ کوئی دروازہ تھا اور نہ کوئی روشن دان۔ اس کرسی کے بازوؤں پر عمران کے دونوں ہاتھ کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے اور اسی طرح اس کے دونوں پیر بھی کرسی کے دونوں پایوں کے ساتھ کڑوں میں جکڑ دیئے گئے تھے اور باقی تمام جسم کے گرد سخت فولادی راڈز تھے۔ اس لئے صرف وہ اپنے سر کو حرکت دے سکتا تھا۔ اس کا باقی جسم ہر طرح سے جکڑا ہوا تھا۔

”کیپٹن شکیل کا میک اپ صاف کر دیا گیا ہے تو لا محالہ اب میں بھی اصل شکل میں ہوں گا۔ لیکن پھر شاکل نے اب تک مجھے زندہ کیوں رکھا ہوا ہے“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اسی لمحے ہلکی سی سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور سلسلے والی دیوار کا ایک حصہ درمیان سے پھٹ کر سائیڈوں میں غائب ہو گیا۔ اب وہاں ایک خلا موجود تھا جس میں سے ایک مقامی آدمی اندر داخل ہو رہا تھا۔ اس کے

شروع کر دیا اس لئے اس لیبارٹری کو مزید ٹریس کرنے کا کام ختم کر دیا گیا اور تمام تر توجہ ان میزائلوں کی سائنسی ماہیت معلوم کرنے پر مرکوز کر دی گئی“..... کیپٹن شکیل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے کیپٹن شکیل اگر تم یہ بات مجھے پہلے بتا دیتے تو میں ساتھیوں کو نہ بھیجتا وہ خواہ مخواہ ٹکریں مارتے پھریں گے۔ ہمیں اب اس پہاڑی کو تلاش کرنے پر توجہ مرکوز کرنی چاہئے“۔ عمران نے کہا۔

”میں تو اس لئے خاموش رہا کہ ہو سکتا ہے کہ فارمولا وہاں نہ بھیجا گیا ہو۔ یہ صرف میرا اندازہ ہی تھا۔ کوئی حتمی بات تو نہیں ہے۔“

کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں اب یہ حتمی بات ہے۔ بہر حال اٹھو اور اپنے کمرے سے سامان لے آؤ ہم نے اب فوری طور پر اس ہوٹل کو چھوڑنا ہے اور میک اپ وغیرہ بھی تبدیل کرنا ہے اور لباس بھی“..... عمران نے کہا تو کیپٹن شکیل اٹھا اور کمرے کے دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ لیکن اس سے پہلے کہ وہ دروازے تک پہنچتا اچانک دروازہ ایک دھماکے سے کھلا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران اور کیپٹن شکیل کچھ سمجھتے۔ ایک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن پر کسی نے یلکھت سیاہ چادر سی تان دی ہو۔ پھر جب اس کے ذہن سے سیاہ چادر ہٹی اور اس کا شعور بیدار ہوا تو وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ وہ ایک کمرے میں فرش میں نصب لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا

ہم انہیں جلد ہی تلاش کر لیں گے۔"..... رائٹور نے اس بار بخوشگوار سے لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر واپس اسی خلا کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے باہر جاتے ہی سرسراہٹ کی آواز کے ساتھ ہی خلا دوبارہ برابر ہو گیا۔ اسی لمحے کیپٹن شکیل نے کراہتے ہوئے گردن سیدھی کر لی۔ اس کی آنکھیں کھل گئی تھیں۔

"عمران صاحب آپ اصل شکل میں ہیں۔ اوہ یہ ہم اس انداز میں..... کیپٹن شکیل نے گردن موڑ کر عمران کی طرف دیکھتے ہوئے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ہم شاگل کی قید میں ہیں اور شاگل کا بس نہ چلا ہو گا کہ وہ ہمارے جسم کے اندر راڈز داخل کر کے ہمارے جسم کی ایک ایک ہڈی کو جکڑ دیتا..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس بار کیپٹن شکیل بھی ہنس پڑا۔

"ہمارے ساتھی یہاں نظر نہیں آرہے۔ اس کا مطلب ہے کہ وہ انہیں ڈاج دینے میں کامیاب ہو گئے ہیں..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

"ہاں اور شاید اسی لئے شاگل نے ہمیں زندہ بھی رکھا ہے تاکہ وہ ہم سے ان کے متعلق معلومات حاصل کر سکے..... عمران نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید بات چیت ہوتی۔ ایک بار پھر سلسلے والی دیوار میں ہلکی سی سرسراہٹ کے ساتھ خلا پیدا ہوا اور اس بار اس خلا میں سے شاگل اندر داخل ہوا اس کے پیچھے رائٹور تھا جس کے کاندھے پر اس بار مشین گن لٹک رہی تھی۔ شاگل کے

ہاتھ میں ایک بوتل تھی۔ عمران اسے دیکھ کر مسکرا دیا۔ کیونکہ وہ اسے جانتا تھا۔ وہ شاگل کا نائب رائٹور تھا۔

"مجھے آپ کو ہوش میں دیکھ کر کوئی حیرت نہیں ہوئی عمران صاحب..... رائٹور نے اندر داخل ہو کر عمران کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

"ہونی بھی نہیں چاہئے مسٹر رائٹور یہ حیرت وغیرہ تو اسے ہوتی ہے جو ایک دوسرے سے اجنبی ہوں..... عمران نے کہا اور رائٹور مسکراتا ہوا کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی بوتل کا ڈھکن ہٹایا اور بوتل کیپٹن شکیل کی ناک سے لگادی۔

"تمہارے باس ہزبائی نس شاگل تو خیریت سے ہیں ناں۔" عمران نے کہا تو رائٹور بے اختیار ہنس پڑا۔

"بالکل خیریت سے ہیں لیکن آپ کی خیریت نیک مطلوب نہیں ہے۔ وہ تو شاید آپ کو اتنی مہلت بھی نہ دیتے لیکن آپ کے اس ساتھی کے علاوہ باقی ساتھی اچانک غائب ہو گئے ہیں اور باس آپ کے ساتھ ساتھ انہیں بھی گرفتار کرنا چاہتا ہے..... رائٹور نے بوتل کیپٹن شکیل کی ناک سے ہٹا کر اس کا ڈھکن بند کرتے ہوئے کہا۔

"اچھا حیرت ہے۔ میرا تو خیال تھا کہ کافرستان سیکرٹ سروس اور کچھ کر سکے یا نہ کر سکے کم از کم نگرانی تو کر ہی سکتی ہو گی..... عمران نے کہا تو رائٹور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ عمران کا گہرا طنز یقیناً اسے ناگوار گزرا تھا۔

سوال کے احمقانہ پن کا احساس ہو گیا تھا۔

”نئے پرائم منسٹر صاحب مجھے دیے بھی دوسری ۶جنسیوں پر ترجیح دیتے ہیں۔ ایک تو میری کارکردگی کی وجہ سے اور دوسرا اس لئے کہ ان کے ہمارے خاندان کے ساتھ گھریلو تعلقات ہیں“..... شاگل نے جواب دیا۔

”میں تمہاری بات کیسے مان لوں۔ اگر ایسی بات ہوتی تو کم از کم وہ تمہیں اس فارمولے کے حصول میں صرف مڈل مین کی حیثیت کیوں دیتے۔ جب کہ سارا کام ملٹری انٹیلی جنس اور مخبر گروپ کے چیف کرائس نے کیا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی اس بات پر پہلی بار کیپٹن شکیل کے لبوں پر ہلکی سی مسکراہٹ تیرتی نظر آنے لگی کیونکہ وہ سمجھ گیا تھا کہ عمران اب شاگل کو اپنے ڈھب پر لے آ رہا ہے تاکہ اس سے معلومات حاصل ہو سکیں۔

”میں مڈل مین نہیں تھا میں آدمی تھا۔ یہ سارا سیٹ اپ میرا تھا اور کام بھی میرے آدمی کر رہے تھے“..... شاگل نے اس بار عصیلے لہجے میں کہا۔

”اگر تم میں آدمی ہوتے شاگل تو پھر تم خود اس فارمولے کی قسطوں کو اس لیبارٹری تک پہنچاتے۔ کیوں میں درست کہہ رہا ہوں ناں“..... عمران نے جواب دیا۔

”نافنس کیا میں تمہاری طرح فضول آدمی ہوں میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں۔ یہ کام میرے آدمی کرتے ہیں میں خود

بھرے پر ایسے فاتحانہ تاثرات تھے جیسے وہ کوئی پہلوان ہو اور کسی رستم زماں کو بچھا کر آ رہا ہو۔

”مجھے تمہیں اس حالت میں دیکھ کر بے حد مسرت ہو رہی ہے عمران“..... شاگل نے فاخرانہ انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اکلے ہوئے انداز میں کرسی پر بیٹھ گیا۔

”چلو شکر ہے تمہیں مسرت کا احساس تو ہوا ورنہ تو تم ہر وقت غصے میں ہی رہتے تھے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تمہارے ساتھی نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں لیکن ہم جلد ہی انہیں تلاش کر لیں گے اور پھر میں تم سب کو پرائم منسٹر صاحب کے سامنے پیش کر کے اپنے ہاتھوں سے تمہیں گولیاں ماروں گا۔“ شاگل نے کہا۔

”میں سمجھ گیا کہ تم کافرستان کے نئے پرائم منسٹر صاحب پر اپنی کارکردگی کا رعب ڈالنا چاہتے ہو تاکہ وہ تمہیں دوسری ۶جنسیوں پر ترجیح دیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہیں کیسے معلوم ہوا کہ پرائم منسٹر صاحب نئے ہیں۔“ شاگل نے چونک کر کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہارا کیا خیال ہے میں اخبار نہیں پڑھتا یا پاکیشیائی اخبارات کافرستان میں ہونے والے الیکشن اور نئے منتخب ہونے والے وزیراعظم کے بارے میں خبریں نہیں چھپتے“..... عمران نے کہا تو شاگل کے بھرے پر قدرے شرمندگی کے تاثرات ابھر آئے شاید اسے خود ہی اپنے

”نہیں ایسا نہیں ہے۔ تم بکواس کر رہے ہو۔ جھوٹ بول رہے ہو۔“ شاگل نے شدید غصیلے لہجے میں کہا۔
 ”اگر میری بات پر یقین نہ آ رہا ہو تو اپنے تعلق دار پر ائم منسٹر سے
 پہچ لو کہ کیا یہ لیبارٹری ناپال کی سرحد کے قریب اس پہاڑی کے
 ندر نہیں ہے جس کا کوڈ نام مولی اتچ ہے۔“ عمران نے اسے چیلنج
 بھرے لہجے میں کہا۔

”مولی اتچ یہ کیا نام ہے۔“ شاگل نے کہا۔
 ”بتایا تو ہے کہ یہ اس کا کوڈ نام ہے۔ اگر تم کہو گے تو وہ نام بھی
 بتا دوں گا جو نقشے میں درج ہے۔ ویسے تمہارے پرائم منسٹر صاحب
 اس کوڈ نام سے ہی واقف ہوں گے۔ اصل نام شاید وہ بھی نہ جانتے
 ہوں۔“ عمران نے جواب دیا تو شاگل یخت ایک جھٹکے سے کرسی
 سے اٹھا اور تیزی سے مڑ کر خلا کی طرف بڑھ گیا۔ اس کے پیچھے راٹھور
 بھی چلا گیا اور ان دونوں کے باہر نکلنے ہی خلا برابر ہو گیا۔

”آپ نے واقعی تصدیق کے لئے بہترین طریقہ استعمال کیا ہے
 عمران صاحب۔“ کیپٹن شکیل نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”لیکن اب اس کی واپسی سے پہلے ہمیں اس قید سے بھی چھٹکارا
 حاصل کرنا پڑے گا ورنہ تصدیق کے ساتھ ہی وہ ہم پر فائر بھی کھول سکتا
 ہے۔“ عمران نے کہا۔

”میں نے اس پوائنٹ پر بھی غور کیا ہے۔ بظاہر تو ہمیں اس طرح
 جکڑا گیا ہے کہ چھٹکارے کی کوئی صورت نہیں ہے لیکن ایک پوائنٹ

نہیں کیا کرتا۔“ شاگل نے جواب دیا۔
 ”لیکن تمہارے آدمی کو ہم نے لیبارٹری والی پہاڑی کے گرد نہیں
 دیکھا۔ حالانکہ ہمیں اس فارمولے کی چوری کا اس وقت علم ہو گیا تھا
 جب اس کی تیسری قسط چوری ہوئی تھی اور ہم نے اس لیبارٹری کا
 سراغ لگا کر اس کی نگرانی شروع کر دی تھی۔“ عمران نے منہ
 بناتے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

”کیا۔ کیا مطلب کیا تم اس لیبارٹری کا محل وقوع جانتے ہو۔ یہ
 کیسے ممکن ہے۔ اس کا علم تو سوائے پرائم منسٹر صاحب کے اور کسی
 کو بھی نہیں۔“ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔ اسے حیرت
 کی وجہ سے عمران کی بات میں موجود جھول کا بھی خیال نہ آیا تھا کہ اگر
 عمران وغیرہ کو تیسری قسط چوری ہوتے ہی علم ہو جاتا تو پھر چوتھی قسط
 کیسے چوری ہوتی اور عمران اور اس کے ساتھی اب کیوں اس کی تلاش
 میں آتے۔

”نجانے کیا بات ہے تم بار بار احمقانہ باتیں کر رہے ہو تمہاری
 اس لیبارٹری کا علم ساری دنیا کو ہے۔ ایکریمیا کی ڈیجیٹل آرمز چیکنگ
 سروس نے اپنے خصوصی خفیہ سٹیلٹس کے ذریعے نہ صرف اس کا
 محل وقوع معلوم کر لیا تھا بلکہ اس کا ماڈل اس کا نقشہ اور اس کے اندر
 موجود مشینری تک کی تفصیلات ان کے پاس موجود ہیں اور اس کا
 جالنے ہو کہ ہمارے لئے وہاں سے ان سب تفصیلات کو حاصل کر لینا
 کوئی مشکل کام نہیں ہے۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

بہنی کو شش کی لیکن انگلیاں اس قدر مڑی نہ رہی تھیں..... کیپٹن شکیل مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں نے اس کے لئے خصوصی ورزشیں بھی کی ہیں اور دوسری بات یہ کہ ایسا ان کی حماقت سے ہوا ہے۔ ایسے بٹن کڑے کے بالکل پروالے حصے پر لگائے جاتے ہیں تاکہ انگلیاں کسی صورت بھی مڑ کر وہاں نہ پہنچ سکیں جب کہ انہوں نے بٹن سائیڈوں پر لگائے ہیں۔ وہاں تک بہر حال انگلی کے پہنچنے کا سکوپ بن جاتا ہے.....“ عمران نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اپنا دایاں ہاتھ کرسی کے عقب میں کیا اور پھر ذرا سا جھٹکتے ہی کھٹاک کھٹاک کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی عمران کے جسم کے گرد موجود دروازہ کرسی میں غائب ہو گئے۔ اب صرف اس کے پیروں کے گرد کڑے موجود تھے۔ جو بٹنوں سے کھلتے اور بند ہوتے تھے۔ لیکن اب عمران جھک کر انہیں آسانی سے کھول سکتا تھا۔ اس نے جھک کر انہیں کھولا اور دوسرے لمحے وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ ایک لمحے کے لئے اس نے اپنے جسم کو سیدھا کیا اور پھر مڑ کر کیپٹن شکیل کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد کیپٹن شکیل کے بازو آزاد ہو چکے تھے اور اس کے جسم کے گرد موجود دروازہ بھی غائب ہو چکے تھے۔ پیروں میں موجود کڑے کیپٹن شکیل نے جھک کر خود ہی کھول لئے اور اب وہ بھی کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”اب یہاں سے باہر کیسے جائیں گے.....“ کیپٹن شکیل نے کہا۔
”یہ دونوں واپس آئیں گے اور ہم نے انہیں فی الحال زندہ پکڑنا

پر اگر کوشش کی جائے تو شاید بات بن جائے.....“ کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کس پوائنٹ پر.....“ عمران نے چونک کر پوچھا کیونکہ اس نے بھی اس کرسی سے چھٹکارے کے لئے تراکیب سوچنے کی کوشش کی تھی لیکن کوئی پوائنٹ اس کی سمجھ میں تو اب تک نہ آیا تھا۔
”کلائوں کے گرد کڑے بٹنوں والے ہیں۔ ان کا تعلق دوسرے راڈز کے میکزم سے نہیں ہے۔ اس لئے اگر کوشش کی جائے اور انگلیاں اگر مڑ کر بٹن تک پہنچ جائیں تو ہاتھ آزاد ہو سکتے ہیں۔“ کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔ اس نے اب غور سے ان کڑوں کو دیکھا تو اسے بھی بٹنوں کا معمولی سا ابھار نظر آ گیا۔ حالانکہ پہلے سرسری نظروں سے دیکھنے پر اس نے یہی سمجھا تھا کہ یہ بھی میکزم کے ساتھ منسلک ہیں۔

”ویری گڈ کیپٹن یہ واقعی اہم پوائنٹ ہے۔ کوشش کی جا سکتی ہے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کوشش شروع کر دی۔ ادھر کیپٹن شکیل بھی مسلسل کوشش میں لگا ہوا تھا اور پھر عمران کی ایک انگلی مڑ کر سائیڈ میں موجود بٹن تک پہنچ ہی گئی اور اس کے ساتھ ہی کٹاک کی آواز کے ساتھ کلائی کے گرد کڑا کھل گیا۔ عمران نے ایک ہاتھ آزاد ہوتے ہی اس ہاتھ سے دوسرے ہاتھ کی کلائی والا کڑا بھی کھول لیا اور اب اس کے دونوں ہاتھ آزاد ہو چکے تھے۔

”آپ کی انگلی مڑ کر بٹن تک پہنچ گئی حیرت ہے۔ حالانکہ میں نے تو

ہے۔..... عمران نے کہا اور تیزی سے اس دیوار کی طرف بڑھ گیا۔ جس میں خلا کھلتا تھا۔ چونکہ انہوں نے خلا کو دیکھا تھا اس لئے وہ اس کی دونوں سائیڈوں میں دیوار کے ساتھ پشت لگا کر کھڑے ہو گئے۔ کافی دیر بعد سرسراہٹ کی آواز سنائی دی اور خلا نمودار ہوا۔ دوسرے لمحے خلا میں سے راٹھور اندر داخل ہوا اور کیپٹن شکیل اس پر جھپٹ پڑا۔ جب کہ عمران تیزی سے مڑ کر خلا کی دوسری طرف چلا گیا کیونکہ راٹھور کے پیچھے کوئی نہ آیا تھا۔ باہر ایک راہداری تھی جس میں ایک اور دروازہ بھی تھا۔ عمران اس دروازے سے دوسری طرف گیا۔ باہر ایک اور کمرہ تھا۔ پھر عمران اس چھوٹی سی عمارت میں گھومتا رہا لیکن نہ ہی وہاں شاگل تھا اور نہ کوئی اور آدمی۔ عمران واپس مڑا اور پھر اسی کمرے میں آگیا جہاں کیپٹن شکیل اور راٹھور کو وہ چھوڑ کر گیا تھا۔ راٹھور فرش پر بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”شاگل یہاں موجود نہیں ہے اس لئے اسے اٹھا کر دوسرے کمرے میں لے آؤ۔ ہو سکتا ہے وہ واپس آجائے“..... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے جھک کر فرش پر پڑے ہوئے راٹھور کو اٹھایا اور کاندھے پر لاد کر اس خلا سے باہر آگیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک اور کمرے میں موجود تھے۔

”اسے فرش پر لٹا دو اور تم باہر کا خیال رکھو۔ میں اس سے پوچھ گچھ کر لوں گا“..... عمران نے کیپٹن شکیل سے کہا اور کیپٹن شکیل نے کاندھے پر لٹے ہوئے راٹھور کو فرش پر لٹایا اور پھر خود تیزی سے قدم

بڑھاتا کمرے سے باہر نکل گیا۔ عمران نے جھک کر راٹھور کا ناک اور منہ دونوں ہاتھوں سے بند کر دیا۔ چند لمحوں بعد جب اس کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ ہٹائے اور سیدھا کھڑا ہو گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے دایاں پاؤں اٹھا کر اس کی گردن پر اس طرح رکھ دیا کہ ایڑی زمین پر تھی جب کہ پیر اس کی گردن پر موجود تھا۔ چند لمحوں بعد راٹھور کی آنکھیں کھلیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے پیر کو مخصوص انداز میں موڑا تو راٹھور کا اٹھنے کے لئے سمٹتا ہوا جسم پھر سیدھا ہو گیا اور اس کا چہرہ بگڑنے لگ گیا۔

”اگر تم نے اٹھنے کی کوشش کی راٹھور تو ایک لمحے میں شہ رگ کھل دوں گا“..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔

”مم۔ مم میں تم۔ تم کیسے رہا ہو گئے۔ یہ۔ یہ۔ پلیز پیر ہٹالو۔ تم جیسے کہو گے ویسے ہی کروں گا۔ مم مم میں جانتا ہوں کہ میں تمہارا مقابلہ نہیں کر سکتا“..... راٹھور نے رک رک کر کہا تو عمران نے پیر کو واپس موڑ کر پنجے کو ذرا سا اوپر کو اٹھایا لیکن پیر اس کی گردن سے ہٹایا نہیں۔ راٹھور کا چہرہ تیزی سے نارمل ہوتا چلا گیا۔

”تم اکیلے ہمارے پاس کیوں آرہے تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”باس شاگل نے کہا تھا کہ آپ دونوں کو دوبارہ بے ہوش کر دیا جائے کیونکہ وہ خود ہیڈ کو آرٹر واپس چلے گئے تھے“..... راٹھور نے جواب دیا۔

دو تین گھنٹوں سے پہلے خود ہوش میں نہیں آسکتا تو وہ سیدھا ہو کر
یہ طرف تپائی پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ لیکن پھر اس
سے پہلے کہ وہ ہاتھ بڑھا کر رسور اٹھاتا۔ فون کی گھنٹی بج اٹھی عمران
نے ہاتھ پیچھے کر لیا۔ جب دوبار گھنٹی بجی تو اس نے ہاتھ بڑھا کر رسور
نکالیا۔

”یس“..... عمران نے راٹھور کے لہجے میں کہا۔

”کون بول رہا ہے“..... دوسری طرف سے ایک مردانہ آواز سنائی
دی لیکن بولنے والے کے مخصوص انداز سے ہی عمران سمجھ گیا کہ
دوسری طرف سے بولنے والا پی اے یا پرسنل سیکرٹری ٹائپ کا آدمی
ہے کیونکہ ایسے لوگوں کا فون پر بولنے کا ایک خاص انداز ہوتا ہے۔
”راٹھور بول رہا ہوں“..... عمران نے راٹھور کے لہجے میں جواب
دیتے ہوئے کہا۔

”چیف صاحب سے بات کرو“..... دوسری طرف سے کہا گیا اور
اس کے ساتھ ہی شاگل کی تیز آواز سنائی دی۔
”کیا پوزیشن ہے عمران اور اس کے ساتھی کی راٹھور“..... شاگل
نے تیز آواز میں کہا۔

”وہ بے ہوش ہیں سر“..... عمران نے جواب دیا۔

”اچھی طرح چیک کر لیا ہے ناں۔ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے پورا
شیطان ہے“..... دوسری طرف سے شاگل نے کہا۔

”یس سر۔ اچھی طرح چیک کر لیا ہے“..... عمران نے جواب دیا

”کیوں یہاں بھی تو فون موجود ہے وہ یہاں سے بھی تو پرائم منسٹر
کو فون کر سکتے تھے“..... عمران نے پوچھا۔

”انہوں نے فون کیا تھا لیکن پرائم منسٹر صاحب ایک انتہائی اہم
میٹنگ میں مصروف ہیں وہ دو گھنٹوں سے پہلے نہیں مل سکتے اس لئے
باس نے کہا کہ وہ تمہارے ساتھیوں کے بارے میں رپورٹیں بھی
حاصل کر لیں اور وہیں سے وہ پرائم منسٹر صاحب سے بھی بات کر لیں
گے“..... راٹھور نے کہا۔

”پرائم منسٹر سے وہ کس نمبر پر بات کرتا ہے“..... عمران نے
پوچھا تو راٹھور نے نمبر بتا دیا۔

”کیا یہ ان کا کوئی خصوصی نمبر ہے“..... عمران نے پوچھا۔
”ہاں یہ ان کا سپیشل نمبر ہے لیکن رابطہ ان کے ملٹری سیکرٹری کے
ذریعے ہوتا ہے“..... راٹھور نے جواب دیا

”کیا نام ہے ان کے ملٹری سیکرٹری کا“..... عمران نے پوچھا۔
”کرنل کرشن“..... راٹھور نے جواب دیا تو عمران نے پیر ہٹالیا
اور پھر اس سے پہلے کہ راٹھور اٹھنے کی کوشش کرتا عمران کی لات
حرکت میں آئی اور اس کے بوٹ کی ٹو خاص قوت سے اٹھنے کی
کوشش کرتے ہوئے راٹھور کی کنپٹی پر پڑی اور راٹھور چیخ مار کر نیچے گرا
ہی تھا کہ عمران کی لات ایک بار پھر حرکت میں آئی اور دوسری ضرب
کھا کر راٹھور کا جسم بے حس و حرکت ہو گیا۔ عمران نے جھک کر
راٹھور کی نبض چیک کی۔ نبض کی رفتار بتا رہی تھی کہ راٹھور کم از کم

لیکن اس کے چہرے پر طرزیہ مسکراہٹ تیر رہی تھی۔

"ان کا ہر لحاظ سے خیال رکھنا۔ ابھی ان کے ساتھیوں کے بارے میں کوئی اطلاع نہیں مل رہی اور پرائم منسٹر صاحب بھی میٹنگ میں مصروف ہیں۔" دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور عمران نے مسکراتے ہوئے ہاتھ بڑھایا اور کریڈل دبا دیا۔ چند لمحوں تک کریڈل کو دبانے کے بعد اس نے ہاتھ ہٹایا اور ٹون آنے پر اس نے تیزی سے پرائم منسٹر ہاؤس کے وہ خصوصی نمبر جو رائٹھورن نے بتائے تھے ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"یس ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر۔" رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے ایک کرخت مردانہ آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں۔ پرائم منسٹر صاحب میٹنگ سے فارغ ہوئے ہیں یا نہیں۔" عمران نے اس بار شاگل کی آواز اور لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

"ابھی تھوڑی دیر پہلے تو آپ نے فون کیا تھا اور میں نے آپ کو بتایا ہے کہ میٹنگ کم از کم ایک ڈیڑھ گھنٹہ اور چلے گی۔ پھر آپ دوبارہ کیوں پوچھ رہے ہیں۔" کرنل کرشن کا بھرتی تھا۔

"کرنل کرشن اپنی اوقات میں رہ کر بات کیا کرو سمجھے۔ میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں، تمہارا ماتحت نہیں ہوں اور یہ بھی سن لو کہ اگر میں چاہوں تو دوسرے لمحے تم سڑکوں پر جوتیاں چمٹاتے نظر آؤ گے نائنسنس۔ سوچ سمجھ کر بات کیا کرو مجھ سے۔" عمران نے حلق

کے بل چمکتے ہوئے جواب دیا۔ وہ چونکہ شاگل کی فطرت اور عادات سے اچھی طرح واقف تھا۔ اس لئے اسے معلوم تھا کہ شاگل کس موقع پر کس قسم کا رد عمل ظاہر کرتا ہے اور کس طرز کی بات کرتا ہے۔

"آئی ایم سوری۔" دوسری طرف سے کرنل کرشن نے اس بار معذرت خواہانہ لہجے میں کہا۔

"آئندہ خیال رکھنا اور سنو میں جو بات پرائم منسٹر صاحب سے کرنا چاہتا ہوں اس کے لئے مزید تاخیر نہیں ہو سکتی ورنہ کافرستان کو احتیاج بڑا نقصان بھی پہنچ سکتا ہے کہ جس کا تصور بھی تم نہیں کر سکتے اس لئے سچے بھی ہو ابھی اور اسی وقت میری بات کراؤ۔ پرائم منسٹر صاحب کو بتانا چاہتا ہے کہ میں نے ان سے ناپائیدار جنسی بات کرنی ہے۔" عمران نے جج کو قدرے نارمل بناتے ہوئے کہا۔

"بہتر میں پوچھ لیتا ہوں۔" دوسری طرف سے کرنل کرشن نے جواب دیا۔

"ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس صاحب کیا آپ لائن پر ہیں۔" سہجہ محو بعد کرنل کرشن کی آواز سنائی دی۔

"ہاں۔" عمران نے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں۔" کرنل کرشن نے کہا۔

"ہیلو چیف شاگل کیا بات ہے۔ کیا ناپائیدار جنسی ہے۔ میں تہائی اہم ترین میٹنگ میں مصروف ہوں۔ مجھے وہاں سے اٹھ کر آنا پڑا ہے۔" پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں شدید ناگواری کی ہر موجود

تھی۔

”سربات ہی ایسی ہے۔ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اچانک غائب ہو گیا ہے۔ میرے آدمیوں نے بے پناہ کوشش کے باوجود ان کے ایک آدمی کا سراغ لگایا۔ اس سے جب میں نے پوچھ گچھ کی ہے تو اس کے مطابق عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس لیبارٹری کے محل وقوع کے بارے میں پوری طرح علم ہے جس میں فارمولا موجود ہے اور عمران اور اس کے ساتھی وہیں گئے ہیں“..... عمران نے شاگل کے لہجے میں مگر مؤدبانہ انداز میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”ایسا کیسے ممکن ہے۔ نہیں یہ آدمی صرف تمہیں ڈاج دے رہا ہے“..... پرائم منسٹر نے انتہائی حتیٰ لہجے میں کہا۔

”سراس نے ناپال کی سرحد کے قریب ایک پہاڑی کا حوالہ دیا ہے جسے اس کے مطابق کوڈیں مولیٰ اتچ کہا جاتا ہے۔ اس نے بتایا ہے کہ ایکریمیا کی ایک خفیہ ایجنسی ڈیجیٹل آرمر چیکنگ سروس نے اپنے جاسوسی سیاروں کے ذریعے نہ صرف اس لیبارٹری کا سراغ لگایا تھا بلکہ اس کا نقشہ، ماڈل اور اس کے اندر موجود مشینری کی تفصیلات بھی ان کے پاس موجود ہیں اور عمران نے ان سے یہ ساری تفصیلات حاصل کر لی ہیں۔ گو مجھے خود بھی اس کی بات کا یقین نہیں آیا لیکن میں نے سوچا کہ آپ سے کنفرم کر لوں کیونکہ اس شاطر عمران کا کچھ پتہ نہیں“۔ عمران نے کہا۔

”کیا۔ کیا اس نے واقعی مولیٰ اتچ پہاڑی کا ہی کہا تھا“..... پرائم

منسٹر کے لہجے میں بے پناہ حیرت تھی۔

”یس سراس کے بتانے پر تو مجھے معلوم ہوا ہے ورنہ مجھے اس کوڈ کا کیسے پتہ چلتا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ۔ اوہ دیری بیڈ۔ ریلی دیری بیڈ۔ اس کا مطلب ہے میننگ کے دوران تم نے جو خدشہ ظاہر کیا تھا وہ درست تھا۔ یہ کوڈ ریفرنس تو واقعی درست ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ جسے ہم ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری سمجھے ہوئے ہیں وہ بھی ٹاپ سیکرٹ نہ رہی“..... پرائم منسٹر نے جواب دیا اور عمران کی آنکھوں میں چمک ابھر آئی۔ کیونکہ پرائم منسٹر نے دراصل محل وقوع کنفرم کر دیا تھا۔ اور یہی کنفرمیشن عمران چاہتا تھا۔

”پھر تو سر یہ لیبارٹری شدید خطرے میں ہے“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں اب ایسی بھی بات نہیں ہے۔ یہ لیبارٹری جس انداز میں بنائی گئی ہے وہ ہر لحاظ سے ناقابلِ تسخیر ہے۔ نہ باہر سے کوئی اندر جاسکتا ہے اور نہ اندر سے کوئی باہر آسکتا ہے۔ اس پہاڑی پر حکومت نے ایک خصوصی وحشی قبیلہ آباد کر رکھا ہے۔ یہ لوگ انتہائی وحشی ہیں اور فضا سے بھی وہاں ریڈ نہیں کیا جاسکتا۔ تم اس بارے میں فکر مت کرو۔ مجھے تو حیرت صرف اس بات کی ہو رہی تھی کہ یہ بہر حال ٹاپ سیکرٹ نہیں رہی“..... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سر“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی دوسری طرف سے رابطہ ختم ہوا تو عمران نے بھی رسیور رکھا اور تیزی سے

بیرونی دروازے کی طرف مڑ گیا۔

”کیا ہوا عمران صاحب“..... کیپٹن شکیل نے جو باہر موجود تھا عمران کے باہر آنے پر پوچھا۔

”تمہاری اطلاع کنفرم ہو گئی۔ لیبارٹری واقعی اسی جگہ ہے جہاں تمہارے دوست نے بتائی تھی۔ اب ہمیں یہاں سے نکل کر فوری طور پر میک اپ بھی کرنا ہے اور زیر و فائوٹراکسمیٹر اپنے ساتھیوں کو بھی واپس کال کرنا ہے اور پھر فوری طور پر وہاں جانے کے بھی انتظامات کرنے ہیں۔ آؤ.....“ عمران نے بیرونی پھاٹک کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”وہ رائٹور اس کا کیا ہوا۔ کیا آپ نے اسے ختم کر دیا ہے۔“ کیپٹن شکیل نے عمران کے پیچھے بڑھتے ہوئے کہا۔

”نہیں صرف بے ہوش ہے۔ میں خواہ مخواہ کی قتل و غارت کا عادی نہیں ہوں ویسے بھی وہ سیکرٹ سروس کا آدمی ہے چاہے کافرستانی ہی ہوں بہر حال ہے تو ہماری قبیل کا آدمی“..... عمران نے کہا اور کیپٹن شکیل نے اثبات میں سر ہلادیا۔

شاگل اپنے آفس میں بڑی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ اسے ابھی ابھی اطلاع ملی تھی کہ عمران اور اس کا ساتھی سپیشل پوائنٹ سے فرار ہونے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ اطلاع دینے والا اس کا نائب رائٹور خود تھا جس کی حفاظت میں وہ انہیں وہاں چھوڑ آیا تھا۔ شاگل کو رائٹور پر اس قدر غصہ آیا تھا کہ اس کا بس نہ چل رہا تھا کہ فون کے اندر سے اسے گولی مار دے اور اس غصے کے عالم میں اس نے رائٹور کو فوری دفتر آنے کا حکم دے دیا تھا اور جب سے اسے یہ اطلاع ملی تھی وہ اس طرح بے چینی اور اضطراب کے عالم میں مسلسل ٹہل رہا تھا۔ اسے اب اپنے آپ پر بھی غصہ آ رہا تھا کہ جب پرائم منسٹر نے اسے کہہ دیا تھا کہ وہ منصوبہ بندی کے چکر میں پڑنے کی بجائے براہ راست ایکشن کرے اور عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دے۔ تو اگر عمران کے دوسرے ساتھی نہ مل سکے تھے اور جن کے بارے میں

ابھی تک کوئی اطلاع نہ آئی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی کو تو گولی ماری جاسکتی تھی۔ پرائم منسٹر صاحب کی میٹنگ بھی ختم ہونے میں نہ آ رہی تھی اس کا چہرہ غصے کی شدت سے بگڑا ہوا تھا اور وہ بار بار کلائی پر بندھی ہوئی گھڑی کو دیکھتا اور ایک بار پھر اسی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہلنا شروع کر دیتا۔ ابھی وہ اسی طرح ٹہل رہا تھا کہ دروازے پر دستک کی آواز سنائی دی۔

”یس کم ان“..... شاگل نے حلق کے بل چھتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے دروازہ کھلا اور راٹھور اندر داخل ہوا۔

”تم۔ تم۔ احمق۔ نانسنس۔ ڈیم فول۔ تم سے ان بندھے ہوئے افراد کی حفاظت بھی نہ ہو سکی۔ نانسنس میں تمہیں گولی مار دوں گا“..... شاگل نے حلق کے بل چھتے ہوئے کہا لیکن راٹھور نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ سر جھکائے خاموش کھڑا رہا۔

”یہ سب کیسے ہوا۔ اب منہ سے کچھ بکو گے بھی ہی یا نہیں۔“ شاگل نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

”باس آپ کے جانے کے بعد میں آپ کے حکم کی تعمیل کے لئے جب اس کمرے میں گیا تو اندر داخل ہوتے ہی مجھ پر حملہ ہو گیا۔ میں چونکہ بے خبر تھا اس لئے مار کھا گیا۔ اگر مجھے ذرا بھی خیال ہوتا کہ یہ لوگ کسی پراسرار طور پر آزاد ہو چکے ہیں تو میں ان کی گردنیں توڑ دیتا“..... راٹھور نے رک رک کر کہا۔

”ہو نہہ گردنیں توڑ دیتے۔ نانسنس۔ نجانے کس احمق نے تم

جیسے لوگوں کو سیکرٹ سروس میں بھرتی کر دیا ہے نانسنس۔“ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر وہ تیزی سے مزے کھینچے موجود اپنی کرسی پر جا کر بیٹھ گیا اب اس کا غصے کی شدت سے بگڑا ہوا چہرہ پہلے کی نسبت کافی حد تک نارمل ہو چکا تھا۔

”ادھر بیٹھ جاؤ اور تفصیل سے بتاؤ“..... شاگل نے کہا اور راٹھور میز کی دوسری طرف رکھی ہوئی کرسی پر بیٹھ گیا۔ اب اس کے چہرے پر قدرے اطمینان کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے کیونکہ وہ شاگل کا نائب تھا اس لئے اسے شاگل کی بدلتی ہوئی کیفیات سے اس کی ذہنی روکا اندازہ آسانی سے ہو جاتا تھا۔

”پھر جب باس مجھے ہوش آیا تو میں فون والے کمرے کے فرش پر پڑا تھا اور عمران کا پیر میری گردن پر تھا۔ میں نے اٹھنے کی کوشش کی تو عمران نے اپنے پیر کو گھمایا اور باس مجھے یوں محسوس ہوا جیسے میرے جسم کی ایک ایک رگ میں جہنم کی آگ دوڑنے لگ گئی ہو۔ اس قدر خوفناک اور ناقابل برداشت تکلیف تھی کہ میں آپ کو بتا نہیں سکتا“..... راٹھور نے کہا۔

”یہ فلمی ڈائلاگ بند کرو اور آگے بتاؤ“..... شاگل نے آگے کی طرف جھکتے ہوئے ایک بار پھر غصیلے لہجے میں کہا تو راٹھور نے اسے عمران کے سواٹوں اور اپنے جوابات پوری تفصیل سے بتا دیئے۔

”ہو نہہ تو اس عمران نے تمہاری آواز میں مجھ سے یہاں بات کی تھی۔ ویری بیڈ۔ یہ شخص تو واقعی جادوگر ہے جادوگر۔ مجھے معمولی سا

بھی شک نہیں پڑسکا..... شاگل نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا لیکن راتھور نے کوئی جواب نہ دیا۔ وہ خاموش بیٹھا رہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم نے اسے پرائم منسٹر کا خصوصی منبر بتا دیا تھا اوہ کہیں اس شیطان نے وہاں فون نہ کر دیا ہو“..... اچانک شاگل نے اس طرح کرسی سے اچھلتے ہوئے کہا جیسے کرسی میں اچانک طاقتور الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگ گیا ہو۔ اس کے ساتھ ہی اس نے بجلی کی سی تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور رسیور اٹھا کر اس نے فون سیٹ کے نیچے لگا ہوا بٹن دبا کر اسے ڈائریکٹ کیا۔ اور پھر منبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

”یس ملٹری سیکرٹری ٹو پرائم منسٹر“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف سے پرائم منسٹر کے ملٹری سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

”میں شاگل بول رہا ہوں۔ کیا میں نے گزشتہ ایک گھنٹے کے دوران پرائم منسٹر صاحب سے فون پر بات تو نہیں کی“..... شاگل نے انتہائی تیز لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”جی۔ کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ آپ خود پوچھ رہے ہیں کہ آپ نے بات تو نہیں کی۔ کیا مطلب“..... دوسری طرف سے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اوہ۔ اوہ۔ تم ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے۔ جلدی بتاؤ۔ نانسنس۔ وقت مت ضائع کرو“..... شاگل نے بذیانی انداز میں چیتھے ہوئے کہا۔

”جی ہاں آپ نے بات کی ہے“..... دوسری طرف سے اس بار لہجہ خاصا تلخ تھا۔

”اوہ۔ اوہ۔ ویری بیڈ۔ پرائم منسٹر صاحب سے بات کر اؤ فوراً۔ اوہ اوہ یہ بہت برا ہوا۔ بہت برا ہوا جلدی بات کر اؤ۔ جلدی فوراً“۔ شاگل نے حلق کے بل چیتھے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ اور بولنے کا انداز اگر کوئی اجنبی آدمی دیکھ لیتا تو وہ یقیناً یہی سمجھتا کہ شاگل کا ذہنی توازن درست نہیں ہے۔

”ہیلو اب کیا بات ہے مسٹر شاگل“..... چند لمحوں بعد پرائم منسٹر کی غصے میں بھری ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ۔ اوہ۔ جناب آپ کی ایک گھنٹہ پہلے میرے ساتھ کیا باتیں ہوئی تھیں جناب۔ میرے ساتھ۔ میرا مطلب ہے جناب کہ میرے ساتھ۔ میری آواز میں“..... شاگل نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ تمہیں کیا ہو گیا ہے۔ کیا تم نشے میں آؤٹ ہو رہے ہو“۔ پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں حیرت بھی تھی اور غصہ بھی۔

”اوہ اوہ جناب دراصل ایک گھنٹہ پہلے آپ سے میری آواز میں عمران نے بات کی تھی جناب۔ اس لئے جناب میں پوچھ رہا ہوں کہ“..... شاگل نے پہلے سے بھی زیادہ بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران نے بات کی تھی کیا مطلب کون عمران۔ یہ تم کیا کہہ رہے ہو۔ کیا جہاز ذہنی توازن درست نہیں رہا“..... اس بار پرائم منسٹر نے غصے سے چیتھے ہوئے کہا۔ شاگل کی احمقانہ گفتگو سنتے ہوئے

"یس سر۔ اب تو میں خود بات کر رہا ہوں۔ سر اپنے ہیڈ کو اتر سے..... شاگل نے کہا۔

"اب میں کیسے یقین کر لوں"..... پرائم منسٹر نے کہا۔
 "اوہ اوہ جناب میں فون بند کرتا ہوں آپ مجھے ہیڈ کو اتر فون کر لیں جناب"..... شاگل نے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ بہر حال اس سے تو تفصیل سے بات ہوئی۔ اس نے لیبارٹری کے بارے میں بتایا۔ مجھے حیرت تو ہوئی کہ اسے کس طرح اس قدر ٹاپ سیکرٹ لیبارٹری کا علم ہو گیا ہے۔ بہر حال میں نے اسے بتا دیا کہ لیبارٹری ناقابل تسخیر ہے۔ اس پر وہ خاموش ہو گیا۔" پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

"سر۔ سر اس طرح اس نے آپ سے کنفرم کر لیا۔ اب وہ وہاں پہنچے گا اور لیبارٹری اب شدید خطرے میں ہے سر"..... شاگل نے کہا۔
 "نہیں ایسا ممکن نہیں۔ تم مطمئن رہو"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

"اوہ۔ اوہ یہ نئے پرائم منسٹر صاحب۔ اب انہیں کیسے سمجھایا جائے اوہ اوہ"..... شاگل نے انتہائی جھنجھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر رسیور رکھتے ہوئے وہ اس طرح سامنے بیٹھے ہوئے راٹھور کو دیکھ کر چونکا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ راٹھور بھی یہاں موجود ہے۔

"تم۔ تم یہاں کیوں بیٹھے ہو۔ کیوں بیٹھے ہو بولو۔ نائنسنس یہ میرا آفس ہے یا تمہاری آرام گاہ ہے"..... شاگل نے حلق کے بل چختے

شاید ان کی برداشت کی حد ختم ہو گئی تھی۔

"جناب وہ عمران اور اس کے ایک ساتھی کو میں نے پکڑ لیا تھا جناب اور میں نے اس سے اس کے دوسرے ساتھیوں کا پتہ چلانے کے لئے اسے ایک خصوصی پوائنٹ میں قید کر دیا تھا۔ پھر وہاں جا کر جب میں نے اس سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا کہ اسے لیبارٹری کے بارے میں علم ہے جناب اس نے پہاڑی کا کوڈ نام"..... شاگل نے تیز لہجے میں مسلسل بولتے ہوئے کہا۔

"یہ ساری باتیں پہلی کال کے دوران تم نے مجھے بتادی تھیں اب انہیں دوبارہ کیوں دوہرا رہے ہو"..... دوسری طرف سے پرائم منسٹر صاحب نے اس کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

"وہ سر میں نہیں تھا۔ وہ علی عمران تھا۔ وہ میری آواز اور لہجے میں آپ سے بات کر رہا تھا سر یہی تو میں بتانا چاہتا ہوں"..... شاگل نے ہونٹ ہینچتے ہوئے کہا۔

"یہ کیسے ممکن ہے۔ یہی آواز اور یہی لہجہ تھا۔ کیا تم مجھے احمق سمجھتے ہو"..... پرائم منسٹر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"سر یہی تو مسئلہ ہے۔ وہ آواز اور لہجوں کی اس طرح کاپی کرنے کا ماہر ہے کہ دوسرے کو معمولی سا شک بھی نہیں پڑتا"..... اس بار شاگل نے رو دینے والے لہجے میں کہا۔

"کیا اب تم اصل شاگل بول رہے ہو"..... یکھت پرائم منسٹر نے کہا۔

”سر میں شاگل بول رہا ہوں سر“..... شاگل نے اس بار مودبانہ
بلکہ خاصے مودبانہ لہجے میں بات کرتے ہوئے کہا۔

”کیا بات ہے شاگل کیا ناپ ایرجنسی ہے“..... دوسری طرف
صدر کی انتہائی باوقار آواز سنائی دی اور شاگل نے انہیں خالی پیٹ
بلنے سے لے کر چند لمحے پہلے پرائم منسٹر سے ہونے والی بات چیت تک
کی ساری روایتیں اداسی -

”اوہ ویری بیڈ - اس کا مطلب ہے کہ وہ لیبارٹری اس وقت شدید
خطرے میں ہے - حالانکہ یہ کافرستان کی سب سے اہم لیبارٹری ہے -
اس کا نقصان تو صدیوں تک پورا نہ ہو سکے گا“..... صدر نے اس بار
انتہائی تشویش بھرے لہجے میں کہا۔

”یس سر - لیکن پرائم منسٹر صاحب اس معاملے میں سنجیدہ نہیں ہو
رہے سر - وہ اسے ایزی لے رہے ہیں سر اس لئے میں نے آپ کو فون
کیا ہے کیونکہ آپ ان معاملات کو سب سے بہتر سمجھتے ہیں سر“ - شاگل
نے خوشامدانہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے تم نے اچھا کیا کہ مجھے فون کر دیا میں پرائم منسٹر
صاحب سے بات کرتا ہوں - اس بارے میں ہمیں کوئی ٹھوس لائحہ
عمل تیار کرنا ہوگا“..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو
گیا اور شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور کریڈل پر رکھ دیا
اسے یقین تھا کہ تھوڑی دیر بعد ہی پرائم منسٹر صاحب کی طرف سے کال
آئے گی اور وہی ہوا تقریباً یون گھنٹے کے انتظار کے بعد فون کی گھنٹی بج

ہوئے کہا۔
”آپ نے خود حکم دیا تھا باس“..... راتھور نے یکدم اٹھ کر کھڑے
ہوتے ہوئے کہا۔

”میں نے یہ تو نہیں کہا تھا کہ تم یہاں جم کر بیٹھ جاؤ - دفع ہو جاؤ
نالسنس“..... شاگل نے اسی طرح چبھتے ہوئے کہا اور راتھور بجلی کی
سی تیزی سے مڑا اور پھر اس طرح کمرے سے باہر نکل گیا جیسے اس کے
بچھے پاگل کتے لگ گئے ہوں۔

”نالسنس - احمق - بیٹھ جاتے ہیں افسروں کے دفتر میں -
ہونہہ“..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر اس نے
رسیور اٹھایا اور تیزی سے منبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”یس پریذیڈنٹ ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی دوسری طرف
سے ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

”چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں - پریذیڈنٹ
صاحب سے ہر صورت میں میری بات کراؤ - اٹا ناپ ایرجنسی“ -
شاگل نے اس بار انتہائی تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”ہولڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں“..... کافی دیر بعد آپریٹر کی آواز
سنائی دی۔

”ہاں“..... شاگل نے جواب دیا۔

”بات کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

انھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر سیور اٹھایا۔

”یس“..... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”وکر م بول رہا ہوں سر“..... دوسری طرف سے ایک آواز سنائی دی اور شاگل چونک پڑا۔ اس کے چہرے پر غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”براہ راست کال کیسے کر دی ہے تم نے نانسنس۔ پی اے کے ذریعے بات کیوں نہیں کی“..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”سر میں نے تو وہی نمبر ڈائل کئے ہیں میرا خیال تھا کہ پی اے سے بات ہو گی لیکن جتنا رابطہ آپ سے براہ راست ہو گیا ہے سر“۔ دوسری طرف سے وکر م نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”دوبارہ کال کرو“..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور کریڈل پر پٹخا اور ساتھ ہی اس نے فون سیٹ کے نیچے پریس شدہ بٹن کو دوبارہ پریس کر دیا۔ دوبارہ پریس ہوتے ہی آف شدہ بٹن آن ہو گیا اس طرح اب فون ان ڈائریکٹ ہو گیا تھا۔ شاگل کو خیال آگیا تھا کہ اس نے پرائیم منسٹر سے بات کرنے کے لیے خود ہی فون کو ڈائریکٹ کر دیا تھا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج انھی تو شاگل نے ایک بار پھر رسیور اٹھایا۔

”یس“..... شاگل نے اسی طرح تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”وکر م آپ سے بات کرنا چاہتا ہے سر“..... دوسری طرف سے اس کے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”بات کراؤ“..... شاگل نے کہا۔

”ہیلو سر میں وکر م بول رہا ہوں سر“..... وکر م کی مؤدبانہ آواز دوبارہ سنائی دی۔

”ہاں کیا بات ہے۔ کیوں کال کی ہے“۔ شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”باس میں نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا سراغ لگا لیا ہے“..... وکر م نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ کہاں ہیں وہ۔ جلد ہی بولو۔ کہاں ہیں“..... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

”وہ سر چارٹرڈ طیارے سے فیض آباد گئے ہیں“..... وکر م نے کہا۔

”فیض آباد۔ اوہ۔ اوہ یہ فیض آباد تو کوہ ہمالیہ کے دامن میں ہے اسی فیض آباد کی بات کر رہے ہوں ناں“..... شاگل نے چونک کر کہا۔

”یس سر“..... وکر م نے جواب دیا۔

”کس طرح معلوم ہوا کہ وہ عمران اور اس کے ساتھی ہیں۔ کتنے افراد ہیں“..... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”سردو عورتیں اور چار مرد ہیں۔ ویسے تو وہ سیاح ہیں اور مقامی افراد لگ رہے ہیں لیکن سران میں سے ایک عورت نے ایک آدمی کو عمران کہہ کر پکارا ہے۔ میں ایئر پورٹ ایک دوست سے ملنے گیا ہوا تھا میں وہاں قریب ہی ایک میز پر موجود تھا۔ عمران کا لفظ میرے کانوں میں پڑا تو میں چونک پڑا اور پھر سر میں نے اس آدمی کو غور سے دیکھا جسے عمران کہا گیا تھا تو اس کا قد و قامت واقعی عمران کی طرح ہی تھا۔

اسی وقت وہ اٹھ کر ایر بیس پر چلے گئے کیونکہ ان کا طیارہ پرواز کے لئے تیار ہو گیا تھا۔ میں نے معلومات حاصل کیں تو پتہ چلا کہ انہوں نے فیض آباد کے لئے طیارہ بک کر لیا ہے۔ میں وہیں ایر پورٹ سے ہی آپ کو کال کر رہا ہوں باس..... وکرم نے کہا۔

"کتنی دیر ہوئی ہے طیارے کو پرواز کئے ہوئے..... شاگل نے پوچھا۔

"پندرہ منٹ ہوئے ہوں گے باس..... وکرم نے جواب دیا۔

"وہاں سے اس طیارے کا نمبر اور دوسری شافٹی معلومات حاصل کرو اور یہ بھی معلوم کرو کہ طیارہ کیا راستے میں کہیں اترے گا یا براہ راست فیض آباد جائے گا اور پائلٹ کون ہے۔ پوری تفصیل معلوم کر کے مجھے فوراً کال کرو..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"یس باس..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اوہ اس طیارے کو اگر کہیں اتار لیا جائے تو ان لوگوں کو آسانی سے گرفتار کیا جاسکتا ہے..... شاگل نے بے چین سے لہجے میں کہا اسی لمحے فون کی گھنٹی ایک بار بھرنج اٹھی تو شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھا لیا۔

"یس..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں باس..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو میں شاگل بول رہا ہوں..... شاگل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"میں پرسنل سیکرٹری ٹوپرائم منسٹر بول رہا ہوں جناب اب سے دو گھنٹے بعد پرائم منسٹر صاحب نے خصوصی میٹنگ کال کی ہے۔ آپ نے اس میں شرکت کرنی ہے..... پرسنل سیکرٹری کی آواز سنائی دی۔

"اور کون کون شرکت کر رہا ہے..... شاگل نے ہونٹ مھینچتے ہوئے کہا۔

"ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ جناب کرنل جوشی پاور مینجس کی مادماریکا اور آپ کے علاوہ نارڈن سکاؤٹس کے سربراہ جناب کرنل بھنڈر شرکت کر رہے ہیں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ٹھیک ہے میں آجاؤں گا..... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا جیسے اس کے منہ میں کوئین کی گولیوں کا پورا پیکٹ موجود ہو۔ پھر جیسے ہی اس نے رسیور رکھا گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے رسیور اٹھا لیا۔

"یس..... شاگل نے کہا۔

"وکرم بات کرنا چاہتا ہے..... پی اے نے کہا۔

"اوہ ہاں جلدی بات کرنا جلدی..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"ہیلو باس وکرم بول رہا ہوں..... دوسرے لمحے وکرم کی آواز سنائی دی۔

"جلدی بولو۔ کیا معلومات حاصل کی ہیں تم نے۔ اب بکو بھی یہی ایک لمحہ قیمتی ہے..... شاگل نے چتختے ہوئے کہا۔

"باس یہ طیارہ راستے میں نگینہ کے ہوائی اڈے پر تیل لینے کے لئے تڑے گا اور پھر وہاں سے سیدھا فیض آباد جائے گا۔ پائلٹ کا نام کمپین

”ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں“..... شاگل نے پوری آن بان سے تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”میں سر حکم سر میں ایئر پورٹ مینجر سکسنیہ بول رہا ہوں“۔ دوسری طرف سے باوقار لیکن مؤدبانہ لہجے میں کہا گیا۔

”تمہارے ایئر پورٹ پرائیوٹ اہم غیر ملکی ایجنٹوں کی گرفتاری کے لئے عملہ موجود ہے“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”غیر ملکی ایجنٹوں کی گرفتاری۔ اوہ نہیں جناب یہاں تو صرف سیکیورٹی پولیس ہے جناب یہ چھوٹا سا ایئر پورٹ ہے جناب“۔ دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”اس کے لئے وہاں فوری طور پر کیا انتظامات ہو سکتے ہیں۔ لفظ فوری میں نے کہا ہے سمجھے“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”سر یہاں نگینہ چھاؤنی ہے سر وہاں سے فورس منگوائی جاسکتی ہے سر“..... ایئر پورٹ مینجر نے کہا۔

”ان کے کمانڈر کا نام اور فون نمبر بتاؤ“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”فورس کمانڈر تو کرنل راؤ ہیں“..... ایئر پورٹ مینجر نے کہا اور ساتھ ہی اس نے فون نمبر بتا دیا۔

”او کے اب سنو۔ بھوناج ایئر کمپنی کا ایک چارٹرڈ طیارہ دارالحکومت سے فیض آباد کے لئے چارٹر کرایا گیا ہے اس کے پائلٹ کا نام کیپٹن بھابھہ ہے۔ اس میں مقامی افراد کے میک اپ میں چار مرد

بھابھہ ہے“..... وکرم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے طیارے کے نمبر اور دوسرے شناختی نشانات بتا دیے۔

”کس کمپنی کا طیارہ ہے“..... شاگل نے گھڑی دیکھتے ہوئے پوچھا

”سر بھوناج ایئر کمپنی کا“..... وکرم نے جواب دیا۔

”کتنی دیر بعد یہ نگینہ میں اترے گا پوچھا ہے تم نے“..... شاگل نے چیخ کر کہا۔

”میں باس ایک گھنٹے کی پرواز کے بعد“..... وکرم نے جواب دیا۔

”او کے ٹھیک ہے“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”نگینہ ایئر پورٹ مینجر کا نمبر معلوم کر کے اس سے فوراً میری بات کراؤ۔ فوراً۔ بغیر کوئی وقت ضائع کئے“..... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

”میں باس“..... دوسری طرف سے پی اے نے کہا اور شاگل نے رسیور کریڈل پر ہیچ دیا۔

”اب میں دیکھوں گا عمران کہ تم کیسے بچ کر نکلتے ہو“..... شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا تھوڑی دیر بعد گھنٹی بج اٹھی اور شاگل نے جھپٹ کر رسیور اٹھالیا۔

”میں“..... شاگل نے کہا۔

”نگینہ ایئر پورٹ مینجر مسٹر سکسنیہ لائن پر ہیں جناب۔ بار کریں“..... پی اے کی آواز سنائی دی۔

”اب جب میں میٹنگ میں پرائم منسٹر کو عمران اور اس کے ساتھیوں کی لاشیں پیش کروں گا تب پرائم منسٹر صاحب کو میری کارکردگی کا صحیح احساس ہوگا“..... شاگل نے رسیور رکھ کر مسرت بھرے انداز میں بڑبڑاتے ہوئے کہا۔ چند لمحوں بعد فون کی گھنٹی ایک بار بھرنج اٹھی اور شاگل نے ہاتھ بڑھا کر رسیور اٹھالیا۔

”ہیں“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”کمانڈر کرنل راؤ سے بات کریں جناب“..... پی اے کی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

”ہاں بات کراؤ“..... شاگل نے کہا۔

”ہیلو ملٹری کمانڈر ننگنیہ چھاؤنی کرنل راؤ بول رہا ہوں“..... ایک بھاری سی آواز سنائی دی۔

”چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں“..... شاگل نے انتہائی رعب سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”ہیں سر“..... دوسری طرف سے کرنل راؤ کا لہجہ پہلے کی نسبت مؤدبانہ ہو گیا تو شاگل کا سینہ خود بخود کئی انچ مزید پھول گیا۔

”کرنل راؤ چھ غیر ملکی انتہائی خطرناک ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے پر ففیض آباد جاتے ہوئے راستے میں ننگنیہ ایئر پورٹ پر اتریں گے میں نے ایئر پورٹ مینجر کو تفصیلی احکامات دے دیئے ہیں۔ آپ فوراً فورس لے کر ایئر پورٹ پہنچ جائیں اور ایئر پورٹ مینجر سے مل کر ان غیر ملکی ایجنٹوں کو گرفتار کر لیں۔ لیکن یہ سن لیں کہ یہ انتہائی خطرناک

اور دو عورتیں سوار ہیں۔ یہ طیارہ ننگنیہ ایئر پورٹ پر تیل لینے کے لئے اترے گا۔ یہ چاروں افراد پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ انتہائی خطرناک ایجنٹ۔ میں نے انہیں گرفتار کرنا ہے۔ تم ایئر پورٹ پر ریڈ الرٹ کراؤ۔ جب یہ طیارہ اترے تو باہر جانے کے تمام راستے بند کر دینا۔ میں کمانڈر راؤ سے بات کرتا ہوں وہ فورس لے کر ایئر پورٹ پہنچ جائے گا اور پھر اس فورس کے ساتھ مل کر تم نے اور جہاڑی سیکورٹی پولیس نے ان چھ ایجنٹوں کو گرفتار کرنا ہے اور یہ سن لو کہ اگر یہ لوگ یا ان میں سے کوئی ایک بھی فرار ہو گیا تو تم سمیت ایئر پورٹ کے سارے عملے کو شوٹ کر دیا جائے گا“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیں سر حکم کی تعمیل ہوگی سر“..... ایئر پورٹ مینجر نے جواب دیتے ہوئے کہا تو شاگل نے جلدی سے کریڈل دبا کر چھوڑ دیا۔

”ہیں سر“..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔

”نمبر نوٹ کرو“..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ایئر پورٹ مینجر کا بتایا ہوا فون نمبر دہرایا۔

”نوٹ کر لیا“..... شاگل نے کہا۔

”ہیں سر“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”یہ ننگنیہ فوجی چھاؤنی کا نمبر ہے۔ اس کا کمانڈر کرنل راؤ ہے۔ اس سے فوراً میری بات کراؤ“..... شاگل نے کہا۔

”ہیں سر“..... دوسری طرف سے پی اے نے جواب دیا اور شاگل

نے رسیور رکھ دیا۔

ایجنٹ ہیں۔ اگر ان میں سے کوئی نکل گیا تو آپ کے خلاف کورٹ مارشل ہو سکتا ہے۔..... شاگل نے تیر لہجے میں کہا۔
 "ان کے بارے میں مزید کیا تفصیلات ہیں جناب؟..... کرنل راؤ نے کہا۔

"تفصیلات ایئرپورٹ مینجر سے معلوم کر لیں میرے پاس اتنا وقت نہیں ہے کہ میں تفصیلات بتاتا رہوں۔ میں ایئر فورس کے طیارے پر وہاں پہنچ رہا ہوں۔ اگر میں اس طیارے کے آنے سے قبل پہنچ گیا تو پھر میں خود اس اہم آپریشن کی نگرانی کروں گا ورنہ یہ آپریشن آپ نے کرنا ہے۔..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کریڈل دبایا اور پھر چھوڑ دیا۔

"یس سر..... دوسری طرف سے پی اے کی آواز سنائی دی۔
 "وائس ایئر مارشل صاحب سے بات کراؤ۔..... شاگل نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد گھنٹی بج اٹھی تو اس نے رسیور اٹھا لیا۔
 "یس..... شاگل نے تیر لہجے میں کہا۔
 "وائس ایئر مارشل جناب درشن سنگھ سے بات کریں جناب۔..... دوسری طرف سے پی اے نے کہا۔

"ہیلو شاگل بول رہا ہوں درشن سنگھ۔..... شاگل نے بے تکلفانہ لہجے میں کہا کیونکہ درشن سنگھ سے اس کے خاصے گہرے تعلقات تھے۔
 "یہ اچانک تم جیسے مصروف آدمی کو درشن سنگھ کی یاد کیسے آگئی۔ دوسری طرف سے ہنستی ہوئی آواز سنائی دی۔

"چند پاکیشیائی انتہائی خطرناک ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے پر تھینے ایئرپورٹ پہنچ رہے ہیں۔ میں نے وہاں کے ایئرپورٹ مینجر اور تھینے چھاؤنی کے کمانڈر راؤ کو ان کی گرفتاری کے لئے الرٹ کر دیا ہے۔ میں خود بھی جلد از جلد وہاں پہنچنا چاہتا ہوں اس لئے تم میرے لئے فوری طور پر کسی تیز رفتار جنگی طیارے کا بندوبست کرو۔..... شاگل نے کہا۔

"نگنہ ایئرپورٹ استابڑا نہیں ہے کہ وہاں جنگی طیارہ اتر سکے۔ اس لئے تمہیں وہاں ہیلی کاپٹر بوجانا ہوگا۔ میں تیز رفتار گن شپ ہیلی کاپٹر تمہارے لئے تیار کر ادیتا ہوں۔ تم فوراً ایئر فورس کے خصوصی ایئر پورٹ پر پہنچ جاؤ۔..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"او کے میں وہاں پہنچ رہا ہوں۔..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رسیور رکھا اور کرسی سے اٹھ کر وہ تیز تیز قدم اٹھاتا ہر دنی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

ابھی ہم کو ٹھی پہنچ کر آئندہ کے پروگرام کے سلسلے میں بات چیت ہی کر رہے تھے کہ آپ کی کال آگئی۔..... صالحہ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔
اس سے اگلی سیٹ پر بیٹھا ہوا صفدر مسکرا رہا تھا۔
”اوہ پھر تو واقعی غلط وقت پر کال ہو گئی۔ آپ کا سارا پروگرام ہی ڈسٹرب ہو گیا۔ بڑی مدت کے بعد تو یہ موقع آیا تھا۔..... عمران نے بڑے افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”کیا مطلب کیسا موقع۔..... صالحہ نے حیران ہو کر پوچھا۔
”عمران صاحب پلیر آپ مجھے تو کم از کم اس موقع کے چکر سے بازی رکھیں تو بہتر ہے۔..... عمران کے بولنے سے پہلے ہی صفدر نے منت بھرے لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔
”ارے ارے ایسا موقع تو کنوارے مرد خوابوں میں ڈھونڈتے رہتے ہیں اور تم کہہ رہے ہو کہ اس موقع سے تمہیں باز رکھا جائے۔ عجیب بد ذوق قسم کے کنوارے ہو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔
”تو آپ کا یہ مطلب تھا۔ میں نے آپ کو پہلے ہی کہا تھا کہ آپ کم از کم میرے متعلق ایسا مذاق نہ کیا کریں۔..... صالحہ نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”مذاق کیا مطلب مس صالحہ۔ میں نے کب آپ سے مذاق کیا ہے۔..... عمران نے یکفخت سنجیدہ ہوتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

”عمران صاحب آپ نے ہمیں تو کام کرنے کا موقع ہی نہیں دیا اور سب کام خود ہی کر لیا۔..... صالحہ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔ وہ سب اس وقت ایک چارٹرڈ طیارے میں سوار تھے۔ انہیں پرواز کرتے ہوئے تھوڑی ہی دیر ہوئی تھی۔ ان کی منزل کوہ ہمالیہ کے دامن میں ایک خاصا بڑا شہر فیض آباد تھا۔

”جب میں نے آپ کو کال کیا تو آپ نے تب تک کیا کام کیا تھا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے صالحہ سے پوچھا۔

”ہم ہوٹل سے نکل کر پہلے تو کافی دیر تک نگرانی کرنے والوں کو جھٹکتے رہے پھر صفدر صاحب نے ایک مارکیٹ سے نئے لباس اور میک اپ کا سامان خریدا۔ ہم نے ہاتھ رومز میں جا کر میک اپ اور لباس تبدیل کئے۔ پھر صفدر صاحب ٹیکسی میں بیٹھ کر ایک پراپرٹی سنڈیکیٹ کے دفتر گئے وہاں سے ہم رجسٹر کارلونی کی ایک کوٹھی میں پہنچے

”آپ واقعی کیفیات بدلنے میں جواب نہیں رکھتے۔ دراصل مجھے اس قسم کا مذاق پسند نہیں ہے جس سے کسی قسم کی کوئی غلط فہمی پیدا ہو جائے“..... صالحہ نے کہا۔

”فکرمات کرد ذیل ایس کا سنگل ایس بھی تمہاری طرح مذاق پسند نہیں کرتا اس لئے جو کچھ ہوگا سنجیدگی سے ہی ہوگا“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔ ظاہر ہے وہ اتنی آسانی سے کہاں باز آسکتا تھا۔

”صالحہ تم خاموش بیٹھی رہو گی تو اس شیطانی چرنے سے بچی رہو گی ورنہ یہ شخص تمہیں پاگل کر کے ہی چھوڑے گا“..... صالحہ کے ساتھ بیٹھی ہوئی جو یانے صالحہ کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

”خاموشی تو نیم رضا ہوتی ہے کیوں صفدر نیم رضا کو بھی اس معاملے میں بزرگ مکمل رضا ہی سمجھتے ہیں“..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار ہنس پڑا۔

”مس صالحہ میری بہن ہیں عمران صاحب“..... صفدر نے زچ ہوتے ہوئے کہا۔

”بالکل ہوں گی میں مانتا ہوں لیکن وہ جو ایک موقع آتا ہے ناں۔ رنگین موقع اس کے بعد رشتے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ ورنہ پہلے تو سب ہی دینی لحاظ سے بہن بھائی ہی ہوتے ہیں“..... عمران بھلا کب باز آنے والا تھا۔

”عمران صاحب آپ نے اس کو ڈیہاڑی کا اصل نام ٹریس کر لیا ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے مداخلت کرتے ہوئے کہا اور

صفدر نے اسے بڑی ممنونانہ نظروں سے دیکھا کہ اس کی اس بات کی وجہ سے یقیناً موضوع بدل جائے گا۔

”ٹریس تو نہیں کیا لیکن میرا خیال ہے کہ اس کا نام رنگین موقع نہ ہی ہوگا۔ یا پھر ڈبل ایس“..... عمران نے جواب دیا۔ ظاہر ہے وہ بھی سمجھتا تھا کہ کیپٹن شکیل نے یہ بات کیوں کی ہے۔

”عمران صاحب میں نے اس پر غور بھی کیا ہے اور ایئر پورٹ سے میں نے کوہ ہمالیہ اور اس کے ارد گرد کے علاقوں کا تفصیلی نقشہ بھی خرید لیا ہے۔ میرا خیال ہے کہ جس کا کوڈ نام مولی ایچ ہے اس پہاڑی کا اصل نام ماؤنٹ ہارڈ ہے۔ اس نام کا ایک علاقہ نقشے میں موجود ہے جو نپال کی سرحد پر ہے“..... کیپٹن شکیل نے اسی طرح انتہائی سنجیدہ جج میں کہا۔

”اگر یہ کوڈ اتنا ہی آسان ہوتا کیپٹن شکیل تو اس جیسی انتہائی خفیہ لیبارٹری کو ایک بچہ بھی ٹریس کر لیتا“..... عمران نے کہا۔

”اوہ تو کیا یہ کوئی خصوصی کوڈ ہے“..... کیپٹن شکیل نے چونک کر پوچھا۔ باقی ساتھی بھی اب پوری طرح متوجہ ہو گئے تھے۔ سب کے جہروں پر سنجیدگی کی تہہ چرہ گئی تھی۔

”ہاں تم نے تو صرف پہلے حروف سے نام ٹریس کر لیا۔ مولی کو ماؤنٹ بنا دیا اور ایچ سے ہارڈ“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ہاں میرا تو خیال یہی تھا“ کیپٹن شکیل نے اعتراف کرتے ہوئے کہا۔

ہے۔ ناپال کی سرحد پر تو نہیں ہے اور میرا خیال ہے کہ کافرستانی اتنے احمق نہیں ہو سکتے کہ شوگران کی سرحد پر اس قدر اہم لیبارٹری تیار کرائیں اور وہ خفیہ بھی رہ جائے۔..... کیپٹن شکیل نے ہاتھ میں بکڑی ہوئی میپ بک کو دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ واقعی احمق نہیں ہیں۔ یہ اعزاز تو صرف پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ہی حاصل ہے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”خبردار اگر آئندہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کی توہین کی تو۔ ساری دنیا ہماری ذہانت کا لوہا مانتی ہے۔..... جو لیا نے فوراً ہی غصیلے لہجے میں کہا۔

”بالکل مانتی ہوگی لیکن اس میں تمہارا کوئی کریڈٹ نہیں ہے لوہا دھات ہی ایسی ہے کہ اپنے آپ کو خود منوالیتی ہے۔..... عمران نے جواب دیا اور اس بار سب بے اختیار قہقہہ مار کر ہنس پڑے۔

”عمران صاحب آپ کی اس بات سے تو یہ ظاہر ہوتا ہے کہ چمولی بھی درست نام نہیں ہے پھر۔..... کیپٹن شکیل نے سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں یہ کوڈ بنایا ہی اس لئے گیا ہے کہ اگر کوئی یہ مخصوص کوڈ جانتا بھی ہو تو وہ بھی چمولی میں نگر میں مارتا پھرے۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”تو پھر اصل جگہ کہاں ہے۔ آخر آپ وہاں جا رہے ہیں تو لامحالہ آپ نے کوئی منزل تو ذہن میں رکھی ہی ہوگی۔..... کیپٹن شکیل نے

”یہ ایک خصوصی کوڈ ہے کیپٹن شکیل۔ اس کی سب سے بڑی پہچان ہی یہی ہے کہ اس میں ایک لفظ اصل اور دوسرا لفظ بدل بھی دیا جاتا ہے اور اسے انگریزی حروف تہجی سے لکھا جاتا ہے۔..... عمران نے کہا۔

”آپ کا مطلب ہے کہ یہ کوڈ وہاں استعمال ہوتا ہے جہاں دو لفظ ہوں۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”نہیں اگر ایک لفظ ہو تو ایک حصہ وہی اور دوسرا حصہ بدل دیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ بھی اس میں خاص قسم کی تبدیلی کی جاتی ہے۔ بہر حال تفصیل تو کسی اور وقت بتاؤں گا۔ اصل میں یہ لفظ چمولی ہے جسے کوڈ میں مولی اتچ بنایا گیا ہے۔ آخری حصہ مولی قائم رکھا گیا ہے لیکن چمولی میں پہلے جم آتا ہے اور جم کو انگریزی میں سی سے لکھا جاتا ہے اور سی کا متبادل کوڈ میں اتچ ہوتا ہے اس طرح اسے مولی اتچ بنالیا گیا۔“ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”لیکن سی سے صرف جم ہی تو نہیں بنتا اور بھی الفاظ بن سکتے ہیں۔..... صفدر نے کہا۔

”ہاں بن سکتے ہیں لیکن مولی کا لفظ بنیادی ہے۔ اب اگر تم نقشے کو غور سے دیکھو تو اس میں مولی کے ساتھ اس کوڈ کے تحت چمولی ہی ایک علاقہ آتا ہے اور کوئی نام بھی ایسا نہیں ہے جو اس ترتیب پر پورا اترتا ہو۔..... عمران نے کہا تو صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”ہاں چمولی واقعی ایک جگہ کا نام ہے لیکن یہ تو شوگران کی سرحد پر

بجائے زچ ہونے کے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”ظاہر ہے میں نے تو ذہن میں منزل رکھی ہوئی ہے۔ ویسے ایک بات ہے کہ میں بھی چمولی کے چکر میں پھنس جاتا لیکن جب میں نے شاگل کے لہجے میں وزیراعظم سے بات کی تو وزیراعظم نے ایک اشارہ دے دیا کہ وہاں جنگی وحشی قبیلے آباد ہیں اور یہ مجھے معلوم ہے کہ کافرستان میں صرف ایک علاقہ ایسا ہے جہاں یہ وحشی قبیلے اب بھی آباد ہیں اور یہ سارا علاقہ کافرستان ناپال کی سرحد پر واقع کوہ ہمالیہ کی انتہائی دشوار گزار پہاڑیوں میں ہے۔ اس بڑے علاقے کا نام سرسار ہے۔ اسے عام طور پر سلسلہ سرسار کہتے ہیں۔ اس سلسلے میں ایک پہاڑی السبتہ ایسی ہے جس کا نام لٹوئی ہے۔ یہ پہاڑی فیض آباد سے تقریباً ڈیڑھ سو کلومیٹر دور انتہائی گھنے جنگل کے اندر ہے“..... عمران نے اس بار انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ یعنی لٹوئی کو چمولی بنا دیا گیا ہے“..... کیپٹن شکیل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”ہاں اور یہ بھی بتا دوں کہ یہ لٹوئی انتہائی دشوار گزار علاقہ ہے۔ وہاں تک جانے کے لئے ہمیں خصوصی انتظامات کرنے ہوں گے“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوئی اچانک کاک پٹ کا دروازہ کھلا اور سیکنڈ پائلٹ دروازے سے نکل کر ان کی طرف آیا۔

”کیپٹن صاحب آپ کو کاک پٹ میں یاد کر رہے ہیں جناب ایک

اہم بات کرنی ہے“..... سیکنڈ پائلٹ نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”اچھا کہیں راستہ تو نہیں بھٹک گیا تمہارا کیپٹن“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سیکنڈ پائلٹ بے اختیار ہنس پڑا۔ عمران کاک پٹ میں پہنچ کر پائلٹ کے ساتھ سیکنڈ پائلٹ کی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”یہ کیپٹن“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیا آپ غیر ملکی ایجنٹ ہیں“..... کیپٹن نے عمران کی طرف غور سے دیکھتے ہوئے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”غیر ملکی ایجنٹ کیا مطلب۔ کیا آپ کی کمپنی نے ہمارے کاغذات چیک نہیں کئے“..... عمران کا لہجہ یقیناً سرد ہو گیا۔

”آپ میں سے کسی صاحب کا نام عمران بھی ہے“..... پائلٹ نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”آپ کو یہ سب باتیں کس نے بتائی ہیں۔ آپ پلیز ذرا کھل کر بات کریں“..... عمران نے کہا۔

”مجھے ابھی ابھی اپنی کمپنی کی طرف سے کال آئی ہے جس میں بتایا گیا ہے کہ ہماری پرواز کے فوراً بعد ایک آدمی نے وہیں ایئرپورٹ پر پوچھ گچھ کی کاغذات دیکھے۔ منزل معلوم کی۔ میرا نام کمپنی کا نام وغیرہ معلوم کیا۔ اس آدمی نے بتایا کہ اس کا تعلق سیکرٹ سروس سے ہے اور اس پرواز پر غیر ملکی ایجنٹ سفر کر رہے ہیں جن کے لیڈر کا نام عمران ہے لیکن ہماری کمپنی نے اس بات کی پرواہ نہ کی کیونکہ کافرستان میں

بے شمار پرائیویٹ ایر کسپنیاں ہیں جو ہماری کمپنی کو نقصان پہنچانے کی غرض سے ایسی باتیں مختلف افراد سے کہلاتی رہتی ہیں۔ لیکن پھر ایر فورس ہیڈ کوارٹر سے کال آئی اور ہماری اس پرواز کے بارے میں پوچھا گیا کہ ہماری پرواز اس وقت کہاں ہے اور کس وقت ننگینے کے ہوائی اڈے پر تیل لینے کے لئے اترے گی۔ اس پر کمپنی کنفرم ہو گئی۔ چنانچہ مجھے اطلاع دی گئی ہے کہ میں ننگینے ایر پورٹ پر لینڈ کرنے کے بعد کمپنی کے ہیڈ کوارٹر سے مزید اطلاع ملنے کے بعد ہی آگے سفر کروں میں نے سوچا کہ آپ سے پوچھ لوں کہ کیا واقعی ایسی بات ہے۔“ کیپٹن نے کہا۔

”اگر واقعی ایسی بات ہوتی کیپٹن تو آپ کیا کر لیتے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں آپ کی مدد کرنا چاہتا ہوں“..... کیپٹن نے کہا۔

”غیر ملکی ایجنٹوں کی مدد نہیں کی جاتی کیپٹن ان کا خاتمہ کیا جاتا ہے آپ بے فکر رہیں۔ ہم نہ ہی غیر ملکی ایجنٹ ہیں اور نہ ہمارا غیر ملکی ایجنٹوں سے کوئی تعلق ہے۔ ہم تو سیاح ہیں اور ہمارے کاغذات سو فیصد درست ہیں اور ہم انہیں درست ثابت بھی کر سکتے ہیں۔ یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے جو جلد ہی دور ہو جائے گی۔ آپ اطمینان سے جہاز چلائیں اور کسی قسم کی فکر مت کریں“..... عمران نے پائلٹ کے کاندھے پر تھپکی دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اٹھ کھڑا ہوا اس نے دیکھ لیا تھا کہ عمران کی بات سن کر پائلٹ کے چہرے پر

گہرے اطمینان کے تاثرات پھیل گئے تھے۔
 ”وہیے ہمیں ننگینے ایر پورٹ تک پہنچنے میں کتنی دیر لگے گی۔“
 عمران نے بیرونی دروازے کی طرف مڑتے مڑتے رک کر پوچھا۔
 ”ابھی نصف گھنٹے کی پرواز باقی ہے“..... پائلٹ نے جواب دیا۔
 ”اوکے“..... عمران نے کہا اور مڑ کر کاک پٹ سے نکل کر اپنے ساتھیوں کی طرف آگیا۔

”کیا ہوا“..... سب نے عمران کے چہرے پر سنجیدگی دیکھتے ہوئے کہا۔

”ہمیں ٹریس کر لیا گیا ہے۔ کیپٹن تشکیل تم نے بتایا تھا کہ تمہارے پاس اس سارے علاقے کا نقشہ ہے۔ ذرا دکھاؤ مجھے“۔ عمران نے واپس کر سی پر بیٹھتے ہوئے کہا تو کیپٹن تشکیل نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی میپ بک عمران کی طرف بڑھادی۔ عمران نے اسے لیا اور پھر کھول کر اسے دیکھنے لگا۔ سب ساتھیوں کے چہروں پر گہری سنجیدگی طاری تھی۔ عمران کافی دیر تک بک کے مختلف صفحے پلٹتا رہا۔ پھر اس نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے بک بند کر دی۔

”اور کوئی صورت نہیں ہے سوائے کریش لینڈنگ کے“۔ عمران نے کہا تو سب ساتھی چونک پڑے۔

”ہوا کیا ہے۔ کچھ بتاؤ گے بھی جی“..... جو لیانے کہا۔

”ہمارے جہاز نے آدھے گھنٹے کی پرواز کے بعد ننگینے میں اترنا ہے تاکہ وہاں سے تیل لے کر دوبارہ پرواز کر کے فیض آباد پہنچے لیکن

عذہ اور کوئی قریبی اڈہ ہی نہیں ہے اس لئے اب ہمیں کریش لینڈنگ کرنی پڑے گی..... عمران نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
 ”اگر ایسا ہے عمران صاحب تو پھر ہمیں فوری ایکشن لے لینا چاہیے۔“ صفدر نے کہا۔

”ہاں ورنہ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ایر فورس کے طیارے ہمیں گھیر میں۔ میرا خیال ہے کہ ابھی وہ لوگ ہمارے متعلق پوری طرح کنفرم نہیں ہوئے ورنہ وہ اس طیارے کو ہی میزائل مار کر اڑا دیتے۔ یہ ان کے لئے زیادہ آسان بات ہوتی“..... جو لیانے کہا۔

”لیکن طیارہ اس وقت پہاڑی علاقے میں داخل ہو چکا ہے۔ گوا بھی اس سلسلے میں پہاڑی ٹیلے ہیں۔ پہاڑ نہیں آئے لیکن یہ ہیلی کاپٹر نہیں خیارہ ہے اس لئے اس کی کریش لینڈنگ کے لئے ہمیں خصوصی پہاڑی تلاش کرنا پڑے گا اور جہاں تک میرا خیال ہے ایر فورس والے اب اڈار پر ہمیں باقاعدہ چیک کر رہے ہوں گے اور جیسے ہی طیارے نے روٹ تبدیل کیا وہ اسے اڈوانے کا بھی فیصلہ کر سکتے ہیں“..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہاں ایمرجنسی پیرا شوٹ تو ہوں گے۔ کیا ہم طیارے سے کود نہیں سکتے“..... صالحہ نے کہا۔

”دن کا وقت ہے۔ وہ اس سارے علاقے کو گھیر لیں گے اور پھر ہم مارے جائیں گے“..... عمران نے جواب دیا۔

”میرا خیال ہے کہ ہمیں اطمینان سے نگینہ ایر پورٹ تک چلے جانا

سیکڑ سروس نے ہمیں ٹریس کر لیا ہے اور اس نے ایر فورس سے رابطہ کیا ہے۔ ایر فورس نے پرواز کے نگینہ پہنچنے کے وقت کو کمپنی سے کنفرم کیا ہے اور کمپنی نے اپنے پائلٹ کو ہوشیار کیا ہے اور پائلٹ نے اپنی سادگی یا حماقت کی وجہ سے ہمیں ساری بات بتا دی ہے۔ میں اسے سادگی یا حماقت اس لئے کہہ رہا ہوں کہ جب اسے بتا دیا گیا کہ اس کے جہاز میں غیر ملکی ایجنٹ ہیں تو اس نے اپنے طور پر ہمیں بے بس کرنے کا پروگرام بنایا۔ مجھے معلوم ہے کہ پرائیویٹ کمپنیوں کے چارٹرڈ جہازوں کو ہائی جیکنگ سے بچانے کے لئے خصوصی انتظامات کئے جاتے ہیں۔ ان انتظامات میں کاک پٹ کے دروازے کا جام ہو جانا۔ بے ہوش یا بے حس کر دینے والی گیس کا مسافروں والے حصے میں اچانک فائر کرنا یا بے ہوش کر دینے والی ریز فائر کرنا۔ بہت سے طریقے استعمال کئے جاتے ہیں۔ اگر پائلٹ اچانک ایسا کر دیتا تو یقیناً ہم بے بس ہو جاتے لیکن اس نے پہلے ہم سے کنفرم کرنے کی کوشش کی اور اس نے مجھے یہ کہہ کر چکر دینے کی کوشش کی کہ اگر ہم واقعی غیر ملکی ایجنٹ ہیں تو وہ ہماری مدد کرنا چاہتا ہے لیکن میں نے اسے تسلی دے دی ہے کہ یقیناً کوئی غلط فہمی ہوئی ہے ہم ایسے نہیں ہیں۔ میں چاہتا تو وہیں اس سے اور سیکنڈ پائلٹ دونوں سے نمٹ کر جہاز پر قبضہ کر لیتا لیکن میں یہ دیکھنا چاہتا تھا کہ جہاز میں موجود تیل کی پوزیشن کے لحاظ سے جہاز کو نگینہ ایر پورٹ کے علاوہ اور کسی قریبی اڈے پر اتارا جاسکتا ہے یا نہیں۔ اب میں نے چیک کر لیا ہے کہ نگینہ کے

چلے۔ وہاں لامحالہ یہ لوگ ہمیں گرفتار کریں گے وہاں ان سے آسانی سے منٹ لیا جائے گا۔..... اس بار تنویر نے کہا۔

”ان حالات میں تنویر کی رائے درست ہے۔ ہم وہاں سے زیادہ آسانی سے نکل جائیں گے اور فاصلہ بھی طے ہو جائے گا۔ ٹھیک ہے اب آپ لوگ بہر حال ہوشیار رہیں گے۔..... عمران نے فیصلہ کیا لہجے میں کہا تو تنویر کے چہرے پر فخرانہ مسکراہٹ تیرنے لگ گئی۔

”وہ لوگ ہمیں دیکھتے ہی گولی سے نڈا دیں۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ وہ طیارے کے اندر آکر ہمیں گرفتار کریں اور پھر باہر نکال کر گولی مار دیں۔..... صالحہ نے کہا۔

”موت زندگی اللہ کے ہاتھ میں ہے مس صالحہ۔ اس لئے بے فکر رہو جو لمحہ ہمارے لئے لکھا گیا ہے اس سے پہلے موت خود ہماری زندگی کی حفاظت کرے گی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور صالحہ نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ تھوڑی دیر بعد پائلٹ کی طرف سے اعلان ہونے لگ گیا کہ جہاز دس منٹ بعد انگلیہ ایئر پورٹ پر اترنے والا ہے اس لئے سب بیلیٹس باندھ لیں۔

”بیلیٹس باندھنے کو محاورہ ٹاکریں کس لینا ہی کہتے ہیں اس لئے کمریں کس لو۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار مسکرا دیئے۔

”کیا ہم فوراً جہاز سے باہر چلے جائیں گے۔..... صفدر نے پوچھا۔

”نہیں جہاز نے یہاں صرف تیل لینے کے لئے اترنا ہے اس لئے ہم

جہاز کے اندر ہی رہیں گے ہاں اگر ہمیں گرفتار کر کے باہر لے جایا گیا کسی اور بہانے سے تو پھر ہم اسی طرح اطمینان سے باہر جائیں گے۔ سرری کو شش بہر حال یہی ہوگی کہ ہم آخری لمحے تک انہیں یقین دلاتے رہیں کہ ہم غیر ملکی ایجنٹ نہیں ہیں۔..... عمران نے کہا اور بے اثبات میں سر ہلا دیئے۔ دس منٹ بعد جہاز ایک چھوٹے سے رازی ایئر پورٹ پر اتر گیا۔

”آپ لوگ اگر باہر جانا چاہیں تو جا سکتے ہیں۔ ہمیں یہاں تیل لینے کے لئے ایک گھنٹہ رکنا ہوگا۔..... پائلٹ کی طرف سے اعلان کیا

یا۔

”اوکے آؤ ساتھیو۔ ایک گھنٹہ یہاں بورہونے سے بہتر ہے باہر کی سرے کی جائے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھی جو بیلیٹیں کھول چکے تھے اٹھ کھڑے ہوئے۔ تھوڑی دیر بعد جہاز کا دروازہ کھل گیا اور بہر سیزھی لگا دی گئی۔ وہ سب ایک ایک کر کے جہاز سے نیچے اتر گئے۔ ایک چھوٹا سا ایئر پورٹ تھا۔ تقریباً چاروں سائیڈوں پر ہی چھوٹی چھوٹی پہاڑیاں نظر آرہی تھیں لیکن ان کی بلندی زیادہ نہ تھی۔ یہ ساری پہاڑیاں خشک اور بنجر تھیں۔ ایک طرف ایئر پورٹ ٹرمینل اور ساتھ ہی ایک چھوٹی سی عمارت تھی۔ طیارہ اس عمارت کے قریب ہی رکا تھا اس لئے جہاز سے نیچے اتر کر وہ اطمینان سے چلتے ہوئے عمارت کی طرف بڑھ گئے۔ عمارت کے پہلے ہال میں صرف چند افراد ہی نظر آرہے تھے۔ بھی وہ ہال کے درمیان پہنچے ہی تھے کہ اچانک ہال کی دائیں دیوار میں

موجود بند دروازہ کھلا اور ایک لمبے قد بھاری چہرے والا باوردی کرتھ ہال میں داخل ہوا۔ اس کے پیچھے دو کیپٹن تھے لیکن یہ عام فوجی تھے ایسے فورس کے آدمی نہ تھے۔ دوسرے لمحے ارد گرد سے جیسے فوجی اہل سے پڑے۔ تقریباً ڈیڑھ سو کے قریب فوجی ہاتھوں میں جدید مشین گنیں سنبھالے اندر آئے اور انہیں چاروں طرف سے گھیر لیا گیا۔

”یہ سب کیا ہے“..... عمران نے حیران ہو کر ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”میرا نام کرنل راؤ ہے اور میرا تعلق گلنہ چھاؤنی سے ہے۔ آپ سب حراحت میں ہیں۔ اگر آپ نے معمولی سی بھی غلط حرکت کی تو ہمیں بہر حال اجازت ہے کہ آپ کو گولی مار دی جائے“..... اس کرنل نے بڑے سرد لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس جرم میں کرنل راؤ آپ تو مجھے خاصے سنجیدہ اور تجربہ کار آفیسر نظر آ رہے ہیں“..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اعلیٰ افسران کا حکم ہے۔ مزید ہمیں کچھ معلوم نہیں ہے۔ آئیے آپ کو ہمارے ساتھ چھاؤنی چلتا ہوگا“..... کرنل راؤ نے جواب دیا اور واپس بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

”ٹھیک ہے ہم اپنے سفر نامے میں گلنہ چھاؤنی کی سیاحت پر بھی باقاعدہ باب لکھ دیں گے آؤ“..... عمران نے مڑ کر اپنے ساتھیوں سے کہا اور پھر وہ فوجیوں کے گھیرے میں بیرونی دروازے کی طرف بڑھ گئے۔ ایئر پورٹ سے باہر چار فوجی ٹرک ایک فوجی ویگن اور ایک جیپ

موجود تھی عمران اور اس کے ساتھیوں کو اس ویگن میں بٹھایا گیا۔ ان کے ساتھ دو مسلح فوجی بیٹھ گئے۔ جب کہ دونوں کیپٹن اور کرنل جیپ میں سوار ہو گئے اور باقی فوجی ٹرکوں میں بیٹھ گئے۔ اس طرح یہ قافلہ ایئر پورٹ سے روانہ ہو گیا۔ سب سے آگے جیپ تھی۔ اس کے پیچھے ویگن اور اس کے پیچھے ملز کی ٹرک۔

”یہاں سے چھاؤنی کتنے فاصلے پر ہے“..... عمران نے ساتھ بیٹھے ہوئے فوجی سے مخاطب ہو کر کہا۔

”دس بارہ میل ہے“..... فوجی نے جواب دیتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھ کر مخصوص انداز میں سر کو جھٹکا اور ڈرائیور کے قریب بیٹھا ہوا تنویر اور زیادہ قریب کھسک گیا اور پھر جیسے ہی یہ قافلہ ایک موڑ مڑا اچانک عمران اور صفدر دونوں نے فوجی سپاہیوں کے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی گنیں ان سے جھپٹ لیں اور اس سے پہلے کہ وہ سنبھلتے دونوں ہی چپختے ہوئے نیچے فرش پر جا گرے۔ ادھر تنویر کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فوجی ڈرائیور بری طرح جھپٹا ہوا آگے کی طرف جھکا اور تنویر نے سیزنگ پکڑ لیا۔ صالحہ نے بجلی کی سی تیزی سے فوجی کو گھسیٹ کر سیٹ سے نیچے ڈالا اور تنویر نے اس کی سیٹ سنبھال لی۔ ڈرائیور کی گردن ٹوٹ چکی تھی اور یہی حال عقبی طرف بیٹھے ہوئے دونوں فوجیوں کا ہوا تھا۔ عمران اور صفدر نے ان کے ہاتھوں سے گنیں چھینتے ہوئے ان کی گردنوں پر وار کیا تھا اور دونوں

س کے ساتھ ہی ویگن ایئرپورٹ کی عمارت کے سامنے رکی اور وہ سب جھل کر نیچے اترے اور پھر دوڑتے ہوئے ایئرپورٹ کی عمارت میں داخل ہو گئے۔ ان کا رخ رن وے کی طرف تھا۔ گیٹ پر موجود مسلح دربانوں نے انہیں دیکھتے ہی گنیں سیدھی کرنا چاہیں لیکن دوسرے لمحے تروتزاہٹ کی تیز آوازوں کے ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور دربان چپختے ہوئے نیچے گرے ہی تھے کہ کیپٹن شکیل جو لیا اور صالحہ نے جھپٹ کر ان کے ہاتھوں سے گرتی ہوئی مشین گنیں جھپٹ لیں اور دوسرے لمحے وہ سب دوڑتے ہوئے رن وے میں داخل ہوئے۔ اسی لمحے انہیں فضا میں ایئر فورس کا ایک گن شپ ہیلی کاپٹر دور سے آتا ہوا دکھائی دیا۔

”سائیڈوں میں ہو جاؤ۔ عقب کا خیال رکھو۔ اگر یہ گن شپ ہیلی کاپٹر یہاں اترے تو ہم نے اس پر قبضہ کرنا ہے“..... عمران نے چیخ کر کہا اور وہ سب سائیڈوں پر ہوتے چلے گئے لیکن گن شپ ہیلی کاپٹر بجلی کی سی تیزی سے اڑتا ہوا ان کے سروں سے گزر کر آگے بڑھتا چلا گیا۔

”آؤ وہ ہیلی کاپٹر موجود ہے“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے اس ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑے۔ ان کو لے آنے والا طیارہ بھی وہاں موجود تھا لیکن وہ اس کی طرف متوجہ نہ ہوئے ایئرپورٹ کی عمارت کی طرف سے ان پر نہ ہی کوئی فائر کیا گیا تھا اور نہ ہی کوئی آدمی ان کے عقب میں آیا تھا۔ ہیلی کاپٹر کے قریب کوئی آدمی موجود نہ تھا۔

چپختے ہوئے نیچے گرے تھے اور صرف چند لمحے ہی تڑپ سکے تھے۔

”صفدر تم نے سامنے جیب کے دونوں عقبی ٹائر برسٹ کرنے ہیں اور میں عقبی ٹرک کے سامنے والے دونوں ٹائر برسٹ کروں گا اور تنویر جیسے ہی فائرنگ ہو تم نے ویگن کو بجلی کی سی تیزی سے چکر دے کر واپس لے جانا ہے۔ جب تک یہ لوگ سنبھلیں ہم ان کی گنوں کی ریخ سے نکل جانا چاہتے ہیں“..... عمران نے کہا اور پھر تیزی سے وہ ویگن کے عقبی دروازے کے قریب آگیا۔ جب کہ صفدر اٹھ کر سامنے کے رخ کی طرف بڑھ گیا۔

”فائر“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین گنوں کی تروتزاہٹ کے ساتھ ہی ویگن کے آگے اور پیچھے خوفناک دھماکے ہوئے اس کے ساتھ ہی ویگن کسی لٹو کی طرح گھومی اور دوسرے لمحے بجلی سے بھی زیادہ تیز رفتاری سے عقبی ٹرک کی سائیڈ سے نکل کر واپس ایئرپورٹ کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ ٹرک اچانک ٹائر برسٹ ہونے کی وجہ سے دائیں طرف کو گھوم کر سڑک سے نیچے اتر گیا تھا اس لئے سڑک ایک لحاظ سے خالی ہو گئی تھی۔ ان کے عقب میں فائرنگ ہوئی لیکن تب تک ویگن فائرنگ ریخ سے باہر پہنچ چکی تھی اور پھر دس منٹ کی تیز ڈرائیونگ کے بعد وہ ایئرپورٹ کی حدود میں داخل ہو گئے۔

”ایئرپورٹ پر میں نے ایک ہیلی کاپٹر کو دیکھا تھا ہم نے اس پر قبضہ کرنا ہے۔ جو روکنے کی کوشش کرے گوی سے اڑا دینا لیکن بلا ضرورت قتل و غارت کی ضرورت نہیں ہے“..... عمران نے کہا اور

”پہلے مجھے چیک کرنے دو اس میں تیل بھی ہے یا نہیں اور یہ ورکنگ آرڈر میں بھی ہے یا نہیں“..... عمران نے کہا اور اچھل کر ہیلی کاپٹر پر سوار ہو گیا۔ پائلٹ سیٹ پر بیٹھ کر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے حرکت میں آئے۔

”آجاؤ۔ آجاؤ۔ یہ بالکل اوکے ہے“..... عمران نے چیخ کر کہا اور اس کے ساتھی تیزی سے اس پر سوار ہونے لگے عمران نے اس کا انجن آن کر دیا تھا اور جیسے ہی اس کے ساتھی ہیلی کاپٹر پر بیٹھے۔ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں اٹھتا چلا گیا لیکن نہ ہی ٹرینٹل سے کسی نے ان سے رابطہ کیا اور نہ ان کے پیچھے کوئی آیا۔ عمران ہیلی کاپٹر کو کافی بلندی پر لے آیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اس کا رخ جنوب کی طرف موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے اڑاتا چلا گیا۔

”کیا ہمارا تعاقب نہیں کیا جائے گا“..... عمران کے ساتھ بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

”بالکل کیا جائے گا لیکن تب تک ہم ایک اور بڑے شہر مالٹی کے نواح میں پہنچ چکے ہوں گے اور پھر وہاں سے نکلنا ہمارے لئے آسان ہوگا“..... عمران نے کہا اور صفدر نے اشبات میں سر ہلادیا۔ تقریباً دس منٹ کی تیز ترین پرواز کے بعد اچانک ٹرانسمیئر سے ٹوٹوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں اور عمران نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیئر آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو کون ہیلی کاپٹر کو پائلٹ کر رہا ہے اور“..... ایک مجموعی ہوئی آواز سنائی دی۔

”پائلٹ ہی کر سکتا ہے۔ اب کو جوان تو ہیلی کاپٹر چلانے سے رہا اور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”فوراً ہیلی کاپٹر کو واپس ننگینہ ایرپورٹ پر لے آؤ۔ ورنہ ہیلی کاپٹر ہٹ کر دیا جائے گا فوراً موڑو اسے اور“..... دوسری طرف سے چھتے ہوئے کہا گیا۔

”آپ کہاں بیٹھ کر یہ نادر شاہی احکامات جاری کر رہے ہیں جناب اور“..... عمران نے کہا۔

”ایرپورٹ ٹرینٹل سے۔ جلدی واپس آؤ اور“..... دوسری طرف سے اسی طرح چھتے ہوئے لہجے میں کہا گیا۔

”اس کا مطلب ہے کہ آپ کو گھر سے سوتے ہوئے اٹھا کر لایا گیا ہے۔ کیا نام ہے آپ کا اور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں کہہ رہا ہوں ہیلی کاپٹر کو واپس لے آؤ ورنہ ایرپورس کے گن شپ ہیلی کاپٹر تمہیں گھیر لیں گے اور پھر تم ہٹ کر دیئے جاؤ گے اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”آپ شاید ابھی تک نیند میں ہیں اور خواب دیکھ رہے ہیں۔ ننگینہ کے ارد گرد ایرپورس کا اڈہ نہیں ہے اور اگر ہو بھی سہی تو ہمیں تو خود گن شپ ہیلی کاپٹر کی سخت ضرورت ہے۔ بلکہ ایسا کرو ایک گن شپ ہیلی کاپٹر بھجوا بی دو۔ تمہاری بڑی مہربانی ہوگی اور اینڈ آل۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیئر آف کیا اور پھر ہیلی کاپٹر کی

تک پہنچے تھے کہ برآمدے میں ایک لمبے قد کا نوجوان نکل آیا۔
 "باس یہ ناثران کے مہمان ہیں"..... دروازے پر آنے والے
 نوجوان نے کہا تو وہ چونک پڑا۔
 "اوہ اوہ آپ آئے۔ اندر آجیئے"..... اس نوجوان نے کہا اور تیزی
 سے مڑ گیا۔

"تمہارا نام سدھارام ہے"..... عمران نے کہا۔
 "جی ہاں میرا نام ہے۔ مجھے ناثران صاحب نے کل فون کر کے کہا
 تھا کہ اگر مہمان آئیں تو ان کے احکامات کی تعمیل کرنی ہے۔" سدھا
 رام نے ایک کمرے میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"ہمیں فوری طور پر ایک خفیہ اذہ۔ میک اپ کا سامان اور نئے
 لباس چاہئیں۔ ہمارے پیچھے نگینیہ چھاؤنی کے فوجی، سیکرٹ سروس اور
 ایئر فورس لگی ہوئی ہے اور ہم نے قریبی میدان میں ایئر پورٹ سے اڑایا
 ہوا ہیلی کاپٹر اتارا ہے اور یہ جگہ وہاں سے بالکل قریب ہے۔" عمران
 نے کہا۔

"اوہ آپ بے فکر رہیں۔ آپ اب بالکل محفوظ ہاتھوں میں ہیں۔
 لیئے میے ساتھ۔ میں آپ کو ایک ایسی جگہ پہنچا دیتا ہوں جہاں سب
 کچھ موجود ہے اور جگہ بھی انتہائی محفوظ ہے"..... سدھارام نے واپس
 دروازے کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

"کیا ہمیں کار میں جانا ہو گا یا پیدل"..... عمران نے کہا۔
 "باہر میری کار موجود ہے جتاب ہم نے شہر سے باہر جانا ہے۔"

بلندی کم کرنی شروع کر دی۔
 "مالتی آگیا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے
 ٹرانسمیٹر سے ایک بار پھر ٹوں ٹوں کی آوازیں سنائی دینے لگیں لیکن
 عمران نے اس کی طرف توجہ ہی نہ دی۔ کافی دیر تک ٹوں ٹوں کی
 آوازیں آتی رہیں پھر خاموشی چھا گئی۔ تھوڑی دیر بعد ایک خاصے بڑے
 شہر کے آثار انہیں نظر آنے لگ گئے۔ عمران نے اب بلندی کافی کم کر
 دی تھی اور تھوڑی دیر بعد اس نے ایک کھلے میدان کے کنارے ہیلی
 کاپٹر اتار دیا۔

"آؤ جلدی اسلحہ ہمیں چھوڑ دو۔ جلدی کرو"..... عمران نے کہا اور
 اچھل کر نیچے اتر گیا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کی پیروی کی اور پھر وہ
 اس میدان سے نکل کر ایک کالونی کے علاقے میں داخل ہو گئے۔
 تھوڑی دیر بعد عمران نے ایک چھوٹی سی کوٹھی کے گیٹ پر پہنچ کر کال
 بیل کے بٹن کو پریس کیا۔ چند لمحوں بعد چھوٹا پھانک کھلا اور ایک
 مقامی نوجوان باہر آگیا۔

"سدھارام سے کہو ناثران کے مہمان آئے ہیں"..... عمران نے
 کہا۔

"اوہ اوہ آئیے جتاب وہ تو صبح سے آپ کے منتظر ہیں"..... نوجوان
 نے ایک طرف ہٹتے ہوئے کہا اور عمران اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے
 آنے کا اشارہ کرتے ہوئے کوٹھی میں داخل ہو گیا۔ پورچ میں ایک
 سفید رنگ کی لیکن خاصے پرانے ماڈل کی کار موجود تھی۔ ابھی وہ پورچ

سدھارام نے کہا۔

"لیکن اس ایک کار میں تو ہم سب نہیں آسکتے۔" عمران نے کہا۔
 "اوہ ایک کار عقبی طرف بھی موجود ہے۔ لیئے۔" سدھارام
 نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"گوشن میں مہمانوں کے ساتھ شہر سے باہر جا رہا ہوں۔ کوئی
 پوچھنے آئے تو خیال رکھنا یہاں کوئی نہیں آیا۔" سدھارام نے
 برآمدے میں موجود اپنے ملازم سے مخاطب ہو کر کہا۔
 "یس باس۔" ملازم نے جس کا نام گوشن تھا جواب دیا۔

"عقبی طرف کھڑی کار بھی لے آؤ جلدی کرو۔" سدھارام نے
 کہا اور گوشن دوڑتا ہوا سائیڈ گلی کی طرف بڑھ گیا۔ چند لمحوں بعد ایک
 اور پرانے ماڈل کی کار کھڑکھڑاتی ہوئی اس چوڑی سائیڈ گلی سے سامنے
 آگئی۔

"جتاب ان پرانی کاروں پر کسی کی توجہ نہیں جاتی۔" سدھا
 رام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ دونوں
 کاروں میں سوار کوشھی سے نکلے اور دائیں طرف کو مڑ گئے۔ پہلی کار کی
 ڈرائیونگ سیٹ پر سدھارام تھا۔ جب کہ عمران اس کے ساتھ بیٹھا
 ہوا تھا۔ عقبی سیٹ پر جولیا اور صالحہ تھیں جب کہ دوسری کار کی
 ڈرائیونگ سیٹ پر صفدر تھا۔ سائیڈ پر تنویر بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹ
 پر کیپٹن شکیل موجود تھا۔ دونوں کاریں تیزی سے مختلف سڑکوں سے
 گزرتی چلی جا رہی تھیں۔ پھر وہ شہر سے باہر جانے والی سڑک پر آگئے۔

کچھ باہر آنے کے بعد سدھارام نے ایک سائیڈ روڈ پر کار موڑ دی اور
 تھوڑی دیر بعد وہ ایک فارم ہاؤس میں پہنچ گئے۔ فارم ہاؤس کا پھانک
 بند تھا۔ سدھارام نے کار گیٹ کے سامنے روکی اور مخصوص انداز میں
 بارن دیا۔ تو چند لمحوں بعد ایک نوجوان پھانک کھول کر باہر آگیا۔

"پھانک کھولو سواڈو۔" سدھارام نے کار کی کھڑکی سے سر باہر
 نکالتے ہوئے کہا اور نوجوان تیزی سے واپس مڑ گیا۔ چند لمحوں بعد بڑا
 پھانک کھل گیا اور سدھارام کار اندر لے گیا۔ اس کے پیچھے صفدر بھی
 کار اندر لے گیا۔ یہ ایک پرانا زرعی فارم تھا۔

"یہ میرا ہیڈ کوارٹر ہے جتاب یہاں آپ کے مطلب کی ہر چیز موجود
 ہے جتاب۔" سدھارام نے کار سے اتر کر عمران کے ساتھ عمارت
 میں داخل ہوتے ہوئے کہا۔

"یہاں لانگ رینج ٹرانسمیٹر ہوگا۔" عمران نے کہا۔

"یس سربالکل ہے۔ لیئے۔" سدھارام نے کہا اور عمران سر ملاتا
 ہوا اس کے ساتھ آگے بڑھ گیا۔ تھوڑی دیر بعد وہ ایک وسیع و عریض
 تہہ خانے میں پہنچ گئے۔ جہاں واقعی ضرورت کی ہر چیز موجود تھی۔

"یہاں جتاب دو بالکل نئی کاریں اور دو نئی جیپیں بھی موجود
 ہیں۔" سدھارام نے ایک الماری کھول کر اس میں سے ایک
 لانگ رینج ٹرانسمیٹر نکال کر عمران کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا اور
 عمران نے اثبات میں سر ملادیا اور ٹرانسمیٹر سدھارام سے لے کر اس
 نے اس پر ناثران کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر بٹن آن کر

"یہ سپیشل وے کیا ہے"..... عمران نے سدھارام سے مخاطب ہو کر پوچھا۔

"آپ نے فیض آباد جانا ہے ناں"..... سدھارام نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

"مالتی سے روزانہ ایک ٹرین فیض آباد جاتی ہے۔ تقریباً بارہ گھنٹوں کا سفر ہے۔ اس پر آپ آسانی سے فیض آباد پہنچ جائیں گے"..... سدھارام نے کہا۔

"لیکن میں نے تمہیں بتایا ہے کہ ہمارے پیچھے کون لوگ ہیں۔ کیا وہ احمق ہیں کہ وہ ٹرین کو چیک ہی نہ کریں گے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"جناب ٹرین کے ساتھ پولیس گارد ہوتی ہے۔ کیونکہ تمام سفر پہاڑی ہے اور ریلوے میں ڈاکوؤں کا خطرہ بھی ہوتا ہے۔ آپ کی ساتھی خواتین کو تو عام خواتین کے ڈبے میں پہنچا دیا جائے گا۔ جب کہ آپ پولیس کی یونیفارم میں پولیس کے ڈبے میں موجود رہیں گے اس طرح وہ لاکھ چیکنگ کر لیں۔ آپ کو کوئی خطرہ نہیں رہے گا"۔ سدھا رام نے بڑے اعتماد بھرے لہجے میں کہا۔

"کیا پولیس کے آدمیوں کو اغوا کرنا ہوگا"..... عمران نے کہا۔

"جی نہیں کچھ نہیں کرنا ہوگا۔ یہاں مالتی میں سدھارام جو چاہے ویسا ہی ہوتا ہے۔ آپ کچھ دیر آرام کر لیں میں آپ کے قد و قامت کے پولیس مینوں کو یہاں لے آتا ہوں۔ آپ ان سے ان کے نام تفصیلات

دیا۔ وہ کرسی پر بیٹھ گیا تھا جب کہ اس کے سارے ساتھی تہہ خانے میں خاموش کھڑے ہوئے تھے۔

"ہیلو ہیلو اے اے کالنگ اوور"..... عمران نے کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس این ٹی اینڈنگ اوور"..... چند لمحوں بعد ٹرانسمیٹر سے ناثران کی آواز سنائی دی۔

"ہمیں ایم پہنچنا پڑا ہے این ٹی۔ تمہارے آدمی نے ہمارے ساتھ مکمل تعاون کیا ہے لیکن اب ہم نے فوری طور پر ایف پہنچنا ہے اور ہمارے بزنس پارٹنرز بھی ہمیں چیک کر رہے ہیں اور"..... عمران نے کہا۔

"ہیلو ایس آر کیا تم میری کال سن رہے ہو اور"..... دوسری طرف سے ناثران نے کہا۔

"یس باس اوور"..... سدھارام نے چونک کر کہا۔

"میرے بزنس پارٹنرز کو سپیشل وے پر میرے پاس بھجوا دو۔ خیال رکھنا انہیں کوئی تکلیف نہ ہو اور"..... ناثران نے کہا۔

"یس باس اوور"..... سدھارام نے جواب دیا۔

"اے اے صاحب آپ ایس آر پر اعتماد رکھیں یہ میرا با اعتماد بزنس ڈیلر ہے آپ قطعی بے فکر رہیں۔ میں نے یہاں سپیشل میننگ کے لئے خصوصی انتظامات کر لئے ہیں اور اینڈ آل"..... دوسری طرف سے کہا گیا اور عمران نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

وغیرہ پوچھ لیں۔ پھر ان کا میک اپ کر لیں اور یونیفارم پہن لیں پھر آپ کو ریلوے پولیس جیپ میں ہی یہاں سے سٹیشن پہنچا دیا جائے گا اور بس۔ رات کو آٹھ بجے گاڑی یہاں سے چلتی ہے اور دوسرے روز دس بجے فیض آباد پہنچ جاتی ہے۔ آپ بے فکر رہیں کسی طرح بھی آپ پر کوئی شک نہیں کرے گا..... سدھارام نے کہا۔

”او کے ٹھیک ہے اس سے بہتر اور کوئی صورت بھی نہیں ہے“..... عمران نے کہا تو سدھارام نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”یہاں آپ کی ضرورت کی ہر چیز موجود ہے۔ کاریں میں واپس لے جاؤں گا۔ سواڈو دوسری کار میرے ساتھ لے جائے گا اس کے بعد میں اور سواڈو ریلوے پولیس جیپ میں آئیں گے تقریباً دو گھنٹے بعد“۔ سدھارام نے کہا اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

پرائم منسٹر ہاؤس کے خصوصی میٹنگ ہال میں پاور ہینسی کی دھماکا دھماکا۔ ملٹری انٹیلی جنس کے نئے سربراہ کرنل جوشی۔ ناردن سکاؤٹس کے سربراہ کرنل بھنڈر کے ساتھ سیکرٹری دفاع۔ ایئر فورس کے ایئر وائس مارشل درشن سنگھ بیٹھے ہوئے تھے۔ ابھی پرائم منسٹر تشریف نہ لائے تھے اس لئے وہ سب آپس میں اس میٹنگ کے بارے میں بات چیت میں مصروف تھے لیکن ان میں سے کسی کو بھی اس میٹنگ کے اصل مقصد کے بارے میں علم نہ تھا۔ ان سب کو صرف میٹنگ اور اس میں شرکت کی اطلاع دی گئی تھی اور وہ دیئے گئے وقت کے مطابق یہاں پہنچ گئے تھے۔ پھر اندرونی دروازہ کھلا اور پرائم منسٹر صاحب اندر داخل ہوئے۔ وہ سب ان کے استقبال کے لئے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مادام ریکھانے انہیں سلام کیا جب کہ باقی سب چونکہ فوجی تھے اس لئے انہوں نے پردوٹو کول کے مطابق انہیں باری باری

سیلوٹ کیا اور پرائم منسٹر سرہلاتے ہوئے اپنی مخصوص کرسی پر بیٹھ گئے۔

”سیکٹ سروس کے چیف منسٹر شاگل نہیں آئے ابھی تک۔ پرائم منسٹر نے سب کو باری باری دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ تو جناب ایک گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر ننگین چھاؤنی گئے ہیں۔۔۔۔۔ ایروائس مارشل درشن سنگھ نے کہا تو پرائم منسٹر کے ساتھ ساتھ میٹنگ میں موجود ہر شخص بے اختیار چونک پڑا۔

”گن شپ ہیلی کاپٹر ننگین چھاؤنی گئے ہیں کیا مطلب۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جناب انہوں نے مجھے فون کیا کہ چند پاکیشیائی اتہائی خطرناک ایجنٹ ایک چارٹرڈ طیارے سے ننگین ایرپورٹ پر اترنے کے لئے جا رہے ہیں اور وہ خود بھی وہاں پہنچنا چاہتے ہیں اس لئے میں ان کے لئے ایک تیز رفتار جنگی طیارے کا بندوبست کر دوں لیکن میں نے انہیں بتایا کہ ننگین ایرپورٹ تو بہت جھوٹا سا ہے وہاں کوئی جنگی طیارہ اتر ہی نہیں سکتا۔ البتہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر جا سکتے ہیں۔ اس پر میں نے ایر فورس کے ایر بیس پر ایک گن شپ ہیلی کاپٹر کو پرواز کے لئے تیار رہنے کا حکم دے دیا اور ساتھ ہی اپنے عملے سے کہا کہ وہ چارٹرڈ ایرپورٹ سے معلومات حاصل کریں کہ وہ چارٹرڈ طیارہ جو ان پاکیشیائی خطرناک ایجنٹوں کو لے جا رہا ہے اس کی کیا پوزیشن ہے۔ پھر مجھے اطلاع ملی کہ جناب شاگل گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر ننگین روانہ ہو گئے۔

میں اور چارٹرڈ طیارہ ابھی ننگین ایرپورٹ پر نہیں اترا۔ بس جناب اس کے بعد کا مجھے علم نہیں ہے۔۔۔۔۔ ایروائس مارشل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ پرائم منسٹر کے سامنے رکھے ہوئے خصوصی فون کی مقررہ کھنٹی بج اٹھی اور پرائم منسٹر نے چونک کر رسیور اٹھالیا۔

”یس۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے حکمانہ لہجے میں کہا پھر وہ دوسری طرف کی بات سنتے رہے۔

”ٹھیک ہے انہیں مجھوا دیں۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے کہا اور رسیور رکھ دیا۔

”منسٹر شاگل آئے ہیں سچو ننگین میٹنگ شروع ہو چکی تھی اس لئے انہوں نے میٹنگ میں آمد کی اجازت مانگی تھی۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے فون کال کی وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”جناب کیا یہاں پاکیشیائی ایجنٹ کام کر رہے ہیں۔۔۔۔۔ مادام ریکھانے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

”ہاں۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کس مشن پر جناب۔ مجھے تو اس سلسلے میں کوئی اطلاع ملی نہیں ہے۔۔۔۔۔ مادام ریکھانے کہا۔

”کیا یہ ضروری ہے کہ آپ کو ہر معاملے میں باقاعدہ اطلاع دی جائے۔۔۔۔۔ پرائم منسٹر نے تلخ لہجے میں کہا۔

”اوہ نو سو ری سر۔ دراصل میں۔۔۔۔۔ مادام ریکھانے بوکھلائے

فراہمیں الیبتہ ساتھ ہی نگینہ چھاؤنی ہے وہاں سے فورس منگوائی جا سکتی ہے سہانچہ میں نے وہاں فون کیا وہاں کے کمانڈر کرنل راؤ ہیں نہیں میں نے تفصیل سے ہدایات دے دیں اس کے بعد میں نے ایئر وائس مارشل صاحب سے گن شپ ہیلی کاپٹر لیا اور نگینہ ایئر پورٹ روانہ ہو گیا۔ ابھی میں نگینہ ایئر پورٹ سے کچھ دور تھا کہ میں نے کرنل راؤ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا تو اس نے بتایا کہ وہ ان لوگوں کو گرفتار کر کے چھاؤنی لے جا رہا ہے اور وہ پوری طرح فوج کی تحویل میں ہیں۔ اس پر میں مطمئن ہو کر بجائے ایئر پورٹ پر اترنے کے سیدھا چھاؤنی پہنچ گیا لیکن وہاں اطلاع ملی کہ ابھی تک کرنل راؤ قیدیوں اور فورس سمیت ایئر پورٹ سے واپس ہی نہیں آئے۔ میں نے ایئر پورٹ پر فون کال کی لیکن کوئی کال انڈی نہ کر رہا تھا۔ میں نے پھر ٹرانسمیٹر پر بات کرنے کی کوشش کی لیکن ٹرانسمیٹر بھی کسی نے انڈی نہ کیا تو میں پریشان ہو گیا اور دوبارہ ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر ایئر پورٹ گیا تو وہاں تپہ چلا کہ عمران اور اس کے ساتھی ایک ہیلی کاپٹر پر بیٹھ کر مالتی کی طرف گئے ہیں۔ میں نے ان کے تعاقب میں جانے کا فیصلہ کیا تو یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا کہ گن شپ ہیلی کاپٹر پر تیل صرف نگینہ چھاؤنی تک پہنچنے کا ہی بھرا ہوا ہے حالانکہ قانوناً ٹینک فل ہونے چاہئیں تھے لیکن پوچھنے پر معلوم ہوا کہ ایسا حکومت کے ایک خصوصی حکم کے تحت ہو رہا ہے تاکہ پٹرول کی بچت کی جاسکے۔ ادھر کرنل راؤ ایئر پورٹ کے عملے کی مدد سے ٹرانسمیٹر پر عمران کو دھمکیاں دے رہے تھے کہ وہ ہیلی

ہوئے سے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ وہ فقرہ مکمل کرتی مینگ ہال کا دروازہ کھلا اور شاگل اندر داخل ہوا۔ اس کا چہرہ لٹکا ہوا تھا۔ اس نے پرائم منسٹر کو سلام کیا اور پھر خاموشی سے درشن سنگھ کے ساتھ پڑی ہوئی خالی کرسی پر بیٹھ گیا۔

”ہمیں ایئر وائس مارشل درشن سنگھ صاحب نے بتایا ہے کہ آپ گن شپ ہیلی کاپٹر پر پاکیشیائی ایجنٹوں کے تعاقب میں گئے تھے۔ پھر کیا ہوا“..... پرائم منسٹر صاحب کا لہجہ تلخ تھا۔

”نگینہ چھاؤنی کے کمانڈر کرنل راؤ کی حماقت کی وجہ سے وہ نکل جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ میں ان کا مزید تعاقب کرتا اور انہیں تلاش کرنے کے لئے کام کرتا لیکن چونکہ اس خصوصی مینگ میں شمولیت کا حکم تھا اس لئے مجھے واپس آنا پڑا۔ شاگل نے جواب دیا۔

”پوری تفصیل بتائیں۔ یہ خصوصی مینگ اس سلسلے میں ہی بلائی گئی ہے۔ صدر مملکت نے اس سلسلے میں مجھے خصوصی بریفنگ دی ہے“..... پرائم منسٹر نے اور زیادہ تلخ لہجے میں کہا۔

”جناب جیسا کہ آپ کو سابقہ باتوں کا علم ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی میرے اڈے سے فرار ہو گئے پھر مجھے اطلاع ملی کہ وہ بھوناج ایئر کمپنی کا طیارہ چارٹرڈ کر اگر فیض آباد جا رہے ہیں اور انہوں نے راستے میں نگینہ ایئر پورٹ پر اترنا ہے کیونکہ وہاں سے طیارے میں تیل بھرا جانا ہے۔ میں نے فوراً نگینہ ایئر پورٹ مینجر سے بات کی تھی اس نے بتایا کہ یہ چھوٹا سا ایئر پورٹ ہے یہاں سیکورٹی پولیس کے صرف چند

جب تک یہ سنہلتے وہ ان کی نظروں سے غائب ہو چکے تھے۔
 بوکھلاہٹ میں کرنل صاحب اور ان کے ساتھی پیدل ہی ایئرپورٹ کی
 طرف بھاگ پڑے۔ ویسے بھی ان کی دونوں گاڑیاں ناکارہ ہو چکی تھی۔
 جب وہ ایئرپورٹ پر پہنچے تو عمران اور اس کے ساتھی وہاں سیکورٹی
 پولیس کے دو آدمیوں کو ہلاک کر کے وہاں موجود ایک ہیلی کاپٹر ہائی
 جیک کر کے مالتی کی طرف جا چکے تھے۔ ایئرپورٹ پر چونکہ اب کئی
 گھنٹوں تک کوئی پرواز نہ آئی تھی اس لئے سارا عملہ سوائے ان سیکورٹی
 پولیس کے دو آدمیوں کے چھٹی کر گیا تھا۔ کرنل راؤ نے ٹرینل
 انچارج کو گھر سے جا کر اٹھایا اور پھر اس نے ہیلی کاپٹر سے رابطہ کیا۔
 اسے دھمکیاں دی گئیں لیکن کوئی فائدہ نہ ہوا وہ مالتی میں اتر کر غائب
 ہو گئے۔ شاگل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مالتی سے وہ لازماً فیض آباد ہی جائیں گے۔" پرائم منسٹر
 صاحب نے کہا۔

"میں سراسی لئے میں نے فیض آباد میں اپنے گروپ کو الٹ کر دیا
 ہے۔" شاگل نے جواب دیا۔

"صدر مملکت کو آپ نے فون کیا تھا اس سارے سلسلے میں۔"
 پرائم منسٹر نے کہا۔

"میں سر۔ ان کا حکم ہے کہ ایسے معاملات ان تک ضرور پہنچائے
 جائیں۔" شاگل نے جواب دیا۔

"ہونہہ ٹھیک ہے۔ میں نے اس لئے یہ میٹنگ کال کی ہے تاکہ

کاپڑ واپس لے آئے لیکن ظاہر ہے وہ ان کی دھمکیوں میں کہاں آنے والا
 تھا۔ البتہ مالتی میں میرا ایک گروپ کام کر رہا تھا۔ میں نے اس سے
 رابطہ کیا اور اسے صورت حال بتائی۔ انہوں نے پورا مالتی چھان مارا۔
 ایئرپورٹ سے ہائی جیک کیا گیا ہیلی کاپٹر وہاں ایک کھلے میدان میں
 کھڑا ہوا مل گیا لیکن وہ سب غائب ہو چکے تھے۔ مجبوراً مجھے ہیلی کاپٹر میں
 واپس کا تیل ڈلو کر واپس آنا پڑا۔" شاگل نے تفصیل بتاتے
 ہوئے کہا۔

"لیکن جب کرنل راؤ نے انہیں گرفتار کر لیا تھا تو پھر وہ کیسے نکل
 گئے اور ہیلی کاپٹر انہیں کہاں سے مل گیا۔" پرائم منسٹر صاحب نے
 سر دلچے میں کہا۔

"جناب کرنل راؤ نے انہیں گرفتار کر لیا لیکن ان سے حماقت یہ
 ہوئی کہ انہوں نے انہیں ایک فوجی ویگن میں بٹھا دیا۔ ان کے ساتھ
 دو مسلح فوجی بٹھا دیئے۔ انہیں ہتھکڑیاں ہی نہ لگائی تھیں۔ ویگن سے
 آگے راؤ صاحب اپنے دو کیپٹن صاحبان کے ساتھ جیب میں سوار تھے
 اور ویگن کے پیچھے ملزئی کے سپاہیوں کا ٹرک تھا اس لئے کرنل صاحب
 مطمئن تھے لیکن وہ نہیں جانتے تھے کہ جنہیں وہ گرفتار کر کے لے جا
 رہے ہیں وہ لوگ دنیا کے سب سے خطرناک ایجنٹ ہیں۔ چنانچہ
 اچانک ہی فائرنگ ہوئی۔ جیب کے عقبی دونوں ٹائر برسٹ ہو گئے
 جب کہ ٹرک کے سامنے کے دونوں ٹائر بھی برسٹ کر دیئے گئے اور
 ویگن تیزی سے گھومتی ہوئی واپس مڑی اور ایئرپورٹ کی طرف چلی گئی

اس سلسلے میں مزید کارروائی کی جاسکے۔ میں اپنے طور پر تو مزید کسی قسم کے انتظامات کی ضرورت نہیں سمجھتا لیکن صدر صاحب کا حکم ہے کہ میں اس سلسلے میں مزید انتظامات کروں تو دراصل بات یہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی زندگی بھر بھی نکریں مار لیں تو وہ میزائل لیبارٹری تک نہیں پہنچ سکتے اور نہ اسے ٹریس کر سکتے ہیں۔ اگر بفرض محال وہ اسے ٹریس بھی کر لیں تو اس پہاڑی تک جس میں انڈر گراؤنڈ لیبارٹری ہے۔ وہاں تک وہ نہیں پہنچ سکتے۔ کیونکہ وہاں ایک تو جنگلی قبائل رہتے ہیں جو کسی اجنبی کو ایک لمحے کے لئے بھی وہاں برداشت نہیں کر سکتے۔ اس کے ساتھ ساتھ پہاڑی کے عین اس حصے پر جہاں سے لیبارٹری کو راستہ جاتا ہے۔ ایک وحشی قبیلہ آباد ہے۔ اس قبیلے کا نام کوڑیا ہے۔ یہ کافی بڑا قبیلہ ہے لیکن جب حکومت نے یہ لیبارٹری قائم کی تھی تو اس نے اس کی حفاظت کی غرض سے ایک خاص پروگرام پر عمل کیا تھا۔ اس پورے قبیلے کو یہاں سے دور دراز علاقے میں شفٹ کر دیا گیا اور اس کی جگہ ملزئی انٹیلی جنس کے انتہائی تربیت یافتہ افراد کو وہاں رکھا گیا ہے۔ اس طرح اب کوڑیا قبیلہ دراصل تربیت یافتہ مجنوں پر مشتمل قبیلہ ہے۔ ان کا وہاں خفیہ ہیڈ کوارٹر ہے جہاں جدید ترین مشینری نصب ہے تمام سپلائی اس قبیلے کے تحت ہوتی ہے۔ اس قبیلے کا سردار کارو ہے کارو دنیا کا مانا ہوا لڑاکا ہے اس کی تربیت گرسٹ لینڈ، ایکریمیا اور کارمن میں کرائی گئی ہے وہ مارشل آرٹ کا بہت بڑا ماہر ہے اور یوں سمجھو کہ ہر بیٹل اس کے پاس ہے۔

انتہائی ذہین آدمی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہت زبردست نشانہ باز بھی ہے۔ اسے ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر سمجھا جاتا ہے۔ میں نے اسے الرٹ کر دیا ہے اس لئے اب اگر عمران اور اس کے ساتھی اگر وہاں پہنچ بھی جاتے ہیں تو وہ لیبارٹری کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔..... پرائم منسٹر نے جواب دیا۔

”جناب میں کارو کو ذاتی طور پر جانتا ہوں۔ وہ واقعی اسی طرح ہے جس طرح آپ نے فرمایا ہے۔ وہ ہر لحاظ سے ناقابل تسخیر ہے۔“ ناردن سکاؤٹس کے سربراہ کرنل بھنڈر نے کہا تو پرائم منسٹر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ شاگل اور ریکھا دونوں خاموش بیٹھے رہے۔

”مادام ریکھا آپ کو چونکہ ان حالات کا علم نہیں ہے اس لئے یہ فائل دیکھ لیں۔ اس کے بعد آپ کو حالات کا علم ہو جائے گا۔ اس کے بعد آپ رائے دیں۔“..... وزیراعظم نے کہا اور کوٹ کی اندرونی جیب سے ایک تہہ شدہ فائل نکال کر اس نے مادام ریکھا کی طرف بڑھادی۔ مادام ریکھا نے کھڑے ہو کر فائل لی اور پھر بیٹھ کر اسے کھول کر پڑھنے لگی۔ فائل میں صرف چار کاغذ تھے۔ ان سارے کاغذات کو پڑھنے کے بعد اس نے فائل بند کی۔

”یہ فائل آپ کرنل بھنڈر کو دے دیں تاکہ وہ بھی اسے پڑھ لیں۔“ پرائم منسٹر نے کہا اور مادام ریکھا نے فائل کرنل بھنڈر کی طرف بڑھادی۔ کرنل بھنڈر نے جب فائل پڑھ لی تو اس نے اٹھ کر فائل واپس وزیراعظم کو دے دی۔

”آپ کرنل جوشی آپ کو براہ راست ان سب حالات کا علم ہے۔
آپ کی کیا رائے ہے“..... وزیراعظم نے ملٹری انٹیلی جنس کے نئے
سربراہ کرنل جوشی سے مخاطب ہو کر کہا۔
”عمران واقعی ایک عفریت ہے جناب ہمیں مطمئن ہو کر نہیں
بیٹھنا چاہئے ورنہ وہ نقصان پہنچانے کی اہلیت رکھتا ہے“..... کرنل
جوشی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے اگر آپ تینوں کی رائے ایک ہے تو مجھے مزید
انتظامات کرنے میں کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن آپ مختصر لفظوں
میں بتائیں کہ کیا ہونا چاہئے“..... پرائم منسٹر نے کہا۔
”جناب میری رائے کے مطابق ہمیں اس پہاڑی کی طرف توجہ
کرنے کی بجائے عمران اور اس کے ساتھیوں کا تعاقب کرنا چاہئے۔
ہمیں ان کے خلاف بھرپور کام کرنا چاہئے۔ وہ جہاں بھی مل جائیں ان
کا خاتمہ کر دیا جائے“..... مادام ریکھانے کہا۔
”آپ مسٹر شاگل“..... پرائم منسٹر نے شاگل سے مخاطب ہو کر
کہا۔

”میرا خیال ہے جناب کہ ہمیں اپنی پوری توجہ لیبارٹری کی
حفاظت پر مرکوز کرنی چاہئے“..... شاگل نے جواب دیا۔
”آپ کرنل جوشی“..... پرائم منسٹر نے کرنل جوشی سے مخاطب
ہو کر کہا۔

”ہمیں اس پہاڑی کے گرد حصار قائم کرنا چاہئے جناب جہاں وہ

”مسٹر شاگل کا بیان بھی آپ نے سن لیا اور میں نے جو تفصیلات
بتائی تھیں ان کے بعد آپ کا اس بارے میں کیا خیال ہے کہ کیا ہمیں
وہاں مزید حفاظتی اقدامات کرنے چاہئیں یا نہیں“..... پرائم منسٹر
نے مادام ریکھا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”جناب شاگل کی طرح میرا بھی بے شمار بار عمران سے ٹکراؤ ہو چکا
ہے اور جسے آپ ناقابل تسخیر سمجھ رہے ہیں اس سے بھی کہیں زیادہ
ناقابل تسخیر مشن عمران نے انتہائی حیرت انگیز طور پر کامیابی سے مکمل
کر لئے ہیں اس لئے میری حتمی رائے ہے کہ آپ ان انتظامات کو کافی نہ
سمجھیں“..... مادام ریکھانے کہا تو پرائم منسٹر کے چہرے پر حیرت کے
تاثرات ابھر آئے۔

”آپ کا کیا خیال ہے کرنل بھنڈر.....“ وزیراعظم نے کرنل
بھنڈر کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے کہا۔

”میرے خیال میں تو عمران اور اس کے ساتھی اگر جن بھوت ہوں
تو دوسری بات ہے ورنہ اگر وہ انسان ہیں تو اول تو وہ وہاں پہنچ ہی
نہیں سکتے اور اگر پہنچ بھی جائیں تو وہ زندہ سلامت لیبارٹری تک نہیں
پہنچ سکتے اس لئے مزید انتظامات فصول ہیں“..... کرنل بھنڈر نے
جواب دیتے ہوئے کہا۔

”آپ مسٹر شاگل“..... پرائم منسٹر نے کہا۔
”میں مادام ریکھا کی رائے سے سو فیصد متفق ہوں جناب۔“ شاگل

منسٹر کے لہجے میں حیرت کی جھلکیوں کے ساتھ ساتھ تلخی کا عنصر بھی نمایاں تھا۔

”نہیں جناب آپ کے احکامات کی تعمیل تو میرا فرض ہے۔ میرا مطلب یہ ہے جناب کہ اس طرح کے سیٹ اپ میں کام نہیں ہو سکتا کہ منسٹر شاگل بھی کام کر رہے ہوں میں بھی کام کر رہی ہوں اور ملٹری انٹیلی جنس بھی۔ ایسے حالات کا ہمیشہ عمران نے فائدہ اٹھایا ہے اور دوسری بات یہ ہے کہ یا تو منسٹر شاگل کو وہاں انچارج بنا دیا جائے لیکن ایسی صورت میں پاور ۶ جنسی ان کے تحت کام نہیں کرے گی۔ یا پاور ۶ جنسی کو وہاں انچارج بنا دیا جائے اور سیکرٹ سروس کو نہ بھیجا جائے یا پھر ان دونوں کو رہنے دیا جائے اور ملٹری انٹیلی جنس یہ مشن مکمل کرے“..... مادام ریکھانے جواب دیا۔

”ٹھیک ہے۔ آپ کی بات درست ہے۔ میں ساری بات سمجھ گیا ہوں۔ اوکے ملٹری انٹیلی جنس اب اس مشن پر کام نہیں کرے گی اور منسٹر شاگل کی سیکرٹ سروس عمران اور اس کے ساتھیوں کو ٹریس کر کے ختم کرنے کا مشن مکمل کرے گی جب کہ آپ کی ۶ جنسی اس پہاڑی میں مورچے لگا کر عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کرے گی اب تو ٹھیک ہے“..... پرائم منسٹر نے کہا۔

”جناب بہتر یہی ہے کہ آپ مجھے اس پہاڑی تک محدود نہ کریں بلکہ اس علاقے تک محدود کر دیں اور اگر عمران اور اس کے ساتھی اس علاقے میں داخل ہو جائیں تو پھر وہاں موجود سب لوگوں کو میرے

لیبارٹری ہے“..... کرنل جوشی نے کہا۔

”مجھے منسٹر شاگل کی رائے سے اتفاق ہے۔ ہماری پوری توجہ اس لیبارٹری کی طرف ہونی چاہئے لیکن اس کے لئے میرے ذہن میں ایک اور اچھوتا منصوبہ موجود ہے اور وہ منصوبہ یہ ہے کہ اصل پہاڑی سے کچھ دور ایک اور پہاڑی ہے جو بالکل اس پہاڑی کی طرح ہے جس پر لیبارٹری ہے۔ اس پر بھی ایک جنگلی وحشی قبیلہ آباد ہے۔ اس وحشی قبیلے کا نام پرام ہے۔ یہ اصلی وحشی قبیلہ ہے لیکن اس کا سردار جس کا نام گوتم ہے۔ وہ سرکاری آدمی ہے کرنل جوشی ملٹری انٹیلی جنس کے تربیت یافتہ ۶ جنسوں کی ٹیم اس قبیلے میں شامل کر دیں گے اور گوتم ان کی ماتحتی میں کام کرے گا جب کہ اس پہاڑی کے شمال کی طرف پاور ۶ جنسی اور جنوب کی طرف سیکرٹ سروس مورچے قائم کرے گی اس طرح مجھے یقین ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی ٹرپ میں آجائیں گے اور وہ یہی سمجھیں گے کہ اصل لیبارٹری اس پہاڑی میں ہے اس لئے وہ ادھر آجائیں گے اور پھر آپ لوگوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے“..... پرائم منسٹر نے کہا۔

”میں انتہائی ادب کے ساتھ عرض کرتی ہوں کہ اس سیٹ اپ میں پاور ۶ جنسی کام نہیں کر سکتی“..... یکھت مادام ریکھانے کہا تو پرائم منسٹر چونکے اور انتہائی حیرت بھری نظروں سے مادام ریکھا کو دیکھنے لگے۔

”کیا مطلب کیا آپ کو میرے احکامات قبول نہیں ہیں؟“۔ پرائم

”ہاں واقعی آپ نے درست کہا ہے۔ اوکے پھر ایسا ہے کہ سیکرٹ سروس اور پاور ہنجسی علیحدہ علیحدہ عمران اور اس کے ساتھیوں کو زیر کرے اور ختم کریں۔ جو ہنجسی ان کا خاتمہ کرنے میں کامیاب ہو جائے گی دوسری ہنجسی کو اس میں ضم کر دیا جائے گا اگر سیکرٹ سروس نے ایسا کر لیا تو مادام ریکھا کو مسٹر شاگل کے تحت کام کرنا ہوگا اور اگر پاور ہنجسی کامیاب رہی تو پھر مادام ریکھا سیکرٹ سروس کی انچارج بنادی جائیں گی اور مسٹر شاگل کو ان کا ماتحت بننا ہوگا۔ دونوں ہنجسیاں اپنے اپنے طور پر کام کریں گی“..... پرائم منسٹر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے سر مجھے یہ آفر قبول ہے“..... مادام ریکھا نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”مجھے بھی قبول ہے جناب“..... شاگل نے جواب دیا۔
 ”اوکے میننگ درخواست آپ دونوں ابھی سے کام شروع کر دیں“..... پرائم منسٹر نے کہا اور اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔ ان کے اٹھتے ہی باقی سب بھی اٹھ کر کھڑے ہو گئے۔

”آپ دونوں مجھے علیحدہ علیحدہ اپنی رپورٹیں دیتے رہیں گے۔“ پرائم منسٹر نے مادام ریکھا اور شاگل سے کہا اور پھر تیز تیز قدم اٹھاتے پھرتے مخصوص دروازے کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

ماتحت کام کرنا ہوگا۔ چاہے وہ سیکرٹ سروس ہو یا ملٹری انٹیلی جنس کے لوگ۔ جو بھی ہوں“..... مادام ریکھا نے کہا۔

”کیوں مسٹر شاگل آپ کا کیا خیال ہے“..... پرائم منسٹر نے کہا۔
 ”جناب اصل بات تو عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ ہے۔ مادام ریکھا تو خواہ مخواہ ضد کر رہی ہیں۔ ویسے سیکرٹ سروس قانوناً پاور ہنجسی کے تحت کام کر ہی نہیں سکتی“..... شاگل نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تو پھر جناب آپ سیکرٹ سروس کو ہی ان کے مقابلے پر مجبوا دیں“..... مادام ریکھا نے کہا۔

”آپ کتنے آدمی ساتھ لے جائیں گی“..... پرائم منسٹر نے مادام ریکھا سے کہا۔

”کم از کم بیس اور زیادہ سے زیادہ پچاس“..... مادام ریکھا نے جواب دیا۔

”جناب میں کچھ عرض کر سکتا ہوں“..... اچانک خاموش بیٹھے ہوئے کرنل بھنڈر نے کہا۔

”جی فرمائیے“..... وزیراعظم نے چونک کر کہا۔
 ”جناب اگر کسی بھی ہنجسی کو اس مخصوص پوائنٹ پر مجبوا دیا گیا تو عمران اور اس کے ساتھی جو ویسے تو اس پوائنٹ کو ٹریس نہ کر سکیں گے اس ہنجسی کی وجہ سے اسے ٹریس کر لینے میں کامیاب ہو جائیں گے“..... کرنل بھنڈر نے کہا۔

بڑی سی جیب خاصی تیز رفتاری سے فیض آباد کی ایک پہاڑی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی جیب کی ڈرائیونگ سیٹ پر ناثران تھا جب کہ اس کے ساتھ عمران بیٹھا ہوا تھا اور عقبی سیٹوں پر باقی ساتھی جن میں صالحہ اور جولیا ڈرائیور کی بعد والی دو نشستوں پر اکٹھی بیٹھی ہوئی تھیں اور تنویر صفدر اور کیپٹن شکیل آخری سیٹوں پر موجود تھے وہ سب مقامی میک اپ میں تھے۔ انہیں فیض آباد پہنچنے ہوئے آدھے دوسرا روز تھا۔ سدھارام کی پلاننگ کے مطابق وہ پولیس یونیفارم میں ٹرین کے ذریعے بڑے اطمینان سے فیض آباد پہنچ گئے تھے اور انہیں کسی نے بھی چیک نہ کیا تھا یہاں فیض آباد میں ناثران پہلا سے ہی موجود تھا اس لئے انہیں کسی قسم کی کوئی دشواری نہ ہوئی تھی فیض آباد پہنچنے کے بعد پورا ایک دن عمران اور ناثران باہر رہے تھے جب کہ باقی ساتھی ایک کوٹھی میں ایک لحاظ سے مقید رہے تھے اور

آج صبح وہ جیب میں سوار ہو کر اس کوٹھی سے نکلے تھے اور اب یہ جیب فیض آباد شہر کی حدود سے نکل کر ایک پہاڑی سڑک پر آگے بڑھی چلی جا رہی تھی۔

”عمران صاحب آپ نے بتایا نہیں کہ ہم کہاں جا رہے ہیں۔“
صفدر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”وہاں جہاں سے ہم کو بھی کچھ ہماری خبر نہ ہوگی۔“..... عمران نے باقاعدہ ترنم سے گانے کے انداز میں کہا۔

”اگر تم گلوکاری شروع کر دو تو خاصے کامیاب گلوکار بن جاؤ گے۔“
جولیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اس قدر بے سراگوکار اگر کامیاب ہو جائے گا تو پھر باقی گلوکاروں کو تو جوتیاں چھوڑ کر بھاگنا پڑے گا۔“..... صالحہ نے کہا اور جیب بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھی۔

”اگر میں بے سراہوں تو پھر میں کلاسیک راگوں میں مغز کھپائی شروع کر دیتا ہوں۔ وہاں تو بس گلے میں موجود گراہیوں کا ہی کام ہوتا ہے۔ ان کی آئینگی کی اور سب راگ تیار۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس میں تو بے سرا بالکل ہی نہیں چل سکتا عمران صاحب۔ التبتہ آپ پاپ میوزک میں ٹرائی کریں تو التبتہ اور بات ہے۔“..... صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”پاپ میوزک کے لئے ایک خاتون کا بھی ساتھ ہونا ضروری ہے

تھا وہ جیب کو رکنے کا اشارہ کر رہا تھا۔

”یہ کہاں سے نکل کر آگئے ہیں“..... ناثران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

”جیج سن کر آگئے ہوں گے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ اسی لمحے ناثران نے جیب اس انسپکٹر کے سامنے لے جا کر روک دی۔

”آپ سب حضرات جیب سے باہر آجائیں“..... انسپکٹر نے سائیڈ پر ہو کر دو قدم پیچھے ہٹتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی جیبوں کی اوٹ میں کھڑے ہوئے پولیس کے سپاہیوں نے تیزی سے جیب کے گرد گھیر ڈال لیا۔

”ہمارا قصور کیا ہے انسپکٹر“..... ناثران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ کی جیب سے ایک نسوانی چیخ سنائی دی ہے۔ آپ لوگ یقیناً کسی عورت کو جبراً اغوا کر کے لے جا رہے ہیں“..... انسپکٹر نے درشت لہجے میں جواب دیا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”ارے ارے انسپکٹر آپ نے وہ چیخ کہاں سے سن لی۔ ہم تو خود یہ چیخ سن کر پریشان ہو گئے تھے جیب کے ریڈیو میں ڈرامہ چل رہا تھا جس میں ایک خاتون نے یہ دل ہلا دینے والی چیخ ماری تھی“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”آپ سب نیچے اتر آئیں پلیز اسٹازلاست وارٹنگ“..... انسپکٹر

کیونکہ نسوانی چیخوں کا ساز جب تک ساتھ نہ ہو پاپ میوزک کوئی سنتا ہی نہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”میں اس معاملے میں آپ کا ساتھ دینے کے لئے تیار ہوں عمران صاحب“..... صالحہ نے فوراً ہی آفر کر دی۔

”تو تمہیں یہ غلط فہمی ہے کہ تمہاری چیخیں سریلی ہوتی ہیں۔ چلو ایک چیخ مار کر سناؤ۔ ابھی فیصلہ ہو جائے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ سب بری طرح چیخ پڑے جب صالحہ نے واقعی اس قدر زور سے چیخ ماری کہ ان سب نے بے اختیار کانوں پر ہاتھ رکھ لئے۔

”کیا خیال ہے کیسی رہی چیخ“..... صالحہ نے کہا۔

”تم تو حماقت میں عمران سے بھی دو ہاتھ آگے ہو“..... جولیانا ہنستے ہوئے کہا۔

”تمہاری چیخ سن کر اب بہاڑیوں میں موجود چڑیلیں ایک دوسرے سے پوچھ رہی ہوں گی کہ اس قدر سریلی چیخ کس نے ماری ہے تاکہ اس چڑیل کو ملکہ چیخ کا خطاب دیا جاسکے“..... عمران نے کہا اور جیب ایک بار پھر تمقہوں سے گونج اٹھی لیکن دوسرے لمحے جیب نے جیسے ہی ایک موڑ کاٹنا چاٹنا وہ سب بری طرح چونک پڑے کیونکہ سڑک بلاک تھی سڑک پر پولیس کی دو جیبیں موجود تھیں اور آٹھ پولیس کے آدمی ہاتھوں میں مشین گنیں اٹھائے جیبوں کی اوٹ میں کھڑے ہوئے تھے۔ ایک انسپکٹر الٹے سامنے کھڑا ہوا تھا۔ اس کے ہاتھ میں ریو اور

نے پہلے سے بھی زیادہ درشت لہجے میں کہا۔

”آؤ بھئی۔ شاید اب آفیسر جیٹوں کا مقابلہ کرانا چاہتے ہیں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر ایک ایک کر کے وہ سب جیب سے نیچے اتر آئے۔ اب پولیس کے سپاہیوں نے انہیں چاروں طرف سے گھیرے میں لے لیا تھا۔

”ان دونوں عورتوں کو چھوڑ کر باقی سب کو ہتھکڑیاں لگا دو اور سنو اگر تم نے ذرا بھی غلط حرکت کی تو فائر کھول دوں گا۔“ انسپکٹر نے تیز لہجے میں پہلے اپنے ساتھیوں سے پھر عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”لیکن کس جرم میں انسپکٹر؟“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جرم ہیڈ کو آرٹر جا کر پتہ چلے گا۔ ہمیں اعلیٰ حکام کی طرف سے حکم ملا ہے اور ہم نے اس کی تعمیل کرنی ہے اور سنو بہتر یہی ہے کہ جو میں کہہ رہا ہوں اس میں کوئی مداخلت نہ کرو ورنہ ہمیں واقعی یہی حکم دیا گیا ہے کہ تم سب کو گرفتار کرنے کی بجائے گولیوں سے اڑا دیا جائے اور تم نے میرے ایک سپاہی کے ہاتھ میں میزائل گن بھی دیکھ لی ہو گی۔ یہ اس لئے دی گئی ہے تاکہ تمہاری جیب کو ہی میزائل سے اڑا دیا جائے لیکن میں استابرا اقام صرف زبانی احکامات کی بنا پر نہیں کر سکتا اس لئے میں نے یہی فیصلہ کیا ہے کہ تمہیں گرفتار کر کے اعلیٰ حکام کے سامنے پیش کر دوں۔ اس کے بعد وہ کیا کرتے ہیں اور کیا نہیں = میرا مسئلہ نہیں ہو۔“ انسپکٹر نے کہا اور عمران نے محسوس کیا کہ وہ

جو کچھ کہہ رہا ہے درست کہہ رہا ہے۔

”او کے جہار اشکر یہ انسپکٹر تم اچھے آدمی ہو اور اچھے آدمی کو واقعی نقصان نہیں پہنچنا چاہئے۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے دونوں ہاتھ عقب میں کر لئے۔ اس کی وجہ سے اس کے ساتھیوں نے بھی اپنے اپنے ہاتھ عقب میں کر لئے اور عمران سمیت سب مردوں کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں پہنا دی گئیں۔ البتہ جو لیا اور صالحہ کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں نہیں ڈالی گئی تھیں۔

”یہاں کا پولیس چیف کون ہے؟“ عمران نے انسپکٹر سے پوچھا۔

”سرور دلاور سنگھ۔“ انسپکٹر نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑا۔

”ان کی ویگن کی تلاشی لو اور ان سب کو پولیس جیب میں بٹھاؤ۔“ انسپکٹر نے احکامات دیتے ہوئے کہا۔

”پہلے تلاشی لے لو۔ پھر بیٹھیں گے۔ فی الحال ہم نے تمہارے احکامات کی تعمیل کر دی ہے اور تمہیں اب مطمئن ہو جانا چاہئے کہ ہمارا غلط حرکت کرنے کا کوئی ارادہ نہیں ہے لیکن تمہیں ہمارے چند سوالوں کا جواب بہر حال دینا ہوگا۔“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے تم نے واقعی تعاون کیا ہے ورنہ تمہارے متعلق ہمیں جو کچھ بتایا گیا تھا اس کے مطابق تو ہم سب کو بھی خطرہ لاحق تھا کہ شاید ہم زندہ واپس اپنے بال بچوں کو نہ مل سکیں گے اس لئے تم جو

چاہو پوچھ سکتے ہو..... انسپکٹر نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”یہاں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں ہم کچھ دیر بیٹھ کر باتیں کر سکیں۔
 میرا وعدہ کہ ہم کوئی غلط حرکت نہیں کریں گے“..... عمران نے کہا۔
 ”کیا باتیں کرنا چاہتے ہو تم“..... انسپکٹر نے چونک کر پوچھا۔
 ”فکر مت کرو اس سے تمہیں فائدہ ہی ہوگا نقصان نہیں ہوگا۔“
 عمران نے جواب دیا۔

”اوکے ادھر نیچے ایک پرانا سا ہٹ ہے۔ ہم بھی تین گھنٹے سے وہیں
 موجود تھے اور تم لوگوں کا انتظار کر رہے تھے“..... انسپکٹر نے کہا اور
 اس کے ساتھ ہی اس نے سپاہیوں کو کہہ دیا کہ وہ عمران اور اس کے
 ساتھیوں کو اس ہٹ میں لے آئیں اور جیسے بھی سڑک سے ہٹالیں۔
 پھر عمران اور اس کے ساتھی سپاہیوں کے گھیرے میں سڑک سے نیچے
 اتر کر پہاڑی جھاڑیوں کے درمیان چلتے ہوئے آگے بڑھتے چلے گئے۔
 سب ساتھی بار بار عمران کی طرف اس طرح دیکھ رہے تھے جیسے ان کا
 خیال ہو کہ عمران انہیں کوئی ہدایات دے گا۔ لیکن عمران خاموش تھا
 اس نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہ دیکھا تھا۔ ہٹ چھوٹا سا تھا۔ لیکن
 بہر حال استاضرور تھا کہ عمران اور اس کے ساتھیوں کے ساتھ ساتھ
 انسپکٹر اور ایک اور سپاہی اندر بیٹھ سکیں۔ ہٹ کا فرش صاف تھا۔
 شاید پولیس والوں نے اپنے بیٹھنے کے لئے اس کی باقاعدگی سے صفائی
 کی تھی

”کر شوما جیپ سے بڑا کپڑا نکال لاؤ اور یہاں پکھا دو اور وہ ٹرانسمیٹر

بھی مجھے لا دو تاکہ میں سردار صاحب کو ضروری اطلاع دے سکوں۔“
 انسپکٹر نے اپنے ایک سپاہی سے کہا اور سپاہی سر ملاتا ہوا واپس چلا گیا۔
 چند لمحوں بعد فرش پر کپڑا پکھا دیا گیا اور پھر انسپکٹر کے کہنے پر وہ سب فرش
 پر بیٹھ گئے۔ انسپکٹر بھی ان کے ساتھ ہی بیٹھ گیا تھا اور سپاہی نے ایک
 ٹرانسمیٹر اس کے سامنے رکھ دیا تھا اور خود وہ ایک طرف مودبانہ انداز
 میں کھڑا ہو گیا۔

”ٹرانسمیٹر کال بعد میں کر لینا انسپکٹر“..... عمران نے انسپکٹر کو
 ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھاتے دیکھ کر کہا۔
 ”تم کہنا کیا چاہتے ہو“..... انسپکٹر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”تمہارا نام کیا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”انسپکٹر موہن“..... انسپکٹر نے جواب دیا۔

”یہ بتاؤ کہ تمہیں کیا احکامات دیئے گئے اور تمہیں کیسے معلوم ہوا
 کہ ہم لوگوں کو ہی پکڑنا ہے۔ اس سڑک پر تو اور بھی کئی جیسپیں گزرتی
 ہیں“..... عمران نے کہا تو انسپکٹر بے اختیار مسکرا دیا۔

”اوہ تو تم یہ بات پوچھنا چاہتے تھے۔ اوکے میں بتا دیتا ہوں اب
 گرفتاری کے بعد اسے چھپانے کی ضرورت بھی نہیں رہی۔ کافرستان
 سیکرٹ سروس کے چیف نے پولیس چیف سردار دلدار سنگھ کو کہا کہ
 دو عورتیں اور چار مردوں پر مشتمل ایک ٹیم مالٹی سے خفیہ طور پر
 فیض آباد پہنچی ہے اور ان لوگوں نے آگے پہاڑوں میں جانا ہے اور یہ
 لوگ انتہائی خطرناک پاکیشیائی ایجنٹ ہیں۔ انہیں ٹریس کر کے

گولیوں سے اڑا دینا ہے۔ پولیس چیف پہلے اٹیلی جنس کا بھی بہت بڑا افسر رہا ہے۔ سچانچہ ان احکامات کے ملتے ہی اس نے شہر میں موجود ایسی تمام جیپوں کی نگرانی شروع کرادی جنہیں پہاڑی سفر کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہو۔ اس کے ساتھ ساتھ فیض آباد میں جتنے بھی جیپیں فروخت کرنے والے ڈیلر ہیں انہیں احکامات دے دیئے گئے کہ اب وہ جس پارٹی کو بھی جیپ فروخت کریں گے اس کی تفصیلات پولیس ہیڈ کوارٹر کو مہیا کریں گے۔ یہ اتنا بڑا شہر نہیں ہے کہ یہاں ایسے انتظامات نہ ہو سکیں سچانچہ ان احکامات کی تعمیل ہوئی اور تم نے جس سے جیپ خریدی اس نے تمہارے اور جیپ سے متعلق تفصیلات ہیڈ کوارٹر کو بھجوا دیں اور پولیس نے جیپ کی نگرانی شروع کر دی۔ تم اور تمہارا یہ ساتھی اس جیپ میں خریداری کرتے رہے۔ پھر تم آئسن کالونی کی کوٹھی میں چلے گئے۔ اس کے ساتھ ساتھ فیض آباد کے اندرونی حصوں کی طرف جانے والی تمام سڑکوں پر پولیس کی چیکنگ مستقل طور پر کرادی گئی۔ آج صبح جب تمہاری جیپ کوٹھی سے باہر آئی تو پولیس ہیڈ کوارٹر کو اطلاع دی گئی کہ اس جیپ میں دو عورتیں اور پانچ مرد ہیں سچانچہ یہ طے ہو گیا کہ تم لوگ ہی ہمارے مطلوبہ افراد ہیں چنانچہ تمہاری جیپ کا نمبر سب چیکنگ کرنے والوں کے ساتھ ساتھ ہمیں بھی پہنچ گیا۔ ہمارا ایک آدمی شہر کے اس ناکے پر موجود ہے جہاں سے یہ سڑک ادھر کو آتی ہے۔ اس نے اطلاع دے دی کہ جیپ آ رہی ہے سچانچہ ہم نے تمہیں پکڑ لیا اور بس..... انسپکٹر

موہن نے پوری تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔
"لیکن تم تو کہہ رہے تھے کہ تمہیں جیپ اڑانے کا حکم ملا ہے۔"

عمران نے کہا۔
"ہاں حکم واقعی ایسا تھا کیونکہ یہ بتایا گیا تھا کہ تم انتہائی خطرناک ایجنٹ ہو اس لئے اگر تم لوگ ذرا بھی مزاحمت کرو تو پھر فائر کھول دیا جائے..... انسپکٹر نے جواب دیا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف ہاتھ بڑھانے لگا۔

"ایک منٹ رک جاؤ..... عمران نے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔
"کیا ہوا۔ تم کھڑے کیوں ہو گئے ہو..... انسپکٹر نے چونک کر کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ بھی کھڑا ہو گیا۔

"اس لئے کہ ہم ابھی تمہارے ہیڈ کوارٹر نہیں جانا چاہتے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کے عقب میں موجود دونوں ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے سیدھے ہوئے اور دوسرے لمحے انسپکٹر اس کے ہاتھوں میں اٹھتا ہوا سپاہی سے ایک دھماکے سے ٹکرایا اور وہ دونوں چیخ مار کر نیچے گرے ہی تھے کہ عمران نے سپاہی کے ہاتھ سے نکلنے والی مشین گن جھپٹ کر جولیا کی طرف اچھڑائی اور اس کے ساتھ ہی اس نے اچھل کر اٹھنے کی کوشش کرتے ہوئے انسپکٹر اور سپاہی دونوں کی کنٹیپوں پر یکے بعد دیگرے تین بھجڑیں ادا کر دیں۔ اور جولیا مشین گن جھپٹنے ہی بجلی کی سی تیزی سے..... دوزی اور صالحہ نے

اٹھ کر کھڑے ہو جانے والے اپنے ساتھیوں کے ہاتھوں میں موجود کلب، ہتھکڑیاں کھولنی شروع کر دیں۔ انسپکٹر اور سپاہی دونوں بے ہوش ہو چکے تھے۔ عمران نے انسپکٹر کا ریو اور جھپٹنا اور تیزی سے دروازے کی طرف بڑھا جہاں سے اب مشین گن کی تیز فائرنگ اور انسانی چیخوں کی آوازیں سنائی دے رہی تھیں۔ وہ دروازے سے باہر نکلا تو اس نے جو لیا کو ایک بڑی سی چٹان کی اوٹ سے فائرنگ کرتے ہوئے دیکھا۔ پولیس کے سپاہی زمین پر لوٹ پوٹ ہو رہے تھے البتہ عمران کی نظریں ایک سپاہی پر پڑ گئیں جو چٹانوں کی اوٹ لپیٹے ہوئے تیزی سے سڑک کی طرف جا رہا تھا۔ وہ اس اینگل پر تھا کہ چٹان کے پیچھے چھپی ہوئی جو لیا کو نظر نہ آسکتا تھا لیکن عمران کو وہ دکھائی دے رہا تھا اور ابھی تھا بھی ریو اور کی ریخ میں۔ اس لئے عمران نے ریو اور سیدھا کیا اور پھر جیسے ہی سپاہی ایک چٹان کی اوٹ سے نکل کر بجلی کی رفتار سے دوسری کے پیچھے جانے لگا۔ عمران نے ٹریگر دبا دیا اور سپاہی چیخ مار کر نیچے گر اور چند لمحے ہاتھ پیر مارنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

"آجاً سب باہر اور اس انسپکٹر کو بھی لے آؤ"..... عمران نے مڑ کر ہٹ کے اندر موجود ساتھیوں سے کہا اور تیزی سے ان سپاہیوں کی طرف بڑھا جو شاید اکٹھے کھڑے ہونے کی وجہ سے جو لیا کی فائرنگ کی زد میں آگئے تھے اور اب ان میں سے کچھ تڑپ رہے تھے کچھ ساکت ہو گئے تھے۔ جو لیا بھی چٹان کی اوٹ سے باہر آگئی تھی۔

"اس سپاہی کو گولی مار دو لیکن اس انسپکٹر کے ہاتھ عقب میں کر

کے ہتھکڑی لگاؤ اور اسے پولیس جیپ میں ڈال دو جلدی کرو ہم نے تیزی سے آگے بڑھنا ہے"..... عمران نے کہا تو اس کے ساتھی اس کے احکامات کی تعمیل میں مصروف ہو گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ایک بار پھر جیپ میں سوار ہو کر سڑک کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے۔ البتہ اب ان کے پاس پولیس کا اسلحہ بھی موجود تھا۔ حالانکہ اس سے پہلے عمران نے اس لئے اسلحہ ساتھ نہ رکھا تھا کیونکہ ان علاقوں میں پولیس اکثر چیکنگ کرتی رہتی ہے اور اسلحہ کی موجودگی ان کے لئے مصیبت بن سکتی تھی لیکن اب چونکہ صورتحال بدل چکی تھی اس لئے اس نے اسلحہ ساتھ لے لیا تھا۔

"عمران صاحب آپ نے اس انسپکٹر کو زندہ چھوڑ دیا ہے"۔ ناثران نے کہا۔

"اس لئے تاکہ سردار دلاور سنگھ کو ہمارے متعلق بتانے والا کوئی تو زندہ رہ جائے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میرا خیال ہے ہمیں یہ جیپ وہیں چھوڑ دینی چاہئے تھی۔ اسے مارک کر لیا گیا ہے اور ہو سکتا ہے آگے بھی کوئی چیکنگ پارٹی موجود ہو"..... اس بار صفدر نے کہا۔

"سردار دلاور سنگھ ابھی ہمارے متعلق پر یقین نہیں ہے ورنہ تو وہ ہمیں وہیں شہر میں ہی میزائلوں سے اڑا سکتا تھا اس لئے آئندہ چیک پوسٹ کو بھی صرف گرفتاری کا ہی حکم ہو گا لیکن اب ہمارے پاس اسلحہ بھی ہے اور ہم باخبر بھی ہیں۔ اس لئے اب کوئی مسئلہ نہیں

”تم پلیز خاموش رہا کرو صالحہ۔ ان معاملات میں مت دخل دیا کرو۔“ جو یانے صالحہ کی بات کاٹتے ہوئے کہا۔

”جو یانے درست کہہ رہی ہے۔ اس نے کبھی ذیل ایس کے معاملات میں مداخلت کی ہے۔“ کیپٹن شکیل کو ذہنی تانے بانے بننے سے بی فرصت نہیں ملتی ورنہ ٹرائی اینگل تو یہاں بھی بن جاتا مطلب ہے ذیل ایس کی بجائے ٹریل ایس۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور اس کی بات سن کر جو یانے اختیار پنس پڑی۔

”عمران صاحب آپ زبردستی مجھے اس معاملے میں کیوں گھسیٹ لیتے ہیں۔“ صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اس لئے کہ تم چاہے مانو یا نہ مانو میں تو بہر حال مانتا ہوں کہ ماں کے حکم کی تعمیل فرض ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیپ میں موجود سب افراد بے اختیار چونک پڑے۔

”ماں کا حکم کیا مطلب۔ کس کی ماں کی بات کر رہے ہو۔“ جو یانے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

”جس کی ماں نے حکم دیا ہے کہ اس کے بیٹے کو اس معاملے میں گھسیٹا کرو کہ شاید یہ مسٹر گھسیٹا بننے پر رضا مند ہو جائے اور ماں اس کے سر پر سہا دیکھ لے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پلیز۔“ صفدر نے ہنستے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہو۔ کیا صفدر کی ماں کے بارے میں کہہ رہے ہو۔“

”کیا صفدر کی ماں ہے۔“ جو یانے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن یہ انسپکٹر تو کہہ رہا تھا کہ یہ اس کی شرافت ہے کہ وہ ہمیں میزائل سے اڑا سکتا تھا مگر صرف گرفتار کر رہا ہے۔ ویسے اس کے ایک سپاہی کے پاس واقعی میزائل گن بھی موجود تھی۔“ صفدر نے کہا۔

”استاذ اقدام عام پولیس والے نہیں کر سکتے اس کے لئے خصوصی تربیت یافتہ اور سفاک دل افراد چاہئیں جیسے اپنا تنویر ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”میں واقعی اپنے رستے میں آنے والی ہر رکاوٹ کو سفاکی سے ختم کر دیا کرتا ہوں۔“ تنویر نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے سن لیا جو یانے اب محتاط رہا کرو۔“ عمران نے جو یانے کی طرف گردن موڑ کر دیکھتے ہوئے کہا۔

”وہ رکاوٹ کی بات کر رہا ہے۔ میں اس کے رستے کی رکاوٹ کیسے بن گئی۔“ جو یانے مسکراتے ہوئے کہا۔

”رکاوٹ تو ہو۔ اگر تم درمیان میں نہ ہو تو تنویر اور میرے درمیان سرے سے کوئی جھگڑا ہی نہیں رہتا کیوں تنویر میں درست کہہ رہا ہوں ناں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ساتھ ہی وہ تنویر سے مخاطب ہو گیا۔

”عمران صاحب میری سمجھ میں یہ ٹرائی اینگل نہیں آئی۔ جب تنویر صاحب کو علم ہے کہ۔“ اچانک جو یانے کے ساتھ بیٹھی ہوئی صالحہ نے بات کرتے ہوئے کہا۔

"تو تمہارا کیا خیال ہے۔ صفر کسی خود رو پودے کی طرح زمین سے نکلا ہے"..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اوہ اوہ میرا یہ مطلب نہیں تھا۔ میرا مطلب ہے کیا صفر کی ماں زندہ ہے۔ کہاں ہے۔ ہمیں تو اس نے کبھی بتایا ہی نہیں اور نہ کبھی ملوایا ہے"..... جو لیا نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔ ویسے کمیشن تشکیل کی آنکھوں میں بھی حیرت تھی اور تنویر کا چہرہ بھی حیرت کی شدت سے بگڑا ہوا سا نظر آ رہا تھا۔ شاید یہ بات ان سب کے لئے ایک دھماکے کی حیثیت رکھتی تھی۔

"مس جو لیا عمران صاحب کو جب آپ اچھی طرح جانتی ہیں تو پھر..... صفر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

"کیا مطلب کیا مسز جوہد ری تمہاری ماں نہیں ہیں۔ کیا میں جھوٹ بول رہا ہوں"..... عمران نے غصے سے آنکھیں نکالتے ہوئے کہا۔

"مسز جوہد ری"..... جو لیا نے اور زیادہ حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"مس جو لیا آج کل جس رہائشی پلازہ میں میرا فلیٹ ہے۔ اس میں ایک بوڑھی بیوہ عورت بھی رہتی ہے۔ بیچاری نانگوں سے معذور ہے اور اکیلی ہے۔ مجھے جب بھی فرصت ملتی ہے میں ان کے پاس جا کر ان سے باتیں کرتا ہوں اور ان کا دل بہلاتا ہوں اور ان کی عمر کے لحاظ سے میں انہیں ماں اور وہ مجھے بیٹا کہتی ہیں۔ عمران صاحب ان کی بات کر رہے ہیں"..... صفر نے فوراً ہی وضاحت کرتے ہوئے کہا اور جو لیا نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔

"بہر حال ماں تو وہ ہیں۔ انہوں نے مجھے کہا تھا کہ ان کا بیٹا صفر شادی نہیں کرتا جب بھی یہ بات کروں وہ ٹال جاتا ہے اس کے لئے کچھ کرو اور ظاہر ہے اب ماں کا حکم ٹالا تو نہیں جاسکتا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"صفر صاحب کی اصل والدہ کیا فوت ہو چکی ہیں"..... اس بار صالح نے پوچھا۔

"جی ہاں مس صالح وہ فوت ہو چکی ہیں"..... صفر نے جواب دیا۔

"چلو اب مجھے مزید گھسیٹنے کی ضرورت نہیں رہی۔ اب گاڑی خود ہی منزل کی طرف روانہ ہو چکی ہے۔ اللہ اپنا فضل کرے گا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو جیپ ہلکے سے قہقہوں سے گونج اٹھی کیونکہ وہ سب عمران کی بات کا مطلب سمجھ چکے تھے۔ صالح بھی ہنس رہی تھی اور صفر بھی۔

"آپ کا مطلب ہے کہ اب میں صفر صاحب سے بات ہی نہ کروں یہ کیسے ہو سکتا ہے"..... صالح نے ہنستے ہوئے کہا۔

"بالکل نہیں ہو سکتا اور ہونا بھی نہیں چاہئے۔ بات چیت کے لئے آغاز کی ضرورت ہوتی ہے اور آغاز میں نے مہیا کر دیا ہے۔ اب رہا اس کا اختتام۔ تو اس بارے میں بزرگ کہتے ہیں کہ اس کا فیصلہ آسمانوں پر ہوتا ہے"..... عمران نے جواب دیا اور ایک بار پھر جیپ قہقہوں سے گونج اٹھی۔

لے گیا اور تھوڑی دور لے جا کر اس نے اسے روک دیا۔

”جا کر کاشن دو“..... عمران نے کہا اور نائٹران سرہلاتا ہوا جیپ سے نیچے اترا اور پٹانوں کے درمیان دوڑتا ہوا آگے بڑھا اور ان کی تحروں سے غائب ہو گیا۔

”جیپ کی عقبی سیٹ کے نیچے ایک بیگ موجود ہے وہ نکال لو اور سب باہر آ جاؤ“..... عمران نے اپنے ساتھیوں سے کہا اور خود بھی جیپ سے نیچے اتر گیا۔ باقی ساتھی بھی نیچے اترے اور سب سے آخر میں صفدر نیچے آیا اس نے ایک سیاہ رنگ کا بڑا سا بیگ اٹھایا ہوا تھا۔ تھوڑی دیر بعد نائٹران واپس آ گیا۔

”ہیلی کاپٹر کا پائلٹ آ رہا ہے“..... نائٹران نے کہا تو عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”عمران صاحب آپ نے ہمیں آئندہ پلاننگ کی کوئی تفصیل نہیں

بتائی“..... صفدر نے کہا۔

”تفصیل والی کوئی بات نہیں ہے۔ ہم نے سرسار کے علاقے میں پہنچنا ہے۔ اگر ہم وہاں جیپ کے ذریعے جاتے تو ہمیں وہاں تک کئی دن لگ جاتے اور راستے میں جگہ جگہ چیک پوسٹیں بھی موجود ہیں کیونکہ اس سارے علاقے میں جنگلات ہیں جہاں سے لکڑی کاٹ کر فیض آباد پہنچائی جاتی ہے اور یہ سارا کام محکمہ جنگلات کی نگرانی میں ہوتا ہے۔ اس سارے علاقے میں محکمہ جنگلات کے چیفنگ پوائسٹنس بھی ہیں اور لکڑی اکٹھی کرنے اور ٹرکوں پر لوڈ کرنے کے پوائسٹنس بھی

”مس صالحہ پلیز آپ ہی خاموش ہو جائیں ورنہ عمران صاحب نے خاموش نہیں ہونا“..... صفدر نے اس بار صالحہ سے کہا۔

”مبارک ہو آفر بھی ہو گئی۔ کیونکہ بزرگ یہ بھی کہتے ہیں کہ خاموشی نیم رضا“..... عمران نے کہا اور اس بار صالحہ کی ہنسی کی آواز سب سے بلند تھی۔

”ویسے عمران صاحب آپ نے مجھے واقعی سوچنے پر مجبور کر دیا ہے“..... صالحہ نے ہنستے ہوئے کہا۔ وہ شاید اب زچ ہو کر دوسرے انداز میں بات کرنے پر تل گئی تھی۔

”سوچنا عورتوں کا کام نہیں ہوتا کیوں جو یا تم نے کبھی سوچا ہے یہاں تو بے دھڑک کو دپڑنے والی بات ہوتی ہے۔ اب چاہے وہ آگ گزراں میں تبدیل ہو یا نہ ہو۔ یہ بعد میں دیکھا جاتا ہے“..... عمران نے کہا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

”خدا کی پناہ تمہاری زبان سے کوئی محفوظ نہیں ہے۔ تم نے صالحہ کو زچ کر کے رکھ دیا ہے“..... جو یا نے ہنستے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب پہاڑ اب قریب آ گیا ہے“..... اچانک نائٹران نے جو ڈرائیونگ سیٹ پر موجود تھا کہا تو عمران چونک کر سیدھا ہوا اور اس کے ساتھ باقی ساتھی بھی چونک پڑے۔

”ٹھیک ہے جیپ روک دو“..... عمران نے سنجیدہ لہجے میں کہا اور نائٹران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے جیپ ایک سائیڈ پر کی اور پھر وہ اسے پٹانوں کے درمیان سے گزرتا ہوا سڑک سے گہرائی میں

ہموڑ دینا"..... عمران نے ناثران سے کہا۔

"آپ فکر نہ کریں میں محتاط رہوں گا"..... ناثران نے کہا۔

"چلو مسٹر نارچند"..... عمران نے نارچند سے کہا اور اس کے

ساتھ ہی اس نے اپنے ساتھیوں کو اپنے پیچھے آنے کا اشارہ کیا اور پھر وہ

سب نارچند کی رہنمائی میں تقریباً بیس منٹ تک چٹانوں کے درمیان

چلنے کے بعد ایک خاصی کھلی جگہ پہنچ گئے جہاں ایک جدید ماڈل کا ہیلی

کاپٹر موجود تھا۔ گو ہیلی کاپٹر چھوٹا تھا لیکن بہر حال اس قدر طاقتور ضرور

تھا کہ ان سب کو اٹھا کر لے جاتا۔ سب چند لمحوں بعد وہ سب ہیلی کاپٹر میں

جیسے لد سے گئے اور ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہو گیا۔ کافی بلندی پر پہنچ کر

وہ تیزی سے مڑا اور پھر خاصی تیز رفتاری سے آگے بڑھتا چلا گیا۔

"مسٹر نارچند ہم مارتی کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"..... عمران نے

نارچند سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ایک گھنٹہ لگ جائے گا جناب"..... نارچند نے جواب دیا اور

عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ کے ہیلی کاپٹر کو یہاں کسی اڈے سے چیک تو نہیں کیا

جاتا"..... عمران نے چند لمحوں بعد پوچھا۔

"نہیں جناب اول تو یہاں کوئی ایسا اڈہ ہی نہیں ہے اور اگر ہو بھی

ہی تو یہ سرکاری ہیلی کاپٹر ہے"..... نارچند نے جواب دیا اور عمران

نے ایک بار پھر اثبات میں سر ہلا دیا۔

"آپ مارتی کیوں جا رہے ہیں۔ کیا میں پوچھ سکتا ہوں

فیض آباد میں محکمہ جنگلات کا ریجنل ڈائریکٹر کا آفس ہے جو ہر پندرہ روزہ

بعد ایک خصوصی ہیلی کاپٹر کے ذریعے ان پوائنٹس کو جا کر چیک کرتا

ہے ان کا آخری پوائنٹ سرسار کی سرحد کے قریب ہے۔ اس کو مارتی

چیک پوسٹ کہا جاتا ہے۔ ہم نے وہاں پہنچنا ہے تاکہ وہاں سے آگے

سرسار کے علاقے میں داخل ہو سکیں۔ ہیلی کاپٹر پائلٹ سے ناثران

نے بات کی ہے اور بھاری رقم کے عوض وہ ہمیں ہیلی کاپٹر میں وہاں

تک پہنچانے کے لئے تیار ہو گیا ہے۔ ریجنل ڈائریکٹر صاحب

دارالحکومت گئے ہوئے ہیں لیکن اس کا کہنا تھا کہ وہ ہمیں شہر سے نہیں

لے سکتا اس طرح محکمے کے دوسرے افراد اسے چیک کر لیں گے۔ اس

نے یہاں پہاڑیوں پر یہ پوائنٹ بتایا تھا کہ وہ ہیلی کاپٹر لے کر وہاں پہنچ

جائے گا۔ ہم وہاں پہنچ جائیں وہ ہمیں مارتی کے قریب اتار کر واپس چلا

جائے گا"..... عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

تھوڑی دیر بعد ایک لمبے قد اور چھریرے جسم کا آدمی چٹانوں میں سے

نمودار ہوا۔ اس نے سر پر مٹیا لے رنگ کار و مال باندھا ہوا تھا جس میں

سرخ رنگ کی دھاریاں تھیں۔

"یہ پائلٹ ہے عمران صاحب رائے نارچند"..... ناثران نے اس

آتے ہوئے آدمی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا اور عمران نے اثبات

میں سر ہلا دیا۔

"آئیے جناب میرے ساتھ آجلیے"..... نارچند نے قریب آکر کہا۔

"ٹھیک ہے ناثران اب تم جاؤ۔ جیپ کو کسی قریب ترین پہاڑ پر

جنتاب..... جند لمحوں بعد نارہ جند نے پوچھا۔

"تم کبھی مارتی سے آگے سرسار گئے ہو"..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے التماساں کر دیا۔

"یس سر۔ میں سرسار میں رہنے والے ایک قبیلے کا فرد ہوں۔ ہمارے قبیلے میں اچانک ایک خوفناک بیماری پھوٹ پڑی میں اس وقت بچہ تھا۔ بے شمار لوگ مر گئے تو قبیلے کے سردار نے وہاں سے کوچ کرنے کا حکم دے دیا اور ہم سب وہاں سے چلے اور فیض آباد کے قریب ایک علاقے میں آکر رہنے لگے۔ میں ایک بار اپنے والد کو لے کر سرسار گیا تھا۔ اس جگہ جہاں ہمارا قبیلہ آباد تھا کیونکہ میرے والد کی خواہش تھی کہ وہ مرنے سے پہلے وہ جگہ دیکھنا چاہتے ہیں"..... نارہ جند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ کب کی بات ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"دو سال پہلے کی جنتاب۔ میرے والد کو فوت ہوئے ایک سال ہوا

ہے"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"کس طرح گئے تھے"..... عمران نے پوچھا۔

"میں نے صاحب سے کہا تھا۔ انہوں نے اجازت دے دی اور میرے والد کو ہیلی کاپٹر میں بٹھالیا۔ پھر صاحب مالٹی پر رک گئے اور میں والد کو ساتھ لے کر سرسار چلا گیا۔ میرے والد وہاں ایک رات رہے تھے۔ ابھی تک جھونپڑیاں وہاں موجود تھیں لیکن وہ سب تقریباً تباہ ہو چکی تھیں"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"مارتی سے کتنی دور ہے یہ جگہ"..... عمران نے پوچھا۔

"تقریباً بیس کلو میٹر تو ہوگی"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"رستے میں کوئی اور قبیلہ آباد نہیں ہے"..... عمران نے پوچھا۔

"نہیں جنتاب صرف جنگل ہی ہے"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"وہاں کس قسم کے درندے ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"وہاں تو چھوٹے جانور ہی ملتے تھے۔ میرے والد نے بتایا تھا کہ درندے اس سارے علاقے میں سے ختم کر دیئے گئے تھے۔ البتہ کبھی کبھی کوئی بڑا درندہ نظر آجاتا ہے"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"لیکن میں نے تو سنا ہے کہ یہ سارا علاقہ خوفناک درندوں سے بھرا ہوا ہے اس لئے وہاں سے لکڑی نہیں کاٹی جاتی"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میرے والد نے بتایا تھا کہ کسی زمانے میں وہاں درندے واقعی کثرت سے تھے لیکن پھر آہستہ آہستہ ختم ہو گئے"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"کبھی ملوئی پہاڑی کا نام سنا ہے"..... عمران نے کہا۔

"ملوئی۔ نہیں جنتاب میں نے تو یہ نام کبھی نہیں سنا"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

"وہاں مارتی میں کتنے لوگ رہتے ہیں"..... عمران نے پوچھا۔

"ایک گاؤں ہے جہاں لکڑی کاٹنے والے رہتے ہیں۔ تقریباً سو ڈیڑھ

سو افراد ہوں گے"..... نارہ جند نے جواب دیا۔

وئے کہا۔
 ”ٹھیک ہے ہم خود بندوبست کر لیں گے“..... عمران نے کہا اور
 نارچند نے کوئی جواب نہ دیا۔ خاموش ہو گیا تھا۔ پھر واقعی تقریباً ایک
 گھنٹے کی تیز رفتار پرواز کے بعد نارچند نے ہیلی کاپٹر کی بلندی کم کرنا
 شروع کر دی اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کو جنگل کے اندر ایک قدرے
 کھلی جگہ پر اتار دیا۔

”جناب شمال کی طرف یہاں سے کچھ دور مارتی پوائنٹ ہے وہاں
 کئی ہوئی لکڑی کے ڈھیر موجود ہوں گے۔ یہ اس کی نشانی ہے۔“
 نارچند نے کہا۔

”اور وہ گاؤں“..... عمران نے پوچھا۔
 ”وہاں سے قریب ہی ڈھلوان پر گاؤں ہے پچاس کے قریب لکڑی
 کے مکان ہیں“..... نارچند نے جواب دیا۔
 ”کیا اس سردار راتو کے مکان کی کوئی خاص نشانی ہے؟“۔ عمران
 نے پوچھا۔

”جی ہاں اس کے مکان پر سرخ رنگ کا جھنڈا لگا ہوا ہے۔“ نارچند
 نے جواب دیا اور عمران سر ملاتا ہوا نیچے گیا۔ اس کے ساتھی پہلے ہی نیچے
 اتر چکے تھے۔ دوسرے لمحے ہیلی کاپٹر فضا میں بلند ہوا اور پھر درختوں
 کے اوپر جا کر وہ مڑا اور ان کی نظروں سے غائب ہو گیا۔

”کیا یہ سب لوگ شہروں کے رہنے والے ہیں یا وہیں کے رہنے
 والے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔
 ”اوہ نہیں جناب شہروں کے رہنے والے وہاں کیسے رہ سکتے ہیں۔
 یہ سب لوگ انہی علاقوں کے رہنے والے ہیں حکومت انہیں اس
 کٹائی کے عوض معقول معاوضہ دیتی ہے“..... نارچند نے جواب
 دیا۔

”وہاں کوئی ایسا آدمی مل سکے گا جو سراسر کے علاقے اور وہاں کے
 رہنے والے قبیلوں کے بارے میں اچھی طرح جانتا ہو“..... عمران نے
 کہا۔

”آپ نے اس سے کیا پوچھنا ہے“..... نارچند نے چونک کر کہا۔
 ”بس ایسے ہی معلومات حاصل کرنی ہیں“..... عمران نے کہا۔
 ”لازمًا کوئی نہ کوئی مل جائے گا وہاں کا سردار راتو ہے اس سے بات
 کرنی پڑے گی“..... نارچند نے جواب دیا۔

”تم ہیلی کاپٹر اس گاؤں سے کچھ فاصلے پر اتارنا اور پھر گاؤں جا کر اس
 راتو کو ساتھ لے آنا“..... عمران نے کہا۔

”نہیں جناب میں نے تو فوری واپس جانا ہے ورنہ ڈائریکٹر صاحب
 دارالحکومت سے واپس آگئے اور انہیں معلوم ہو گیا کہ میں ان کی
 اجازت کے بغیر ہیلی کاپٹر لے گیا ہوں تو وہ مجھے گولی مارنے سے بھی
 دریغ نہ کریں گے۔ مجھ پر قرضہ ہست ہو گیا تھا۔ اس قرضے کو اتارنے
 کے لئے میں نے یہ رسک لیا ہے جناب“..... نارچند نے جواب دیتے

پڑے ہوئے انٹرکام کارسیور اٹھایا اور اس کا ایک نمبر پریس کر دیا۔
 "چیف بول رہا ہوں۔ انسپکٹر موہن کو اندر بھیجو۔" پولیس
 یونیفارم میں ملبوس آدمی نے تحکمانہ لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی
 اس نے رسیور رکھ دیا۔ چند لمحوں بعد دروازہ کھلا اور ایک پولیس
 انسپکٹر اندر داخل ہوا۔ اس نے سیلوٹ مارا اور مودبانہ انداز میں کھڑا
 ہو گیا۔

"پوری تفصیل بتاؤ کہ تم نے کیا کیا اور انہوں نے کیا کیا۔" شاگل
 نے دانت پیستے ہوئے انسپکٹر سے مخاطب ہو کر کہا اور انسپکٹر نے عمران
 اور اس کے ساتھیوں کی جیب کی آمد سے لے کر اپنے بے ہوش ہونے
 تک کی ساری کارروائی کی تفصیل بتادی۔

"جب مجھے ہوش آیا جناب تو میں پولیس جیب میں پڑا ہوا تھا۔ باہر
 نکلنے پر پتہ چلا کہ تمام سپاہیوں کو ہلاک کر دیا گیا ہے اور وہ ایجنٹ اور
 ان کی جیب غائب ہے۔"..... انسپکٹر نے کہا۔

"تم نے کہا ہے کہ جیب کی چیکنگ پوائنٹ پر آمد سے پہلے تمہیں
 ایک نوانی چیخ سنائی دی تھی اس کا کیا مطلب ہے؟"..... شاگل نے
 حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جی ہاں جناب بڑی خوفناک نوانی چیخ تھی۔ ہم سب بھی چند لمحوں
 کے لئے گھبرا گئے تھے۔ ہمارا خیال تھا کہ کسی عورت کو ہلاک کر دیا
 گیا ہے لیکن جیب میں ایسی کوئی بات نظر نہ آئی۔ نہ کسی عورت کی
 لاش تھی اور نہ ان دو عورتوں میں سے کوئی زخمی تھی اس آدمی نے بتایا

شاگل کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات نمایاں تھے۔ وہ ایک
 بڑی سی دفتری میز کے پیچھے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جب کہ میز کی دوسری
 طرف پولیس یونیفارم میں ملبوس ایک آدمی بیٹھا تھا۔
 "جب تمہیں معلوم ہو گیا تھا کہ وہ ہمارے مطلوبہ آدمی تھے تو تم
 نے اس کو ٹھکی کو ہی کیوں نہ بموں سے اڑا دیا؟"..... شاگل نے غصے کی
 شدت سے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا۔

"آپ نے کہا تھا کہ وہ انتہائی خطرناک آدمی ہیں جناب اس لئے میں
 نے سوچا کہ انہیں منصوبہ بندی سے پکڑا جائے۔ اب مجھے کیا معلوم
 تھا کہ وہ سب کو ختم کر کے نکل جائیں گے؟"..... پولیس کی وردی
 میں ملبوس آدمی نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ انسپکٹر کہاں ہے بلاؤ اسے؟"..... شاگل نے ہونٹ چباتے
 ہوئے کہا تو اس پولیس یونیفارم میں ملبوس آدمی نے سامنے میز پر

بڑھتی جا رہی تھی۔

”میں نے کال کیا تھا جناب لیکن آپ پرائم منسٹر ہاؤس میں مصروف تھے جناب“..... پولیس چیف نے کہا۔

”اوہ ہاں ٹھیک ہے۔ وہ پرائم منسٹر نے مجھے مشورے کے لئے بلایا تھا لیکن وہ لوگ اب کہاں ہیں۔ کہاں گئے ہیں وہ لوگ۔ آسمان کھا گیا ہے انہیں یا زمین نکل گئی ہے۔ کہاں گئے ہیں یہ“..... شاگل نے میز پر مکہ مارتے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ پولیس چیف کوئی جواب دیتا۔ میز پر رکھے ہوئے فون کی گھنٹی بج اٹھی اور پولیس چیف نے رسیور اٹھا لیا۔

”یس سردار دلاور سنگھ سپیکنگ“..... پولیس چیف نے کہا پھر وہ دوسری طرف سے آنے والی آواز سن کر بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ اوہ کہاں ہے وہ۔ جلدی بولو کہاں ہے وہ“..... پولیس چیف نے بے چین سے لہجے میں کہا پھر دوسری طرف سے بات سننے لگا۔

”اوہ اسے گرفتار کر کے لے آؤ۔ ابھی اسی وقت فوراً“..... پولیس چیف نے غصے سے چیتے ہوئے کہا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سنائی دی۔

”ہوتا رہے سرکاری ملازم جو میں کہہ رہا ہوں وہ کرو جلدی کرو۔ ابھی اسی وقت“..... پولیس چیف نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور پھر دوسری طرف سے بات سن کر اس نے رسیور رکھ دیا۔ اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھرائی تھی۔

کہ چپ میں ریڈیو چل رہا تھا جس سے ڈرامہ نشر ہو رہا تھا اور اس ڈرامے میں جج ماری گئی تھی“..... انسپکٹر نے جواب دیا۔

”نا سنسن وہ مشن پر تھے۔ وہ ریڈیو پر ڈرامہ سننے کے لئے نہیں آئے تھے۔ لازماً یہ جج کسی کو کاشن تھا“..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میرا بھی یہی خیال ہے جناب“..... پولیس چیف نے کہا۔

”بات میں نے کی ہے اور خیال تمہارا ہو گیا۔ اب تک تو تم نے خیال ظاہر نہیں کیا تھا۔ اب یہ تمہارا خیال کہاں سے ہو گیا۔“ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب مم میرا مطلب ہے کہ میں تو آپ کی بات کی تائید کر رہا ہوں“..... پولیس چیف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اوہ اچھا پھر ٹھیک ہے۔ پھر تمہارا خیال درست ہے“..... شاگل نے فوراً ہی نرم لہجے میں کہا اور پولیس چیف کے چہرے پر اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔

”ٹھیک ہے تم جاؤ“..... شاگل نے کہا اور انسپکٹر سلام کر کے مڑا اور کمرے سے باہر چلا گیا۔

”ہاں اب بتاؤ کہ وہ لوگ کہاں گئے ہیں۔ کیا تفتیش کی ہے تم نے تم یہاں کے پولیس چیف ہو۔ بولو کہاں ہیں وہ لوگ اور ہاں کیا تم مجھے کنکٹ نہیں کر سکتے تھے جب تمہیں ان کے بارے میں اطلاع ملی تھی“..... شاگل نے کہا۔ اس کے لہجے میں آہستہ آہستہ غصے کی شدت

"جتاب وہ ابھی یہاں پہنچ جائے گا"..... پولیس چیف نے بھی شاگل کے کرسی سے اٹھنے کی وجہ سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔
 "اوہ اوہ ویری بیڈ تو اس طرح یہ لوگ یہاں سے نکل گئے ہیں۔
 ویری بیڈ۔ اوہ۔ یہ جیج یقیناً اس ہیلی کاپٹر کے پائلٹ کو ہوشیار کرنے کے لئے ماری گئی ہوگی۔ وہ لوگ ایسی ہی احمقانہ حرکتیں کرتے ہیں۔
 اوہ گڈ شو جہارا مخبر تو بڑے کام کا آدمی ہے۔ اسے انعام ملنا چاہئے اوہ ویری گڈ"..... شاگل نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔ بولتے بولتے ہی اس کی ذہنی رو بدل گئی تھی۔ ہی وجہ تھی کہ فقرے کا آغاز اس نے ویری بیڈ سے کیا تھا لیکن فقرے کا اختتام ویری گڈ پر ہوا تھا۔

"میں سر ضرور سر۔ اسے بھاری انعام ملنا چاہئے سر"..... پولیس چیف نے خوشامدانہ لہجے میں کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ملادیا اور پھر بے چینی کے عالم میں اس نے کمرے میں ٹھلنا شروع کر دیا۔
 "ابھی تک وہ لے کر نہیں آیا۔ کہاں لے گیا ہے وہ جہارا مخبر۔
 نانسنس۔ احمق اسے وقت کی قدر بھی نہیں کیوں نہیں آیا ابھی تک"..... اچانک شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا۔
 "ابھی آجائے گا سر ابھی سر"..... پولیس چیف نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔ ظاہر ہے وہ پہلی بار سیکرٹ سروس کے چیف شاگل کا سامنا کر رہا تھا اس لئے وہ اس کے لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے موڈ کی وجہ سے بری طرح بوکھلایا ہوا نظر آ رہا تھا۔
 "میں اسے گولی مار دوں گا۔ نانسنس اتنی دیر۔ یہ آدمی ہے۔ اتنی

"جتاب ان کا پتہ چل گیا ہے جتاب میرے ایک مخبر نے انہیں تلاش کر لیا ہے جتاب"..... پولیس چیف نے کہا تو شاگل بے اختیار کرسی سے اچھل پڑا۔

"اوہ کہاں ہیں وہ۔ کہاں ہیں"..... شاگل نے تیز لہجے میں پوچھا۔
 "جتاب وہ محکمہ جنگلات کے ریجنل ڈائریکٹر کے سرکاری ہیلی کاپٹر میں بیٹھ کر پہاڑوں کے اندر کہیں اتر گئے ہیں۔ میں نے پائلٹ کو گرفتار کر کے یہاں لانے کا حکم دے دیا ہے جتاب ابھی پتہ لگ جائے گا جب"..... پولیس چیف نے کہا۔

"پہاڑوں کے اندر اتر گئے ہیں۔ محکمہ جنگلات کے سرکاری ہیلی کاپٹر میں۔ کیا مطلب میں سمجھا نہیں"..... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"جتاب میرے مخبر کو اطلاع ملی کہ ریجنل ڈائریکٹر صاحب دارالحکومت گئے ہوئے ہیں۔ ان کی عدم موجودگی میں ان کا پائلٹ جس کا نام نارچند بتایا گیا ہے۔ ہیلی کاپٹر لے کر انہی پہاڑیوں کی طرف گیا ہے اور پھر دو گھنٹوں بعد واپس آیا ہے تو اسے شک پڑا اس نے اس پائلٹ کو گھیر کر جب اس سے سختی سے پوچھ گچھ کی تو اس نے بتایا ہے کہ اس نے انہی پہاڑیوں میں سے دو عورتوں اور چار مردوں کو ہیلی کاپٹر میں سوار کر کے پہاڑیوں کے اندر اتارا ہے"..... پولیس چیف نے کہا تو شاگل بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ اوہ کہاں ہے وہ پائلٹ کہاں ہے"..... شاگل نے چیختے ہوئے کہا۔

دیر..... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر وہ واقعی گولی مار دینے کے قابل ہے سر“..... پولیس چیف نے کہا تو شاگل نے اس طرح سر ہلایا جیسے پولیس چیف نے اس کی بات کی تائید کر کے انتہائی عقلمندی کا ثبوت دیا ہو اور پولیس چیف کے گھبرائے ہوئے چہرے پر ایک بار پھر اطمینان کے تاثرات نمودار ہو گئے۔ شاگل نے ایک بار پھر ٹہلنا شروع کر دیا۔ اس کے چہرے پر ایک بار پھر غصے کے تاثرات ابھرتے چلے آ رہے تھے اور پولیس چیف کے ہونٹ اسی طرح بھینچتے چلے جا رہے تھے کہ دروازہ کھلا اور ایک نوجوان جس کے ہاتھوں میں ہتھکڑیاں تھیں اندر داخل ہوا اس کے پیچھے ایک سادہ کپڑوں میں ملبوس آدمی اور ایک باوردی پولیس کا سپاہی تھا۔ ہتھکڑی کی زنجیر باوردی پولیس مین کی بیلٹ سے منسلک تھی۔

”جتاب یہ میرا مخبر ہے راشٹریہ“..... پولیس چیف نے جلدی سے اس سادہ کپڑوں والے کا تعارف کراتے ہوئے کہا۔

”یہی ہے وہ پائلٹ..... شاگل نے غور سے اس ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے آدمی کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

”جی ہاں جتاب یہ پائلٹ ہے نارچندر ریجنل ڈائریکٹر محکمہ جنگلات کے سرکاری ہیلی کاپٹر کا جتاب ریجنل ڈائریکٹر صاحب نے تو بڑی مزاحمت کی تھی جتاب لیکن آپ کے حکم کی وجہ سے میں اسے جبراً لے آیا ہوں جتاب“..... راشٹریہ نے کہا۔

”یہ کیا احمقوں والی ہتھکڑی لگا کر لے آئے ہو۔ کلپ ہتھکڑی نہیں ہے تمہارے پاس“..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میری الماری میں ہے جتاب“..... پولیس چیف نے جلدی سے کہا اور تیزی سے ایک سائیڈ پر دیوار میں موجود الماری کی طرف بڑھ گیا اس نے الماری کھولی اور اس میں سے ایک کلپ ہتھکڑی نکال لی۔

”اس کے دونوں ہاتھ عقب میں کر کے یہ کلپ ہتھکڑی لگا دو اور یہ چھن چھن کرتی ہوئی اونڈ ماڈل ہتھکڑی کھول دو اور پھر اس زنجیر سے اسے ستون سے باندھ دو جلدی کرو“..... شاگل نے تحکمانہ لہجے میں کہا تو پولیس چیف خود اس کے حکم کی تعمیل کے لئے دوڑ پڑا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس کے حکم کی تعمیل کر دی گئی۔

”تمہارے پاس ہنٹر تو ہو گا وہ لے آؤ“..... شاگل نے کہا۔

”وہ بھی الماری میں موجود ہے سر میں نکالتا ہوں سر“..... پولیس چیف نے کہا۔

”تم دونوں جاؤ“..... شاگل نے باوردی اور بغیر وردی دونوں سے کہا اور وہ دونوں خاموشی سے سر جھکائے کمرے سے باہر نکل گئے۔ جب کہ پولیس چیف نے الماری کے نچلے خانے سے چڑے کا بنا ہوا ہنٹر نکال کر شاگل کی طرف بڑھا دیا۔ ابھی شاگل نے ہنٹر ہاتھ میں لیا ہی تھا کہ کمرے کا دروازہ کھلا اور ایک ادھیر عمر بادلدار آدمی جس کے جسم پر تھری پیس سوٹ تھا اندر داخل ہوا۔ اس کے چہرے پر شدید غصے کے تاثرات تھے۔

سے گھوما جس میں اس نے ہنسر پکڑ رکھا تھا اور شائیں کی آواز کے ساتھ بی ڈائریکٹر کے حلق سے بھیانک چیخ نکلی اور وہ اچھل کر پہلو کے بل نیچے فرش پر جا گر اور چند لمحے اس کا جسم پھڑکتا رہا پھر ساکت ہو گیا۔

”بس اتنی ڈائریکٹری تھی تمہارے جسم میں۔ نانسنس“..... شاگل نے انتہائی حقارت بھرے لہجے میں کہا اور پھر وہ پولیس چیف کی طرف بڑھ گیا۔

”اپنے آدمی بلاؤ اور اسے بھی اسی طرح دوسرے ستون سے باندھ دو میں پہلے اس پائلٹ سے بات کر لوں پھر اسے بھی دیکھتا ہوں“۔ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ پائلٹ کی طرف بڑھ گیا۔ اس کا انداز بالکل ایسے تھا جیسے قصائی ہاتھ میں خوفناک چھری پکڑے بندھی ہوئی بکری کی طرف بڑھتا ہے۔ پائلٹ کا جسم خوف سے کانپنے لگ گیا۔ وہ شاید اپنے ڈائریکٹر کا حشر دیکھ چکا تھا۔

”مم مم۔ بے گناہ ہوں۔ مم مم“..... پائلٹ نے خوف سے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔ دوسرے لمحے شائیں کی آواز کمرے میں گونجی اور کمرہ پائلٹ کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ اس کا بندھا ہوا جسم بری طرح پھڑکنے لگا۔

”تم بے گناہ ہو۔ بے گناہ ہو تم۔ دشمن مجبوروں کو ہیلی کاپٹر پر بٹھا کر چھوڑ آئے ہو اور بے گناہ ہو۔ کیوں“..... شاگل نے انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”مم مم میں تو ماتحت ہوں جناب میں نے تو ڈائریکٹر صاحب کا حکم

”یہ کیا ہو رہا ہے۔ کیا سرکاری ملازموں کی اب یہی عرت رہ گئی ہے کہ جب تم لوگ چاہو بغیر کسی وارنٹ اور کسی مقدمے کے انہیں ہتھکڑیاں لگا لو۔ کیا یہی قانون ہے جس کے تم محافظ ہو“..... اس ادھیر عمر آدمی نے اندر داخل ہوتے ہی پولیس چیف سے مخاطب ہو کر انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”جناب“..... پولیس چیف نے کچھ کہنا چاہا۔

”کیا جناب و نائب نگار کھا ہے تمہیں حکومت نے اس لئے پولیس چیف بنایا ہے کہ تم سرکاری ملازموں کو پکڑتے رہو نانسنس میں نے اپنے محکمے کے ڈائریکٹر جنرل سے بات کی ہے۔ وہ وزیراعظم سے بات کریں گے میں نے ابھی تمہاری بیلٹ اور یونیفارم نہ اتروائی تو میرا نام بھی ساٹھور نہیں ہے“..... اس آدمی نے پولیس چیف کی بات کاٹتے ہوئے انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا۔

”یہ کون ہے“..... شاگل نے ہونٹ بھینچتے ہوئے پولیس چیف سے مخاطب ہو کر کہا۔

”یہ جناب محکمہ جنگلات کے ریجنل ڈائریکٹر ہیں مسٹر ساٹھور۔“ پولیس چیف نے کہا۔

”اوہ تو اس کا ہیلی کاپٹر استعمال ہوا ہے“..... شاگل نے عصبیلے لہجے میں کہا۔

”یہ غلط ہے۔ یہ محض الزام ہے“..... ساٹھور نے بھی انتہائی عصبیلے لہجے میں کہا لیکن دوسرے لمحے شاگل کا وہ بازو بجلی کی سی تیزی

مانا تھا جناب..... پائلٹ نے کر لہتے ہوئے اور خوف سے بری طرے کلپتے ہوئے لہجے میں کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔
 "کیا کہہ رہے ہو۔ کیا اس ڈائریکٹر نے کہا تھا..... شاگل کے لہجے میں حیرت تھی۔

"جی ہاں سرور نہ میری کیا جرأت ہے سرکہ میں سرکاری ہیلی کاپٹر لے کر چلا جاؤں سر۔ ڈائریکٹر صاحب نے کہا تھا کہ وہ دارالحکومت جا رہے ہیں۔ ان کے مہمانوں کو میں مارتی چھوڑاؤں ساری باتیں انہوں نے مجھے سکھائی تھیں سر..... پائلٹ نے کلپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"ہونہہ پھر تو تم واقعی بے گناہ ہو۔ لیکن یہ بات سن لو میرا نام شاگل ہے شاگل سمجھے۔ میں کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف ہوں وزیراعظم اور صدر بھی میرے اختیارات کے سامنے کلپتے رہتے ہیں۔ میں چاہوں تو تمہیں کافرستان کا سب سے بڑا اعزاز دلا دوں اور میں چاہوں تو تمہارے جسم کی ایک ایک بوٹی کٹوا کر کتوں کے سامنے ڈلا دوں۔ اس لئے جو کچھ ہوا پوری تفصیل کے ساتھ اور سچ سچ بتا دو بولو..... شاگل نے انتہائی بارعب لہجے میں کہا۔

"ییس سر۔ مجھے ڈائریکٹر صاحب نے صبح سویرے بلایا سر۔ انہوں نے کہا ان کے مہمان ہیں اور انہوں نے مارتی جانا ہے اور وہ بڑے ایڈ ونگر پسند ہیں۔ میں ہیلی کاپٹر لے کر پہاڑیوں کے اندر ایگل پہاڑی پر پہنچ جاؤں۔ چنانچہ میں وہاں پہنچ گیا۔ پھر مجھے اشارہ دیا گیا اور میں اس جگہ پہنچ گیا جہاں مجھے بتایا گیا تھا وہاں دو عورتیں اور پانچ مرد موجود تھے ان

میں سے دو عورتوں اور چار مردوں کو میں ہیلی کاپٹر پر سوار کر کے مارتی پہنچا اور پھر انہیں وہاں ڈراپ کر کے میں واپس آگیا..... پائلٹ نارہند نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"راستے میں کیا باتیں ہوئیں..... شاگل نے پوچھا۔
 "راستے میں مجھ سے تو کوئی بات نہیں ہوئی جناب اللہ وہ آپس میں مذاق کرتے رہے اللہ مارتی پہنچ کر انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ کیا میں سرسار گیا ہوں..... نارہند نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔
 "کیا بات ہوئی تھی تفصیل سے بتاؤ۔ ایک ایک لفظ دوہراؤ۔"
 شاگل نے کہا اور نارہند نے تفصیل بتانی شروع کر دی۔ شاگل درمیان میں سوالات کرتا رہا اور نارہند جواب دیتا رہا۔
 "ہونہہ تو عمران اپنے ساتھیوں سمیت وہاں پہنچ گیا ہے۔ ویری بیڈ..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور مڑ کر وہ میز پر رکھے ہوئے فون کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے رسیور اٹھایا اور نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیئے۔

"پرائم منسٹر ماؤس..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں پرائم منسٹر صاحب جہاں کہیں بھی ہوں میری فوراً ان سے بات کرائیں اٹ از ٹاپ ایرجنسی..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔
 "ہولڈ آن کریں..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں"..... چند لمحوں کی خاموشی کے بعد وہی نسوانی آواز دوبارہ سنائی دی۔
 "ہیں"..... شاگل نے کہا۔
 "پرائم منسٹر صاحب سے بات کریں"..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں سرفیض آباد سے سر"..... شاگل نے مودبانہ لہجے میں کہا۔

"ہیں کیا امیر جنسی ہے"..... دوسری طرف سے قدرے ناخوشگوار سے لہجے میں پوچھا گیا۔ بولنے والے پرائم منسٹر خود تھے۔

"سر عمران اور اس کے ساتھی سرسار کے علاقے میں داخل ہو چکے ہیں سر۔ اب آپ بہتر سمجھ سکتے ہیں کہ کیا یہی علاقہ ان کا مطلوبہ ہے یا نہیں اس لئے میں نے آپ کو کال کیا ہے کہ اگر یہ وہی علاقہ ہے تو پھر سریہ شدید خطرے میں ہے"..... شاگل نے کہا۔

"سرسار کے علاقے میں۔ لیکن وہ وہاں کیسے جا سکتے ہیں۔ انہیں کیسے معلوم ہو سکتا ہے کہ وہاں ان کا مطلوبہ ٹارگٹ ہے۔ اوہ نہیں۔ ایسا ناممکن ہے۔ اٹ از ناٹ پاسیبل"..... وزیراعظم کے لہجے میں شدید حیرت ابھر آئی تھی اور شاگل کے چہرے پر بے اختیار طنزیہ مسکراہٹ رینگنے لگ گئی۔

"جناب یہ بات تو حتمی ہے کہ یہ لوگ وہاں پہنچ گئے ہیں۔ باقی آپ بہتر جانتے ہیں۔ میں نے تو پہلے بھی عرض کیا تھا کہ یہ لوگ انتہائی

حیرت انگیز انداز میں کام کرتے ہیں اور میں ہی جانتا ہوں کہ یہ لوگ کس طرح کام کرتے ہیں۔ اگر آپ مجھے پہلے اس علاقے کے بارے میں بریف کر دیتے تو میں اپنی فورس سمیت اس پورے علاقے کو گھیر لیتا اور اس کی طرف جانے والے ہر راستے کو بند کر دیتا۔ لیکن مجھے تو معلوم نہیں تھا۔ ہو سکتا ہے آپ نے ریکھا کو بتا دیا ہو"..... شاگل نے قدرے طنزیہ لہجے میں کہا۔

"مادم ریکھا کی کال آئی تھی وہ انہیں اس علاقے میں تلاش کر رہی ہے جہاں مولی اتچ واقع ہے لیکن وہ علاقہ تو سرسار سے قطعی مخالف سمت میں اور قطعی علیحدہ ہے۔ میں تو اب بھی یقین نہیں کر رہا کہ یہ لوگ سرسار گئے ہیں۔ آخر انہیں کس طرح اس بارے میں معلوم ہو سکتا ہے جب سوائے میری ذات کے اور صدر مملکت کے اور کسی کو اس کے بارے میں علم نہیں ہے اور یہ مولی اتچ والا کوڈ ایسا ہے کہ جسے کسی صورت بھی کوئی نہیں سمجھ سکتا"۔ وزیراعظم نے جواب دیا "عمران کو ڈھل کرنے کا ماہر ہے۔ میں آپ کو تفصیل بتا دیتا ہوں کہ میں نے کس طرح ان کا کھوج لگایا ہے"..... شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے فیض آباد سے نکل کر ہیلی کاپٹر کے ذریعے مارتی پہنچنے اور پائلٹ سے سرسار کے علاقے کے بارے میں پوچھ گچھ کی پوری تفصیل بتا دی۔

"اوہ پھر تو واقعی یہ اصل ٹارگٹ پر پہنچ گئے ہیں لیکن یہ وہاں کسی صورت بھی آگے نہیں بڑھ سکتے۔ میں اب کارو کو الرٹ کر دیتا ہوں وہ

”سر میں شاگل بول رہا ہوں فیض آباد سے سر“..... شاگل نے
مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”فیض آباد سے خیریت مسٹر شاگل“..... دوسری طرف سے صدر
مملکت کی حیرت بھری آواز سنائی دی اور شاگل نے پرائم منسٹر صاحب
کی میٹنگ میں ہونے والی بات چیت سے لے کر عمران اور اس کے
ساتھیوں کا سرسار کے علاقے میں پہنچنے اور پھر ابھی وزیراعظم سے
ہونے والی بات چیت کی تفصیل بتادی
”پھر تم کیا کہنا چاہتے ہو کھل کر بات کر دو“..... صدر مملکت نے
کہا۔

”جنتاب وزیراعظم صاحب پہلے اصل علاقہ نہیں بتا رہے تھے اب
جب کہ عمران اپنے ساتھیوں سمیت اس علاقے میں پہنچ گیا ہے تو اب
انہوں نے بتایا ہے کہ واقعی اصل علاقہ سرسار کا ہی ہے۔ انہیں عمران
کے وہاں پہنچنے پر شدید حیرت ہوئی تھی لیکن اب وہ اس علاقے کے
سردار کارو پر انحصار کر رہے ہیں۔ وزیراعظم صاحب تو نو منتخب ہیں
لیکن سرآپ تو جانتے ہیں کہ اس قدر اہم لیبارٹری کو اس طرح ایک
عام سے آدمی کے رحم و کرم پر کیسے چھوڑا جاسکتا ہے“..... شاگل نے
کہا۔

”تمہارا مطلب ہے کہ وزیراعظم صاحب تمہیں وہاں بھیج
دیں“..... صدر مملکت نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔
”سرآپ تو جانتے ہیں کہ اس عمران کا مقابلہ اور کون کر سکتا

ان سے خود ہی نمٹ لے گا“..... وزیراعظم نے اس بار جھجکتے ہوئے
لہجے میں کہا۔

”وہ کارو لاکھ سپرین ہی لیکن جنتاب وہ ان کا مقابلہ کسی صورت
نہیں کر سکے گا جنتاب“..... شاگل نے کہا۔

”میں آپ سے زیادہ ان معاملات کو سمجھتا ہوں۔ مجھے مشورہ نہ دیا
کریں گڈ بائی“..... دوسری طرف سے غصیلے لہجے میں کہا گیا اور اس
کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”یہ۔ یہ پرائم منسٹر مرادے گا۔ سب کچھ ختم کرا دے گا۔“ شاگل
نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس نے کریڈل دبایا اور پھر ہاتھ چھوڑ کر اس
نے تیزی سے دوبارہ نمبر ڈائل کرنے شروع کر دیے۔

”پریذیڈنٹ ہاؤس“..... رابطہ قائم ہوتے ہی ایک نسوانی آواز
سنائی دی۔

”چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں پریذیڈنٹ صاحب
سے بات کرائیں اٹ از ٹاپ ایمر جنسی“..... شاگل نے تحکمانہ لہجے
میں کہا۔

”یس سر ہو لڈ آن کریں“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔
”ہیلو سر کیا آپ لائن پر ہیں“..... تھوڑی دیر بعد وہی نسوانی آواز
دوبارہ سنائی دی۔

”یس“..... شاگل نے کہا۔
”پریذیڈنٹ صاحب سے بات کیجئے“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

شاگل بری طرح چونک پڑا۔

”ذی روح موجود نہیں ہے۔ کیا مطلب جناب کیا اس کے اندر
ساتسدان نہیں ہیں۔“ شاگل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”نہیں اور یہ بات بھی میں صرف تمہیں بتا رہا ہوں۔ یہ لیبارٹری
مکمل طور پر کمیونٹرائزڈ مشینری پر مشتمل ہے البتہ اس پر کام وہاں سے
سینکڑوں میل دور ایک اور لیبارٹری میں بیٹھے ہوئے سائنس دان لیتے
ہیں اس لئے نہ ہی اس کے اندر کوئی جاسکتا ہے اور نہ باہر آسکتا ہے یہ
مکمل طور پر اور ہر لحاظ سے سیلڈ ہے“..... صدر مملکت نے کہا۔

”پھر تو سر وہ فارمولا بھی وہاں نہیں ہوگا جس کی خاطر عمران آیا
ہے“..... شاگل نے اہتائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
”ہاں فارمولا بھی وہاں نہیں ہے اور کہاں ہے یہ تمہیں نہیں بتایا
جاسکتا“..... صدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب پھر تو عمران اور اس کے ساتھیوں کے پیچھے جانا
فضول ہے“..... شاگل نے کہا۔

”تم فکر نہ کرو عمران اور اس کے ساتھی اس لیبارٹری کا کچھ بھی
نہیں بگاڑ سکتے اور نہ وہ فارمولا واپس حاصل کر سکتے ہیں اور مجھے سو
فیصد یقین ہے کہ اس بار وہ کاردار اور اس کے گروپ کے ہاتھوں ہلاک
ہو جائیں گے۔ بہر حال اگر وہ کسی طرح بچ جائیں تو پھر تم انہیں
ہلاک کر دینا۔ میں وزیراعظم صاحب سے بات کر لیتا ہوں وہ آپ سے
بات کر لیں گے“..... صدر نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو

ہے۔“ شاگل نے براہ راست بات کرنے کی بجائے پھیر کر بات کرتے
ہوئے کہا۔

”لیکن تم آج تک تو اس کے مقابلے میں کامیاب نہیں ہوئے۔“
صدر مملکت نے کہا۔

”سر۔ اب میں کیا کہہ سکتا ہوں۔ سب کچھ تو آپ جانتے ہیں۔“
شاگل نے جواب دیا۔

”مسٹر شاگل اصل بات یہ ہے کہ اس بار ہم کسی مہجنسی کو سامنے
نہیں لانا چاہتے کیونکہ ہمارا تجربہ ہے کہ عمران اور اس کے ساتھی آپ
کے بارے میں اچھی طرح جان چکے ہیں اس لئے وہ اپنا کام مکمل کر لیتے
ہیں اس لئے اس بار کاردار اور اس کے ساتھیوں کو آزمانے کا فیصلہ کیا
گیا ہے۔ البتہ آپ اور مادام ریکھا کے بارے میں یہ ہو سکتا ہے کہ آپ
دونوں سراسر علاقے میں پھیل جائیں اور عمران اور اس کے ساتھی
یقیناً کاردار اور اس کے ساتھیوں کے ہاتھوں مارے جائیں گے۔ اگر
بفرض محال بچ کر فرار ہونے لگیں تو پھر آپ انہیں گھیر کر ہلاک کر
دیں۔ بس اتنا کچھ ہو سکتا ہے“..... صدر مملکت نے کہا۔

”لیکن سر اگر انہوں نے لیبارٹری ہی تباہ کر دی تو“..... شاگل نے
کہا۔

”نہیں ایسا ہونا ناممکن ہے۔ یہ لیبارٹری اس انداز میں بنائی گئی
ہے کہ نہ اس کے اندر کوئی ذی روح جاسکتا ہے اور نہ باہر آسکتا ہے
کیونکہ اس میں کوئی ذی روح موجود ہی نہیں“..... صدر نے کہا تو

گیا۔ شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے رسیور رکھ دیا۔ اس کے
چہرے پر مایوسی کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”جتاب اس ڈائریکٹر کو ہوش آ رہا ہے جتاب“..... اچانک پولیس
چیف نے کہا تو شاگل اس طرح چونکا جیسے اسے اب احساس ہوا ہو کہ
کمرے میں اس کے علاوہ بھی کوئی موجود ہے۔

”گولی مار دو ان دونوں کو گولی مار دو“..... شاگل نے یکھٹ پھٹ
پڑنے والے لہجے میں کہا۔

”لگ لگ گولی۔ مگر مگر جتاب“..... پولیس چیف نے بری
طرح بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”یہ دونوں غدار ہیں دونوں ان کی سزا موت ہے۔ موت“۔ شاگل
نے یکھٹ چیتے ہوئے کہا اور دوسرے لمحے اس نے جیب سے ریو الور
نکالا اور اس کے ساتھ ہی کمرہ ریو الور کے دھماکوں اور انسانی چیخوں
سے گونج اٹھا۔

”یہ غدار ہیں غدار۔ ان کی بھی سزا ہوتی ہے۔ یہ غدار ہیں“۔ شاگل
نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اس کا ذہنی توازن ہی بگڑ گیا ہو۔ وہ مسلسل
ان دونوں پر گولیاں برسائے چلا جا رہا تھا اور پولیس چیف کا چہرہ اس
طرح زرد پڑا ہوا تھا جیسے اچانک کسی نے اس کے جسم سے خون نچوڑ لیا
ہو۔

عمران اور اس کے ساتھی ایک قدرے کھلی جگہ پر جھاڑیوں کی
اوٹ میں موجود تھے۔ عمران نے صفدر اور تنویر کو ان لکڑی کاٹنے
والوں کے سردار راتو کو لے آنے کا کہا تھا اور وہ دونوں جھاڑیوں کی
اوٹ لیتے ہوئے اس بستی کی طرف بڑھ گئے تھے جس کی نشاندہی ہیلی
کا ہٹر پائلٹ نارچند نے کی تھی۔

”اس علاقے کا نقشہ ہمارے پاس نہیں ہے“..... جو لیا نے
عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

”نہیں اس دشوار گزار علاقے کا نقشہ مارکیٹ میں موجود نہیں ہے
ہو سکتا ہے دارالحکومت میں جغرافیہ کیل سرورے ڈیپارٹمنٹ میں ہو لیکن
واپس جانے اور وہاں سے نقشہ لے آنے کا وقت نہیں ہے۔“ عمران
نے جواب دیا۔

”اگر یہاں لیبارٹری ہے تو پھر اس جنگل میں اس کی حفاظت کا کیا

انتظام کیا گیا ہوگا..... صالحہ نے کہا۔

”تمہارے ذہن کے مطابق کیا انتظام ہو سکتا ہے“..... عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے الٹا سوال کرتے ہوئے کہا۔

”سائنسی انتظامات ہی ہو سکتے ہیں اور کیا ہو سکتا ہے“..... صالحہ نے جواب دیا۔

”لیکن سائنسی انتظامات کا زلٹ دیکھنے اور انہیں کنٹرول کرنے والا بھی تو کہیں موجود ہونا چاہیے“..... عمران نے کہا۔

”ہو سکتا ہے اس کا چیکنگ سسٹم لیبارٹری کے اندر ہو“..... جولیا نے جواب دیا۔

”تمہارا کیا خیال ہے کیپٹن شکیل“..... عمران نے کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو کر کہا جو حسب عادت خاموش بیٹھا ہوا تھا۔

”عمران صاحب میں اس بارے میں کافی دیر سے سوچ رہا ہوں۔ میرا خیال ہے کہ اس لیبارٹری میں کوئی سائنس دان نہیں ہوگا بلکہ یہ صرف کمیونٹرائزڈ لیبارٹری ہوگی“..... کیپٹن شکیل نے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ صالحہ اور جولیا بھی چونک پڑی تھیں۔ عمران کے چہرے پر بھی حقیقی حیرت کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”اس خیال کی وجہ“..... عمران نے پوچھا۔

”عمران صاحب اس خوفناک جنگل میں لیبارٹری بنائی جائے اور وہاں اندر سائنسدان بھی ہوں اور دوسرا عملہ بھی ہو تو پھر یقینی بات ہے کہ ان کے لئے خوراک اور دوسرا سامان بھی مسلسل پہنچانا پڑے گا

اور ان کی حفاظت کے لئے بھی وہاں باقاعدہ فوج رکھنی پڑے گی اور سپلائی عام ٹرکوں سے بھی نہیں ہو سکتی۔ لازماً اس کے لئے خصوصی ہیلی کاپٹر استعمال کرنے پڑیں گے اور ایسے ہیلی کاپٹروں کی چیکنگ کے لئے خصوصی ایئر چیک پوائنٹس بھی بنانے پڑیں گے۔ جبکہ اس پائلٹ نارچند کی بات سننے اور یہاں کے ماحول کو دیکھنے کے بعد میں اس نتیجے پر پہنچا ہوں کہ ایسا انتظام نہیں ہے۔ اس لئے دوسری صورت یہی ہو سکتی ہے کہ یہاں لیبارٹری کمیونٹرائزڈ ہو۔ اسے البتہ کنٹرول کہیں اور سے کیا جاتا ہو“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”کیا تمہارے پاس صرف یہی دلائل ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اس کے علاوہ عمران صاحب میرے جس دوست راشد نے ایکریمین ایجنسی کے بارے میں بتایا تھا جنہوں نے اس لیبارٹری کو خصوصی سیٹلائٹ کے ذریعے چیک کیا تھا اس کے کہنے کے مطابق لیبارٹری کے اندر موجود مشینری کی تفصیل تو چیک ہوئی تھی لیکن وہاں افراد کی موجودگی چیک نہیں ہو سکی تھی اور مجھے اب یاد آیا ہے کہ اس نے اس سلسلے میں ماسٹر کمیونٹری بات کی تھی“..... کیپٹن شکیل نے جواب دیا۔

”لیکن اس لیبارٹری میں تو کافرستان اپنے خوفناک میزائل تیار کرتا

ہے۔ ان میزائلوں کو یہاں سے لے جانے کے لئے تو خصوصی انتظامات بہر حال کئے جاتے ہوں گے“..... صالحہ نے کہا۔

”اگر ایسا ہوتا مس صالحہ تو یہ لیبارٹری عام ایجنٹ بھی چیک کر

”میں آپ کی ہر لحاظ سے مدد کروں گا جناب آپ بے فکر رہیں۔“
راتو نے کہا۔

”کیا باتیں ہوئی ہیں راتو کے ساتھ؟“..... عمران نے دوبارہ گھاس پر بیٹھتے ہوئے کہا اور باقی ساتھی بھی اس کے گرد بیٹھ گئے۔

”عمران صاحب راتو یہاں کا مقامی آدمی ہے اور یہ سارا علاقہ اس کا اچھی طرح دیکھا بھالا ہوا ہے۔ راتو کٹائی کرنے والے مزدوروں کا سردار ہے لیکن گذشتہ کئی روز سے یہ بیمار ہے۔ اس لئے کام پر نہیں جا سکا۔ اپنی جھونپڑی میں اکیلا تھا۔ اس نے معلومات مہیا کرنے کے عوض رقم طلب کی ہے جس کا ہم نے اس شرط پر وعدہ کیا ہے کہ اگر اس نے آپ کی مرضی کی معلومات مہیا کر دیں“..... صفدر نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”جناب مجھے اس سارے علاقے کا کچھ اہل جانتا ہے۔ جب میں جوان تھا تو یہاں غیر ملکی شکار کھیلنے آیا کرتے تھے۔ ان کا میں گائیڈ ہوا کرتا تھا اب تو حکومت نے ادھر شکار کھیلنا بند کر دیا ہے اس لئے اب جناب لکڑی کی کٹائی کر کے پیٹ پالتا ہوں“..... راتو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اس علاقے میں شکار کھیلنا بند کر دیا گیا ہے کیوں؟“..... عمران نے پوچھا۔

”وہ جناب ادھر ایک پہاڑی ٹپوٹی ہے۔ اس پر سنا ہے حکومت نے کوئی خفیہ فیکٹری وغیرہ بنائی ہے اس لئے شکار بند کر دیا گیا ہے۔“ راتو

لیتے جب کہ پاکیشیائی تو کیا دوسرے ملکوں کے ایجنٹ بھی باوجود کوشش کے اسے چیک نہیں کر سکے۔ اگر وہ اکیمریمین ہجمنی اپنے خصوصی خفیہ سینٹرائٹ سے اسے چیک نہ کر سکتی تو شاید یہ اب بھی ٹاپ سیکرٹ رہتی۔ جہاں تک میزائلوں کا تعلق ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہاں ان میزائلوں کے اندر استعمال ہونے والی انتہائی نازک مشینری تیار ہوتی ہوگی۔ اس مشینری کی میزائلوں میں تنصیب اور میزائلوں کو تیار کرنے کا کام کہیں اور ہوتا ہوگا“..... کیپٹن شکیل نے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ اس سلسلے میں مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ان کی نظریں دور سے درختوں کے درمیان سے گزر کر آتے ہوئے صفدر اور تنویر پر پڑ گئیں جن کے ساتھ ایک مقامی آدمی تھا جس کا جسم انتہائی مضبوط اور ٹھوس تھا۔ سچہرہ کافی چوڑا تھا لیکن خدوخال کی بناوٹ مخصوص انداز کی تھی۔ وہ تینوں بڑے اطمینان سے چلتے ہوئے آ رہے تھے۔

”ان کے آنے کا انداز تو بتا رہا ہے کہ یہ اس آدمی سے بات چیت طے کر کے آرہے ہیں“..... عمران نے کہا اور سب نے اس کی تائید میں سر ہلا دیئے۔

”عمران صاحب بے فکر رہیں راتو سے ہماری بات چیت ہو چکی ہے“..... صفدر نے دور سے ہی اونچی آواز میں کہا تو عمران اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھتے ہی اس کے ساتھی بھی کھڑے ہو گئے۔ راتو نے قریب آکر بڑے مودبانہ انداز میں سلام کیا۔

ہا۔

”جی ہاں“..... راتو نے کہا اور پھر اس نے راستہ کھانا شروع کر دیا۔ ساتھ ساتھ وہ خصوصی نشانیاں بھی بتاتا جا رہا تھا۔

”ٹھیک ہے۔ اب یہ بتاؤ کہ اس علاقے میں ہم نے سنا ہے کہ وحشی اور آدم خور قبیلے بھی رہتے ہیں“..... عمران نے کہا۔

”اوہ نہیں جناب پرانے زمانے میں یہ قبیلے وحشی اور آدم خور ہوتے ہوں گے اب نہیں ہیں البتہ وہ رہتے پرانے زمانے کی طرح ہی ہیں۔ شکار مارتے ہیں اور کھاتے ہیں ان کے رسم و رواج ویسے ہی ہیں لیکن ان کے بچے اکثر بڑے شہروں میں جا کر محنت مزدوری کرتے رہتے ہیں اس لئے اب ان میں وہ پہلے والی وحشت اور بربریت نہیں رہی اور پھر حکومت نے بھی ان کے سرداروں کو شہروں میں لے جا کر انہیں وہاں کی سیریں بھی کرائی ہیں۔ انہیں نئے اسلحے کی مشق کرائی ہے اور تحفے کے طور پر اسلحہ دیا ہے اس لئے اب ان لوگوں کے پاس دور تک مار کرنے والی اور بہت سی گولیاں اکٹھی مارنے والی بندوقیں بھی ہیں اور ایک قبیلہ تو پٹوئی پر ایسا ہے جس کے پاس تو بہت ہی عجیب و غریب قسم کی بندوقیں ہیں اور ایسے آلات ہیں جیسے لکڑی والے بڑے صاحبوں کے پاس ہوتے ہیں جن سے وہ دنیا کے کسی بھی حصے میں اس طرح بات چیت کرتے ہیں جیسے وہ آدمی سامنے بیٹھا ہوا ہو“..... راتو نے جواب دیا۔

”کیا نام ہے اس قبیلے کا“..... عمران نے پوچھا۔

نے جواب دیا۔

”یہ پٹوئی پہاڑی یہاں سے کتنے فاصلے پر ہے“..... عمران نے کہا۔

”جی یہاں سے تقریباً بیس کوس کے قریب ہے“..... راتو نے جواب دیا۔

”اس پہاڑی کی کوئی خاص نشانی بھی ہے“۔ عمران نے پوچھا۔

”جی ہاں اس سارے علاقے کی سب سے بڑی پہاڑی ہے اور اس کے علاوہ اس کی خاص شناخت جناب پٹوئی کے درختوں کا جنگل ہے۔ ان درختوں کا جنگل اس پہاڑی پر ہے اور کسی پہاڑی پر نہیں ہے“..... راتو نے جواب دیا۔

”کون سا درخت ہے وہ یہاں ہے کوئی“..... عمران نے ادھر ادھر دیکھتے ہوئے کہا۔

”جی ہاں تھوڑے بہت تو اس سارے علاقے میں ہوتے ہیں۔ وہ دیکھئے وہ سامنے بالکل سفید رنگ کے بڑے بڑے پتوں والا درخت اسے صاحب لوگ چاندی کا درخت بھی کہتے ہیں“..... راتو نے دور ایک اونچے درخت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا جس کے بڑے بڑے پتوں کا رنگ ایک طرف سے گہرا سبز اور دوسری طرف سے چمکدار سفید تھا۔ اس کا سنا اور شاخیں بھی سفید رنگ کی تھیں اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”کیا تم یہاں سے اس پٹوئی پہاڑی کا کوئی آسان اور نزدیکی راستہ بتا سکتے ہو تاکہ ہم بغیر کسی سے پوچھے وہاں پہنچ جائیں“..... عمران نے

”اس قبیلے کا نام تو کوڑیا ہے جناب لیکن اس کا سردار کارواس قدر زبردست ہے جناب کہ اب اس کے نام پر اس قبیلے کو بھی کارو قبیلہ کہ جاتا ہے۔ وہ اس قدر طاقتور ہے جناب کہ مکہ مار کر چٹان کو ریزہ ریزہ کر دیتا ہے۔ موٹے موٹے درختوں کو ہاتھوں کی مدد سے جڑ سے اکھاڑ دیتا ہے۔ پورا دیو ہے جناب دیو۔ اس قدر پھرتیلا اور تیز رفتار ہے کہ کہتے ہیں کہ چیتے کے پیچھے دوڑتا ہے تو چیتے کو بھاگنے نہیں دیتا۔ ہاتھوں سے پکڑ کر ہلاک کر دیتا ہے۔ اس کا نشانہ بھی زبردست ہے جناب اندھیری رات میں درختوں کے پتوں پر بیٹھے ہوئے کیدوں کا شکار کر لیتا ہے۔ ویسے وہ بے حد ظالم، سفاک اور وحشی طبیعت کا آدمی ہے۔ اس کا قبیلہ تو ایک طرف یہ سارا علاقہ اس کے نام سے کانپتا ہے جناب۔ دوسرے قبیلے والے اسے ملجونی کا شیطان کہتے ہیں جناب“..... راتو جب بولنے پر آیا تو بولتا چلا گیا۔

”کیا صرف اکیلا وہی ایسی خصوصیات رکھتا ہے یا سارا قبیلہ ہی ایسا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا۔

”باقی قبیلہ بھی عام قبائلیوں سے ہٹ کر ہے بلکہ ایک بار میں وہاں سے گزرتے ہوئے رات کو پکڑا گیا تو انہوں نے مجھے پوچھ گچھ کے لئے وہاں روک لیا۔ پھر انہوں نے میرے قبیلے سے تسلی کی تو مجھے جھوڑا میں نے وہاں رہ کر دیکھا ہے جناب اس قبیلے کی عورتیں تو قبائلی ہیں لیکن مرد مجھے شہری لگتے ہیں۔ ویسے بظاہر تو وہ قبائلی ہی ہیں لیکن ان کی عادتیں شہری صاحب لوگوں جیسی ہی ہیں۔ مجھے تو بعض اوقات اس

لرح لگتا تھا کہ جیسے اس قبیلے کے مرد اصل نہ ہوں“..... راتو نے جواب دیا۔

”کون سی زبان بولتا ہے یہ کارو قبیلہ“..... عمران نے پوچھا۔

”عام طور پر تو سنالی زبانی بولتے ہیں جو اس سارے علاقے کی زبان ہے لیکن ایک بار میں نے اس قبیلے کے دو مردوں کو شہری زبان بھی بولتے ہوئے سنا تھا“..... راتو نے جواب دیا

”کتنا بڑا قبیلہ ہے یہ“..... عمران نے پوچھا۔

”جی پہلے تو بہت بڑا تھا لیکن پھر آدھے سے زیادہ قبیلہ یہاں سے کسی اور علاقے میں چلا گیا اور اب یہاں صرف چھوٹا سا قبیلہ رہ گیا ہے۔ صرف دو ڈھائی سو مرد اور دو ڈیڑھ سو عورتیں ہوں گی۔ بچے ان کے کم ہیں لیکن ہیں ہی“..... راتو نے جواب دیا۔

”اچھا اب یہ بتاؤ کہ جس فیکٹری کا تم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بارے میں کوئی بات کہ یہ کہاں ہو سکتی ہے۔ اس کی حفاظت کے لئے یقیناً شہر کے لوگ وہاں رہتے ہوں گے“..... عمران نے پوچھا۔

”جی نہیں میں نے بھی صرف سنا ہے کہ یہاں کوئی فیکٹری ہے مجھے معلوم نہیں ہے اور نہ میں نے ایسے لوگ کبھی دیکھے ہیں“..... راتو نے جواب دیا اور عمران نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

”صفدر اسے رقم دے دو اور سنو راتو اگر تم زندہ رہنا چاہتے ہو تو یہ سن لو کہ جمہاری زبان سے ہمارے متعلق ایک لفظ بھی نہیں نکلنا چاہئے“..... عمران نے کہا۔

”آپ بے فکر رہیں جناب“..... راتو نے جواب دیا تو صفدر نے جیب سے نوٹوں کی ایک گڈی نکال کر راتو کی طرف بڑھا دی۔ راتو گڈی کو دیکھ کر اس قدر حیران ہوا جیسے اسے کوئی ناقابل یقین چیز نظر آگئی ہو۔

”یہ۔ یہ پوری۔ یہ سب۔ یہ میری“..... راتو نے بری طرح ہکلاتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ تمہاری ہے۔ لیکن یہ خیال رکھنا اگر ہم بھاری رقمیں دے سکتے ہیں تو وعدہ خلاتی کی صورت میں ہماری انتقامی کارروائی بھی اتنی ہی سخت ہوگی“..... عمران نے کہا۔

”اوہ اوہ جناب یہ تو میری ساری زندگی کی کمائی سے بھی زیادہ ہے۔“ آپ نے مجھے امیر بنا دیا ہے۔ اب تو میں یہاں رہوں گا ہی نہیں۔“ راتو نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور جلدی سے گڈی کو اس نے اپنے لباس کے اندر اچھی طرح چھپا دیا۔

”اب کوئی اور بات رہ گئی ہو تو وہ بھی بتا دو“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”جناب جناب اب میں ایک بات اپنی طرف سے آپ کو بتا دیتا ہوں اور وہ یہ ہے جناب کہ کارو قبیلہ جہاں رہتا ہے اس سے شمال کی طرف ایک نقلی ٹپوٹی درخت ہے۔ یہ درخت اصل نہیں ہے۔ اس کا تتار درمیان سے کسی دروازے کی طرح کھل جاتا ہے اور اس کے اندر میں نے ایسے دو بوڑھوں کو جاتے ہوئے دیکھا ہے جنہوں نے سفید

رنگ کے کوٹ پہنے ہوئے تھے وہ شہری بوڑھے تھے اور کارو انہیں خود چھوڑنے وہاں تک آیا تھا جناب“..... راتو نے جذباتی لہجے میں کہا۔

”تم نے کیسے دیکھ لیا“..... عمران نے پوچھا۔

”جناب جب کارو قبیلے نے مجھے چھوڑ دیا تو میں پیدل چلتا ہوا اپنے قبیلے کی طرف جا رہا تھا کہ اچانک میں نے دور سے سیاہ چیتے کی مخصوص غراہٹ سنی۔ یہ انتہائی خطرناک چیتا ہوتا ہے۔ اس لئے میں ایک ٹپوٹی درخت پر چڑھ گیا لیکن جناب جب میں اس پر چڑھ گیا تب مجھے معلوم ہوا کہ یہ اصل درخت نہیں ہے لیکن اب میں نیچے نہ اتر سکتا تھا ورنہ چیتا مجھے کھا جاتا جس کی غراہٹ قریب آگئی تھی لیکن پھر میں یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ ایک چھوٹا سا پنکھوں والا جہاز اس جنگل کے اندر اس طرح اڑتا ہوا آ رہا تھا جیسے کوئی پرندہ اڑتا ہے۔ وہ درختوں کے درمیان اس طرح اڑ رہا تھا جیسے پرندہ درختوں سے بچ کر اڑتا ہے۔ پھر یہ جہاز جس پر ایک کی بجائے دو پنکھے تھے۔ سیاہ چیتے کے غرانے کی آواز اس جہاز سے نکل رہی تھی۔ جہاز اس درخت کے سامنے اتر گیا۔ اس میں سے دو بوڑھے اور کارو باہر آیا۔ اسی لمحے گڑ گڑاہٹ کے ساتھ اس درخت کا تتار درمیان سے کھل گیا اور دروازہ بن گیا۔ میں اوپر بیٹھا خوف سے کانپ بھی رہا تھا اور دیکھ بھی رہا تھا۔ کانپ اس لئے رہا تھا کہ کارو بے حد قالم آدمی ہے۔ اگر میں اسے نظر آجاتا تو وہ ایک لمحے میں میری ہڈیاں توڑ دیتا۔ لیکن شاید اس کی نظر اوپر نہ پڑی۔ دونوں بوڑھے اندر چلے گئے تو تتار برابر ہو گیا۔ کارو واپس اس جہاز میں بیٹھا اور جہاز

”دیکھا صفدر ڈبل ایس کا ایک ایس کتنا سمجھدار ہو گیا ہے۔“
 عمران نے کہا اور صفدر کوئی جواب دینے کی بجائے صرف مسکرا دیا۔
 شاید اس نے بھی سوچ لیا تھا کہ وہ اب اس معاملے میں عمران سے
 کوئی احتجاج نہیں کرے گا۔

”عمران صاحب میرا خیال ہے کہ ہمیں براہ راست اس نقلی
 درخت کو ہی ٹارگٹ بنانا چاہئے۔“..... اچانک کیپٹن عمیل نے انتہائی
 سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ہاں اور راستہ بھی ایسا اختیار کرنا چاہئے کہ اس کارو قبیلے سے
 ٹکراؤ نہ ہو سکے۔“..... عمران کے بولنے سے پہلے صفدر بول پڑا۔

”راتو کی باتوں سے میں نے جو نتائج اخذ کئے ہیں اس کے مطابق
 صورتحال بے حد گھمبیر ہے۔ حکومت نے یہاں واقعی انتہائی مختلف
 انداز کے انتظامات کئے ہیں۔ یہ کارو اور اس کا قبیلہ واقعی نقلی ہے۔
 اصل قبیلہ تو یہاں سے بھیج دیا گیا ہے اور تربیت یافتہ کمانڈوز کو یہاں
 قبائلی بنا کر رکھا گیا ہے۔ کارو کی جو خصوصیات بتائی گئی ہیں وہ بتا
 رہی ہیں کہ کارو ہر لحاظ سے ایک تربیت یافتہ آدمی ہے۔ اس لئے ان
 لوگوں نے پورے علاقے میں مخبری کا باقاعدہ نظام قائم کر رکھا ہوگا۔
 ہم جیسے ہی یہاں سے آگے بڑھیں گے انہیں لامحالہ خبر ہو جائے گی اور
 پھر دو صورتیں سامنے آئیں گی۔ یا تو یہ لوگ اچانک ہم پر فائر کھول
 دیں گے یا پھر ہمیں پکڑ کر لے جائیں گے اور ہو سکتا ہے کہ ہماری
 یہاں پہنچنے کی اطلاع شاگل کو پہنچ چکی ہو۔ میرا خیال ہے کہ شاگل کو

اڑتا ہوا اسی طرح درختوں کے درمیان سے گزر کر واپس چلا گیا۔ جب
 اس کی غزاہٹ بھری آواز سنائی دینی بند ہو گئی تو میں ڈرتے ڈرتے اس
 درخت سے نیچے اترا اور دوڑ پڑا۔..... راتو نے جواب دیا۔

”یہ درخت کہاں ہے کیا تم اس کی کوئی نشاندہی کر سکتے ہو۔“
 عمران نے کہا تو راتو نے اسے تفصیل سے بتانا شروع کر دیا۔

”ٹھیک ہے شکریہ اب تم واپس جاؤ اور سب کچھ بھول جاؤ۔“
 عمران نے کہا اور راتو نے سلام کیا اور اٹھ کر واپس مڑا اور تیز تیز قدم
 اٹھاتا واپس چلا گیا۔

”اس درخت سے لیبارٹری کا راستہ جاتا ہوگا۔“..... صفدر نے کہا
 اور عمران نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”اب کیا پروگرام ہے۔“..... جو لیانے پوچھا۔

”صالحہ سے پوچھو۔ صفدر نے تو راستہ بھی پوچھ لیا ہے۔ خوشی کی
 طرف جانے والا راستہ۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔
 ”پلیز عمران صاحب اب آپ نے واقعی اس بارے میں ضد پکڑ لی
 ہے۔“..... صفدر نے احتجاج کرتے ہوئے کہا۔

”دیے مسٹر صفدر آپ اس طرح چرتے کیوں ہیں۔ اگر عمران
 صاحب مذاق کرتے ہیں تو انہیں کرنے دیں۔ میں اب ان کی طبیعت
 کو اچھی طرح سمجھ گئی ہوں۔ یہ صرف مذاق برائے مذاق ساری باتیں
 کرتے ہیں اس لئے اب میں نے ان کی باتوں کا برا ماننا چھوڑ دیا
 ہے۔“..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

اس علاقے کا علم نہیں ہے ورنہ وہ لامحالہ ہم سے پہلے یہاں پہنچ جاتا۔ اس بار شاید اس سے بھی یہ سب کچھ چھپایا گیا ہے اس لئے ہمارے یہاں پہنچنے کی اطلاع وہ لازماً پرائم منسٹر یا صدر کو دے گا اور جیسے ہی انہیں اطلاع مل گئی کہ ہم سراسر کے علاقے میں پہنچ گئے ہیں انہیں معلوم ہو جائے گا کہ ہم اصل نارگٹ کے قریب چلے گئے ہیں سہانچہ وہ لامحالہ اس کارو کو الٹ کر دیں گے۔..... عمران نے تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا۔

”تو پھر..... جو لیا نے کہا۔

”تو پھر یہ کہ اب ہمیں باقاعدہ منصوبہ بندی کے ساتھ وہاں جانا ہے اور میرے ذہن کے مطابق منصوبہ بندی یہ ہے کہ ہم دو گروپوں میں تقسیم ہو جائیں۔ ایک گروپ مشن کی تکمیل کے لئے آگے بڑھے جبکہ دوسرا گروپ اس سے علیحدہ رہ کر اس کو کور دے اور خطرے کی صورت میں ایکشن میں آجائے اور اگر خطرہ نہ ہو تو وہ خود مشن مکمل کرے۔..... عمران نے کہا۔

”آپ کی پلاننگ کا ایک اور فائدہ بھی ہوگا عمران صاحب کہ اگر اس کارو کو اطلاع دی گئی تو لازماً یہ اطلاع دی جائے گی کہ ہمارا گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے۔ لیکن جب وہ آدھے افراد کو پکڑیں گے تو لامحالہ ان کو فوری گولی مارنے کی بجائے وہ ان سے باقی افراد کے متعلق معلومات حاصل کرنے کی کوشش میں زندہ رکھیں گے۔..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”دونوں کا نارگٹ مشن ہونا چاہیے..... جو لیا نے کہا۔
 ”ہاں دونوں کا یہی مشن ہوگا..... عمران نے جواب دیا۔
 ”اوکے پھر گروپ بنا دیئے جائیں تاکہ کام کا آغاز ہو سکے۔“ صفدر نے کہا۔
 ”جو لیا یہ گروپ بندی تم کرو..... عمران نے جو لیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”صفدر۔ صالحہ اور عمران ایک گروپ ہے اور دوسرے گروپ میں میرے ساتھ تنویر اور کیپٹن شکیل ہوں گے۔..... جو لیا نے فوراً ہی کسی جھجک کے بغیر گروپ تشکیل دے دیئے تو تنویر کا چہرہ یکھٹ چمک اٹھا۔

”میری جگہ اگر تم کیپٹن شکیل کو دے دیتیں تو گروپ کا نام ٹرپل ایس رکھا جاسکتا تھا۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔
 ”جب کہ میرا خیال ہے مس جو لیا کہ میں، صفدر اور آپ کا ایک گروپ ہو جب کہ باقی افراد کا دوسرا۔..... صالحہ نے صفدر کی طرف کن آنکھوں سے دیکھتے ہوئے مسکرا کر کہا۔

”مبارک ہو صفدر پتھر میں جو تک آخر کار لگ ہی گئی۔..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”کون پتھر اور کون جو تک میں نے واقعی صفدر صاحب کی شخصیت کا دل ہی دل میں موازنہ کیا ہے۔ صفدر صاحب ذہین بھی ہیں وجہہ بھی اور خوش اخلاق بھی اور جہاں تک میرا خیال ہے صفدر صاحب

نے ایسے لہجے میں کہا کہ باقی سہ تھی تو ایک طرف عمران بھی حیرت سے جویا کو دیکھنے لگا۔ کیونکہ جویا نے جس ججے اور جس انداز میں بات کی تھی اس سے واقعی ایسا محسوس ہو رہا تھا جیسے جویا سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہو۔ ویسے اس نے بھی شاید اب جذباتی پن سے نجات حاصل کر لی تھی کیونکہ اس نے خود بنائے ہوئے گروپ میں عمران کو اپنے ساتھ شامل نہیں کیا تھا بلکہ صالحہ کو عمران کے گروپ میں خود ہی شامل کر دیا تھا۔

”یہ ہوئی ناں بات۔ اب واقعی محسوس ہوتا ہے کہ تم ڈپٹی چیف ہو۔ اب یہ بھی بتا دو کہ کون سا گروپ مشن مکمل کرے گا اور کون سا دوسرے کو کور کرے گا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”دونوں اپنے اپنے طور پر مشن مکمل کریں گے۔ کوئی دوسرے کو کور نہیں کرے گا“..... جویا نے جواب دیا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”کیا مطلب میں نے تو کہا تھا کہ.....“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے جو کچھ کہا تھا وہ میں نے سن لیا ہے۔ دوبارہ دوہرانے کی ضرورت نہیں ہے لیکن جو میں نے کہا ہے وہ بھی درست ہے۔ ہمارا اصل مقصد مشن مکمل کرنا ہے اس کا رد قبیلے یا اس کا رو کا مقابلہ نہیں ہے اس لئے دونوں اپنے اپنے طور پر کام کریں جو بھی کامیاب ہو جائے ہاں اگر اس مشن کی تکمیل کے دوران دوسرے گروپ کو بچانے کا

ہمدرد دل بھی رکھتے ہیں آپ کی طرح کٹھور نہیں ہیں“..... صالحہ نے اب کھل کر بات کرنی شروع کر دی۔

”مس صالحہ اس تعریف کا بے حد شکریہ۔ لیکن پلے آپ بھی تعریف کی حد تک رہیں گے ورنہ میں عمران سے بھی زیادہ کٹھور دل واقع ہوں“..... صفدر نے لیکھت انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”ارے ارے ابھی سے لڑائی شروع۔ ارے۔ بھائی بعد کی بات بعد میں ہوتی ہے۔ پہلے کی پہلے۔ یہی طریقہ اور ترتیب ہے دنیا کی“۔ عمران نے کہا تو صفدر مسکرا دیا۔

”یہ بات میں نے اس لئے کہہ دینی مناسب سمجھی ہے کہ مس صالحہ واقعی آپ کی باتوں میں اگر جذباتی ہو رہی ہیں اور میں نہیں چاہتا کہ بعد میں انہیں کوئی شکایت ہو“..... صفدر نے کہا۔

”آپ کو کیسے پتہ چلا کہ میں جذباتی ہو رہی ہوں یا میں آپ کے پیچھے دم ہلائی پھروں گی“..... صالحہ نے بھی بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے بس۔ اب معاملہ ختم۔ یہ مذاق نہیں رہا۔ اوکے مس جویا آپ کی یہ گروپنگ مجھے منظور ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”لیکن اب مجھے منظور نہیں ہے“..... صالحہ ابھی تک بگڑی ہوئی تھی۔

”نہیں جو میں نے کہہ دیا ہے۔ اٹ از فاسل۔ تمہارے جذبات اپنی جگہ لیکن مشن اور دوسرے ساتھیوں کی زندگیوں کی اپنی جگہ۔“ جویا

کہا۔

”اسلحہ جو لیا رکھ لے۔ مومن ہے تو بے تیغ بھی لڑتا ہے سپاہی۔
ہمارا تو اس بات پر ایمان ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”صفدر وہ بڑا سیاہ بیگ کھولو اور اس میں جو بھی سامان ہے وہ باہر
نکالو“..... جو لیا نے صفدر سے کہا تو صفدر نے بیگ اٹھا کر اسے کھولا
اور پھر اس میں سے سامان نکال کر باہر رکھ دیا۔ عمران خاموش بیٹھا
دیکھ رہا تھا۔

”یہ سامان چونکہ تم نے خریدا ہے عمران اس لئے تم اس میں سے
جو ہمارے گروپ کے لئے مناسب سمجھو وہ ہمیں دے دو اور جو اپنے لئے
رکھنا چاہو خود رکھ لو اور جو سامان ہمیں دو اس کی بابت تفصیل بھی بتا
دو“..... جو لیا نے کہا۔

”اگر میں سارا خود رکھنا چاہوں تو“..... عمران نے مسکراتے
ہوئے کہا۔

”تو خود رکھ لو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔ ہم لوگوں کو خصوصی
ترتیب اسی لئے دی گئی ہے کہ ہم مشن کی تکمیل کے لئے کسی خاص
سامان کے محتاج نہ رہ جائیں“..... جو لیا نے کہا اور اس کے ساتھ ہی
وہ اٹھ کر کھڑی ہو گئی۔ اس کے اٹھتے ہی تنویر بھی کھڑا ہو گیا۔

”یہ سارا سامان تم رکھ لو جو لیا اس کے بغیر تم کچھ بھی نہ کر سکو گی۔
میں اس کی تفصیل تمہیں بتا دیتا ہوں“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ
لہجے میں کہا۔

موقع کسی گروپ کو مل جائے تو وہ ایسا کرے گا اس طرح وقت ضائع
نہیں ہوگا“..... جو لیا نے پہلے کی طرح فیصلہ کن لہجے میں کہا تو عمران
نے بے اختیار طویل سانس لیا۔

”مس جو لیا نے درست کہا ہے عمران صاحب اس طرح واقعی
وقت ضائع نہیں ہوگا“..... صفدر نے جو لیا کی تائید کرتے ہوئے کہا۔
”اوکے ٹھیک ہے۔ اسے کہتے ہیں اپنے پیروں پر خود کبھڑی مارنا
خود ہی جو لیا کو اختیارات دیئے ہیں تو اب بھگتنا بھی تو پڑے گا“۔ عمران
نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”تم ٹیم لیڈر ضرور ہو لیکن میں ڈپٹی چیف ہوں۔ یہ تو میں جان
بوجھ کر اپنے اختیارات استعمال نہیں کرتی تھی لیکن اب میں نے
فیصلہ کر لیا ہے کہ میں آئندہ تمہاری طفیلی بن کر کام نہیں کیا کروں
گی“..... جو لیا نے جواب دیتے ہوئے کہا تو عمران نے بے اختیار ایک
طویل سانس لیا۔

”ویسے یہ بھی فیصلہ ہو جانا چاہئے کہ مشن کیا ہے“..... عمران نے
کہا۔

”مشن وہ فارمولا حاصل کرنا ہے جو کافرستان نے پاکیشیا سے اڑایا
ہے اور اس مشن کے ساتھ ساتھ اگر لیبارٹری تباہ کرنے کا بھی موقع
مل جائے تو زیادہ بہتر ہے“..... جو لیا نے جواب دیا

”لیکن لیبارٹری تباہ کرنے کے لئے خصوصی اسلحہ تو میرے خیال
میں اتنا نہ ہوگا کہ دونوں گروپوں میں تقسیم ہو سکے“..... صفدر نے

پناہ صلاحیتوں کی مالک ہے لیکن جذباتی پن کی وجہ سے اس کی صلاحیتیں دب گئیں تھیں اور اب تم دیکھنا کہ جو لیا اس روپ میں آکر کیا کیا کارنامے سرانجام دیتی ہے..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"لیکن اسے سامان تو بہر حال چلے تھا۔ یوں خالی ہاتھ اتنے بڑے مشن پر جانا تو حماقت ہے"..... صالحہ نے کہا۔

"اب جو ہو گیا سو گیا۔ چلو اٹھو اب ہم بھی چلیں۔ یہ سامان واپس بیگ میں ڈالو صفدر"..... عمران نے کہا اور اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی صالحہ بھی کھڑی ہو گئی جب کہ صفدر نے سامان دوبارہ بیگ میں ڈالنا شروع کر دیا۔ بیگ بند کر کے اس نے پشت پر باندھا اور اس کے بعد وہ تینوں آگے بڑھ گئے۔ ابھی انہوں نے چند ہی قدم اٹھائے ہوں گے کہ اچانک وہ تیزی سے ٹھٹھک کر رک گئے۔ کیونکہ انہیں اس طرف سے جدھر وہ جا رہے تھے چھتے کی خوفناک غراہٹ آوازیں آتی سنائی دینے لگیں

"اوہ۔ اوہ یہ تو واقعی دنیا کے انتہائی خوفناک سیاہ چھتے کی غراہٹ والی آوازیں ہیں۔ کہیں وہ ہیلی کاپٹر نہ ہو جس کا ذکر راتوں نے کیا تھا"..... عمران نے کہا تو دونوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

"جلدی کرو جھاڑیوں کی اوٹ لے لو۔ لیکن بکھر کر"..... عمران نے کہا اور وہ تینوں تیزی سے دوڑتے ہوئے ادھر ادھر بڑی جھاڑیوں کی اوٹ میں ہو گئے۔ آوازیں کافی دیر تک سنائی دیتی رہیں۔ عمران ایک

"نہیں اب ہم نے کوئی سامان نہیں رکھنا کیپٹن شکیل آپ پلے اٹھیں وقت ضائع ہو رہا ہے"..... جو لیا نے بڑے سخت لہجے میں عمران کو جواب دیا اور پھر وہ نرم لہجے میں کیپٹن شکیل سے مخاطب ہو گئی۔

"یس مس جو لیا آپ نے اچھا فیصلہ کیا ہے۔ یہ سامان واقعی ہمارے لئے مسئلہ بن جاتا کیونکہ یہ سارا سائنسی سامان ہے اور سائنسی سامان کا استعمال دودھاری تلوار کی طرح ہوتا ہے۔ یہ جہاں مخالف کو نقصان پہنچاتا ہے وہاں ہمیں بھی ٹریس کر سکتا ہے اور جہاں تک میرے ذہن میں اس لیبارٹری یا اس کے کنٹرولنگ سیکشن کا خاکہ موجود ہے۔ میرے خیال میں ہمیں اس سامان کی ضرورت نہیں رہے گی۔ معمولی اسلحہ ہمارے کام آ سکتا ہے وہ ہمارے پاس پہلے سے ہی موجود ہے"..... کیپٹن شکیل نے کہا تو جو لیا کے چہرے پر مسکراہٹ رہنے لگی۔

"ٹھیک ہے آؤ..... جو لیا نے کہا اور پھر تیزی سے آگے بڑھ گئی۔ اس کے پیچھے تنویر اور اس کے پیچھے کیپٹن شکیل تھا۔ کیپٹن شکیل نے مڑ کر عمران اور اس کے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر دونوں انگلیوں سے وکڑی کا نشان بنا کر آگے بڑھ گیا۔

"مس جو لیا جذباتی ہو جائیں تو پھر انہیں سمجھانا آسان نہیں رہتا۔" صفدر نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

"جو لیا جذباتی نہیں ہو رہی بلکہ بڑے طویل عرصے بعد وہ اپنے اصل جون میں آ رہی ہے اور مجھے اس کی بے حد خوشی ہے۔ جو لیا بے

جھاڑی کی اوٹ میں بیٹھا مسلسل ان آوازوں کو سن رہا تھا لیکن آوازوں سے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے چیتا کسی ایک جگہ کھڑا غرا رہا ہو پھر اچانک اس کی غراہٹ قریب آنے لگ گئی اور عمران نے ہونٹ بھینچ لئے۔ اس نے جیب میں ہاتھ ڈالا اور ریو الور باہر نکال لیا۔ اس کی نظریں ایک جگہ پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد درختوں کے درمیان سے واقعی ایک چھوٹا لیکن عجیب ساخت کا ہیلی کاپٹر جس کے دو پنکھے تھے لیکن یہ پنکھے دو پنکھوں والے ہیلی کاپٹر کی طرح درمیان اور دم پر نہ تھے۔ بلکہ ایک پنکھا ہیلی کاپٹر کے اگلے حصے پر اور دوسرا آخری حصے پر لگا ہوا تھا۔ ہیلی کاپٹر واقعی کسی پرندے کی طرح درختوں سے بچتا ہوا آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا۔ ہیلی کاپٹر کا رنگ سیاہ تھا اس پر کسی قسم کا کوئی نشان نہ تھا۔ وہ مکمل طور پر بند تھا۔ اس میں کوئی کھڑکی یا سوراخ بھی نہ تھا وہ تیزی سے آگے بڑھتا چلا آ رہا تھا اور جب وہ تھوڑے فاصلے پر رہ گیا تو عمران نے ریو الور والا ہاتھ ڈرا سا اونچا کیا لیکن اسی لمحے ہیلی کاپٹر یکثرت فضا میں معلق ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اس میں سے یکثرت سرخ رنگ کے دھوئیں کا اس طرح دھارا سا نکلا جیسے فصلوں پر ادویات چھڑکاؤ کرنے والے جہاز سے ادویات کا دھارا نکل کر فصلوں پر پڑتا ہے عمران نے بے اختیار سانس روک لیا کیونکہ یہ دھواں انتہائی تیز رفتاری سے پھیلتا چلا جا رہا تھا لیکن جیسے ہی یہ دھواں عمران کے جسم سے نکل آیا۔ سانس بند ہونے کے باوجود عمران کو یوں محسوس ہوا جیسے یکثرت اس کے پیروں کے نیچے سے زمین غائب ہو گئی ہو اور وہ کسی

اتھاہ گہرائی میں گرتا چلا جا رہا ہو۔ حالانکہ اسے ساتھ ہی یہ بھی احساس ہو رہا تھا کہ اس کا جسم ساکت ہے۔ اس نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن پھر جیسے اچانک فلم ٹوٹ جانے کی وجہ سے سکرین سے منظر غائب ہو جاتا ہے اور وہ تاریک ہو جاتی ہے۔ اس طرح عمران کا ذہن بھی تاریک ہو گیا اور اس کے تمام احساسات ختم ہو گئے

ختم شد

فائلنگ مشن

حصہ دوم

مصنف ————— منظر کلیم ایم۔ اے

- سردار کارو اور عمران کے درمیان کھلے عام جسمانی فائٹ کا انتہائی خوفناک مقابلہ۔ ایک ایسا مقابلہ جس کا انجام یقینی موت کے سوا اور کچھ نہ تھا۔
- وہ لمحہ — جب سردار کارو سے مقابلے کے درمیان عمران باوجود اپنی مہارت، طاقت اور ذہانت کے سردار کارو کے داؤ میں پھنس کر موت کی دلدل میں اترتا چلا گیا۔ کیا واقعی عمران سردار کارو کے ہاتھوں شکست کھا کر ہلاک ہو گیا؟
- صالحہ — پاکیشیا سیکرٹ سروس کی نئی ممبر جس نے سن تنہا عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس کی زندگیوں بچانے کیلئے اپنی موت کی جنگ لڑی۔ ایسی خوفناک اور پُرخطر جنگ — جس کا ہر لمحہ موت کا لمحہ بن گیا تھا۔

- ایک ایسا مشن جس میں عمران اور پاکیشیا سیکرٹ سروس شاگل کے مقابلے میں قطعی طور پر بے بس ہو کر رہ گئے۔ انتہائی تیز رفتار آپریشن اور سپینس سے بھرپور ایک ایسا ناول جو باسوسی ادب میں ہر لحاظ سے ایک منفرد مقام کا حامل ہے۔ شائع ہو گیا ہے

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

ون مین شو

مکمل ناول

مصنف

منظر کلیم ایم۔ اے

- ایک ایسا مجرم جس نے عمران اور پوری سیکرٹ سروس کو بُری طرح نچا دیا۔
- پاکیشیا کے اعلیٰ عہدیداران دن دہائے قتل ہوتے رہے۔ پاکیشیا کے اہم مراکز تباہ کئے جاتے رہے۔ لیکن عمران اور سیکرٹ سروس خاموش تماشائی کی طرح یہ سب کچھ ہوتا دیکھتی رہی۔ آخر کیوں —؟
- ایک ایسا مجرم جو سامنے ہونے کے باوجود نظروں سے اوجھل تھا —؟
- ایک ایسا مجرم جو عمران کے فلیٹ میں بیٹھا گپ شپ کرتا رہا اور پاکیشیا تباہ ہوتا رہا۔ کیا واقعی عمران ذہنی طور پر مفلوج ہو گیا تھا۔ یا —؟
- ایک ایسا مجرم جو سپرنٹنڈنٹ فیاض اور سر عبد الرحمان کے دفتر میں ان سے باقاعدہ ملاقاتیں کرتا رہا اور سر عبد الرحمان اسے سرکاری فائلیں دکھاتے رہے۔ کیوں
- ایک ایسا مجرم جو اکیلا ہونے کے باوجود بیک وقت مختلف جگہوں پر موجود رہتا تھا کیسے —؟
- ایک ایسا مجرم جس کے متعلق آخری لمحے تک عمران بے خبر رہا۔ کیوں —؟

شائع ہو گئی ہے

سپینس، تجسس، حیرت اور منفرد کہانی
کا خوبصورت اور دلچسپ استرجاع

یوسف برادرز پاک گیٹ ملتان

عزیز میر

فانٹک مشن



مظہر کلیم

ایم۔ اے

چند باتیں

محترم قارئین سلام مسنون۔ "فائننگ مشن" کا دوسرا اور آخری حصہ آپ کے ہاتھوں میں ہے اور مجھے یقین ہے کہ اپنے عروج کی طرف بڑھتی ہوئی اس کہانی کو پڑھنے کے لئے آپ انتہائی بے چین ہو رہے ہوں گے لیکن اس سے پہلے آپ اپنے چند خطبہ اور ان کے جوابات بھی ملاحظہ کر لیجئے۔ کیونکہ یہ بھی دلچسپی کے لحاظ سے کسی طور پر بھی کم نہیں ہیں۔

بہاولنگر سے محمد توصیف عابد صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر سائنس فکشن۔ اور آپ کے ناولوں سے متاثر ہو کر میں سائنس کے مضامین پڑھ رہا ہوں کیونکہ آپ کے ناول پڑھنے کے بعد مجھے احساس ہوا ہے کہ موجودہ دور میں سائنس کی کس قدر اہمیت ہے۔ کشمیر کے موضوع پر لکھے ہوئے آپ کے ناولوں نے کشمیریوں پر ہونے والے مظالم کا صحیح احساس دلایا ہے اور آپ کے ناولوں کی وجہ سے جی میں اور میرے دوست ایک ایسی تنظیم میں شامل ہوئے ہیں جو کشمیریوں کی مدد کے لئے بنائی گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ آپ کشمیر کے موضوع پر آئندہ بھی ناول لکھتے رہیں گے۔"

محترم محمد توصیف عابد صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ چند شکریہ۔ آپ نے سائنس کے مضامین رکھ کر بے حد اچھا کیا ہے

کالج کی انتظامیہ صرف وہی مضامین طالب علموں کو پڑھائے جس کا یونیورسٹی نے امتحان لینا ہو۔ امید ہے اب وضاحت ہو گئی ہوگی۔
 قادر پور راں سے افتخار علی غوری صاحب لکھتے ہیں۔ "وہیے تو آپ کے تمام ناول ہی بے حد پسند ہیں لیکن "کاکا نہ آئی لینڈ" ایسا خوبصورت اور سسپنس سے بھرپور اچھوتا ناول ثابت ہوا ہے کہ آپ کی خداداد ذہانت کو داد دینی پڑتی ہے۔ اس ناول میں پاکیشیا کی پتک سروس جس طرح اپنے پہلے ہی مشن میں ختم ہو گئی اس سے دلی دکھ پہنچا ہے لیکن ساتھ ساتھ ہمیں اس بات کی بھی خوشی ہے کہ صالحہ کی صورت میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کو ایک نئی ممبر مل گئی ہے۔ مجھے یقین ہے کہ صالحہ ضرور اپنے آپ کو منوالے گی۔"

محترم افتخار علی غوری صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ سعد شکر یہ۔ آپ نے صالحہ کے بارے میں جس امید کا اظہار کیا ہے۔ وہ درست ثابت ہو رہا ہے۔ موجودہ ناول میں بھی صالحہ نے واقعی اپنے آپ کو منوانے کے لئے جان توڑ جدوجہد کی ہے اور مجھے یقین ہے کہ اگر وہ اسی طرح کام کرتی رہی تو یقیناً وہ پاکیشیا سیکرٹ سروس کے لئے ایک اثاثہ ثابت ہوگی۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے۔

لاہور سے محترم عمران مشتاق صاحب لکھتے ہیں۔ "وہیے تو میں آپ کا خاموش قاری تھا لیکن آپ کے ناول "بلائنڈ امیک" نے اتنا متاثر کیا ہے کہ اب مجھے مجبوراً بولنا قاری بننا پڑا ہے۔ آپ کا یہ ناول واقعی ایک شاہکار ناول ہے۔ مجھے امید ہے کہ آپ آئندہ بھی کشمیر کے

کیونکہ ہمارے ملک کو سائنس دانوں کی واقعی بے حد ضرورت ہے۔
 مجھے یقین ہے کہ آپ ان مضامین میں پوری دلچسپی لے کر ہر امتحان میں اچھے نمبر حاصل کریں گے تاکہ ان مضامین میں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے ملک و قوم کی خدمت کر سکیں۔ کشمیریوں کی امداد کرنے والی تنظیم میں شمولیت بھی آپ کے پر خلوص جذبوں کی عکاسی کرتی ہے۔ مظلوم کشمیری واقعی ہماری پر خلوص امداد کے حقدار ہیں۔ اس لئے ہم سب کو جس حد تک بھی ممکن ہو سکے ان کی امداد کرنی چاہئے۔ امید ہے آپ آئندہ بھی خط لکھتے رہیں گے

راولپنڈی سے ایس۔ این۔ اعوان صاحب لکھتے ہیں۔ "آپ کے ناول بے حد پسند ہیں۔ خاص طور پر "اوپن کلوز" تو واقعی ایک شاہکار ناول ہے لیکن اس ناول کے دوسرے حصے میں آپ نے لکھا ہے کہ عمران کا کالج میں آپنل مضمون اردو ادب تھا جب کہ عمران نے سائنس میں تعلیم حاصل کی ہے اور سائنس کے مضامین کے ساتھ تو کوئی آپنل مضمون نہیں ہوتا۔ خاص طور پر اردو ادب کا تو مضمون ہوتا ہی نہیں۔ امید ہے آپ ضرور وضاحت کریں گے۔"

محترم ایس۔ این۔ اعوان صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا بے حد شکر یہ۔ جہاں تک آپنل مضمون کا تعلق ہے تو آپ کے سوال کی وضاحت خود لفظ آپنل میں موجود ہے۔ وہیے بے شمار کالجوں میں سائنس کے مضامین کے ساتھ آپنل مضامین پڑھائے جاتے ہیں تاکہ طالب علم کا ذہنی وژن وسیع ہو سکے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ ہر

موضوع پر ایسے ہی جاندار اور پرائز ناول لکھتے رہیں گے البتہ ایک گزارش عمران سے بھی کرنی ہے کہ وہ اگر ٹیلی پتھی کا علم بھی سیکھ لے تو اسے معلومات حاصل کرنے کے لئے کسی کا محتاج نہیں ہونا پڑے گا اور نہ اس کا وقت ضائع ہوگا۔ مجھے یقین ہے کہ عمران میرے اس مشورے پر ضرور عمل کرے گا۔

محترم عمران مشتاق صاحب۔ خط لکھنے اور ناول پسند کرنے کا یہ شکر یہ۔ انشاء اللہ اس موضوع پر آئندہ بھی لکھتا رہوں گا آپ کا مشورہ عمران تک پہنچا دیا جائے گا۔ مانتا یا نہ مانتا تو اس کی مرضی پر منحصر ہے البتہ اتنا مجھے معلوم ہے کہ وہ ٹیلی پتھی کی بجائے ٹیلی فون پر زیادہ انحصار کرنے کا عادی ہے۔ کیونکہ اگر اس کی زبان رواں نہ رہے تو وہ ذہنی گھٹن کا شکار ہو جاتا ہے اور ذہنی گھٹن کا شکار اچھا ٹیلی پتھر ثابت نہیں ہو سکتا۔ اس لئے امید ہے آپ بھی اپنے مشورے پر نظر ثانی کرنے پر تیار ہو جائیں گے۔

اب اجازت دیجئے

والسلام

آپ کا مخلص

مظہر کلیم ایم۔ اے۔

لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے کین میں ایک دیو ہیکل اور اتھائی ٹھوس جسم کا آدمی شیر کی کھال پر بڑے فاخرانہ انداز میں بیٹھا ہوا تھا اسکے جسم پر بھی شیر کی کھال کا چست لباس تھا۔ اس کے سامنے ایک بھنا ہوا پہاڑی بکرہ ایک بڑے سے طشت میں رکھا ہوا تھا اور وہ خنجر کی مدد سے اس کو کاٹ کاٹ کر اس کے بڑے بڑے ٹکڑے بڑے وحشیانہ انداز میں کھا رہا تھا ساتھ ہی پلاسٹک کا بنا ہوا ایک بڑا سا آنخورہ بنا برتن پڑا تھا جس میں سبز رنگ کا محلول بھرا ہوا تھا جیسے کسی جڑی بوٹی کا عرق ہو۔ وہ بار بار آنخورہ اٹھاتا اور اس سبز محلول کا بڑا سا گھونٹ بھر کر آنخورہ واپس رکھ دیتا اور پھر گوشت کھانے میں مصروف ہو جاتا۔ کین میں کسی قسم کا کوئی فرنیچر موجود نہ تھا بلکہ ایک سائیڈ جہاں وہ دیو ہیکل آدمی بیٹھا ہوا تھا شیروں کی کھالیں بچھی ہوئی تھیں جب کہ باقی آدھے حصے پر خشک گھاس بچھی ہوئی تھی۔ کمرہ میں اس کے

ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دبایا تو ٹرانسمیٹر سے کال کی مخصوص آوازیں نکلنے لگیں۔

"سردار کاروبول رہا ہوں"..... سردار کارو نے اس بار کافرستانی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا جب کہ پہلے رامو سے وہ قبائلیوں کی مخصوص سنالی زبان میں بات کر رہا تھا۔

"پرائم منسٹر"..... اچانک ٹرانسمیٹر سے کافرستان کے وزیراعظم کی تحکمانہ آواز سنائی دی۔

"میں سر حکم فرمائیے سر"..... سردار کارو نے جواب دیتے ہوئے کہا اس کا لہجہ یکھت انتہائی مودبانہ ہو گیا تھا۔

"سردار کارو پاکیشیائی سیکرٹ سروس علی عمران کی سرکردگی میں تمہارے علاقے میں پہنچ گئی ہے۔ جلتے ہو علی عمران اور پاکیشیائی سیکرٹ سروس کے متعلق"..... وزیراعظم نے کہا۔ یہ چونکہ خصوصی ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا اس لئے اس پر بار بار بٹن دبا کر اور کہنے کی ضرورت پیش نہ آتی تھی بلکہ فون کی طرح اس کے ذریعے براہ راست دونوں طرف سے بات ہو سکتی تھی۔ یہی وجہ تھی کہ فقرے کے اختتام پر کوئی بھی اور کالفظ نہ کہہ رہا تھا۔

"میں سر میں نے ان کے متعلق بہت کچھ پڑھ بھی رکھا ہے اور سن بھی رکھا ہے"..... کارو نے اسی طرح مطمئن لہجے میں کہا۔

"جو فارمولا پاکیشیا سے چرا کر تمہارے پاس بھجوا یا گیا تھا یہ اسے واپس حاصل کرنے آرہے ہیں اور آخری اطلاع کے مطابق یہ مارتی

سوائے اور کوئی نہ تھا۔ کہیں کے درمیان میں موجود دروازہ کھلا ہوا تھا اچانک دروازے کے باہر سے کسی آدمی کی آواز سنائی دی۔

"سردار کی جے رامو حاضری کی اجازت چاہتا ہے"..... بولنے والے کا لہجہ اس قدر مودبانہ تھا جیسے وہ اس سردار کے مقابلے میں دنیا کا ادنیٰ ترین انسان ہو۔

"اجازت ہے"..... سردار نے بڑے بھاری اور سخت سے لہجے میں کہا تو دروازہ کھلا اور ایک ٹھوس جسم کا قبائلی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھوں میں کسی جانور کی کھال میں لپٹا ہوا ایک جدید ٹرانسمیٹر تھا۔

"یہ ٹرانسمیٹر کیوں اٹھالائے ہو۔ کیا کسی کی کال ہے"..... سردار کارو نے آنخورہ اٹھا کر سبز محلول کا ایک بڑا سا گھونٹ لے کر آنخورہ واپس رکھتے ہوئے اسی طرح تیز لہجے میں کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے سردار"..... رامو نے مودبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

"پرائم منسٹر صاحب کی۔ اوہ پھر تو کوئی خاص بات ہی ہو سکتی ہے لاؤ مجھے دو"..... سردار نے چونک کر کہا اور ہاتھ میں پکڑا ہوا خنجر ایک طرف رکھ کر اس نے رامو کے ہاتھ سے جانور کی کھال میں لپٹا ہوا ٹرانسمیٹر لے لیا۔

"جاؤ تم اور دروازہ بند کر دو"..... سردار نے اس کے ہاتھ سے ٹرانسمیٹر لیتے ہوئے کہا اور رامو بغیر کوئی لفظ منہ سے بولے باہر نکل گیا اس کے ساتھ ہی لکڑی کا بھاری دروازہ بند ہو گیا۔ سردار کارو نے

کارونے ٹرانسمیٹر آف کر کے اسے ایک طرف رکھ دیا اور پھر اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے شیر کے دھاڑنے جیسی آواز نکلی تو دوسرے لمحے کین کا دروازہ کھلا اور رامو اندر داخل ہو کر سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"راٹھور کو بلا لاؤ فوراً"..... کارونے کہا تو رامو تیزی سے مڑا اور دروازے سے باہر نکل گیا۔ کارونے دوبارہ خنجر کی مدد سے گوشت کے ٹکڑے کاٹ کاٹ کر کھانے شروع کر دیئے اور ساتھ ساتھ آنخورے سے سبز رنگ کا محلول بھی پیتا رہا۔ تھوڑی دیر بعد دروازہ کھلا اور ایک اور قبائلی نوجوان اندر داخل ہوا اور کارو کے سامنے سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"راٹھور دو عورتیں اور چار مرد مارتی سے سراسر میں داخل ہوئے ہیں۔ ایس ایس ہیلی کا پٹر لے جاؤ اور انہیں بے ہوش کر کے ریڈ سپاٹ میں پہنچا کر تجھے اطلاع دو لیکن خیال رکھنا یہ لوگ انتہائی تربیت یافتہ ہیں"..... سردار کارونے راٹھور سے مخاطب ہو کر کہا۔

"سردار انہیں صرف بے ہوش کر کے ریڈ سپاٹ پر پہنچانا ہے یا ان کی لاشیں"..... راٹھور نے کہا۔

"میں نے لفظ بے ہوش کہا ہے تو انہیں بے ہوش ہی ہونا چاہئے۔" مجھے۔ جاؤ"..... سردار کارونے غصیلے لہجے میں کہا۔

"حکم کی تعمیل ہوگی سردار"..... راٹھور نے کہا اور تیزی سے باہر چلا گیا۔ تھوڑی دیر بعد سردار نے ایک بار پھر منہ سے شیر کی طرح کی دھاڑ نکالی تو رامو اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہو گیا۔

"اسے لے جاؤ میں اب کچھ دیر آرام کروں گا اور سنو جب راٹھور

پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئے ہیں اور انہیں کسی حیرت انگیز ذریعے سے یہ معلوم ہو گیا ہے کہ فارمولا سراسر کے علاقے میں واقع لیبارٹری میں پہنچایا گیا ہے۔ یہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے"..... وزیراعظم نے کہا۔

"ٹھیک ہے سراسر اگر یہ لوگ یہاں پہنچ گئے ہیں تو سراسر کی لاشوں کا کیا کرنا ہے۔ یہیں جنگی جانوروں کی خوراک بنا دیا جائے یا آپ کے پاس واپس بھجوائی جائیں"..... کارونے اسی طرح اطمینان بھرے لہجے میں کہا۔

"گڈ مجھے ایسا ہی اعتماد چاہئے۔ کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل اصرار کر رہا تھا کہ اسے تمہارے پاس بھیجا جائے اور تمہیں اس کا ماتحت کر دیا جائے لیکن مجھے تم پر اور تمہارے ساتھیوں پر مکمل اعتماد ہے اس لئے میں نے انکار کر دیا ہے۔ اس نے صدر مملکت سے بات کی لیکن صدر مملکت نے بھی تم پر اعتماد کیا ہے اور اب تم نے اس اعتماد پر ہر لحاظ سے پورا اترنا ہے"..... وزیراعظم نے کہا۔

"آپ قطعی بے فکر رہیں جناب یہ لوگ ہر صورت میں مارے جائیں گے"..... کارونے وزیراعظم کی لمبی بات کا مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔ وہ شاید مختصر بات کرنے کا عادی تھا۔

"اوکے جیسے ہی یہ لوگ ٹریس ہو کر ختم ہوں تم نے مجھے فوری رپورٹ دینی ہے اور ان کی لاشوں کو محفوظ رکھنا ہے تاکہ ان کی چیکنگ ہو سکے"..... وزیراعظم نے کہا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

اطلاع دے تو ایک لمحہ ضائع کئے بغیر تم نے مجھے اطلاع دینی ہے کچھ..... کارو نے کہا۔

"یس سر"..... رامو نے کہا اور گوشت والی پرات اور آنخورہ اٹھا کر تیزی سے دروازے سے باہر نکل گیا۔ کارو نے اپنی بڑی بڑی مونچھوں پر ہاتھ بھیرا اور پھر شیر کی کھالوں پر ہری لیٹ گیا۔ پھر تقریباً ایک گھنٹے بعد اس نے خود ہی آنکھیں کھول دیں اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔ اب وہ چہرے سے انتہائی تروتازہ لگ رہا تھا۔ اسی لمحے رامو اندر داخل ہوا اور سردار کارو اسے دیکھ کر چونک پڑا۔

"سردار راٹھور نے ابھی ابھی اطلاع دی ہے کہ مطلوبہ دو عورتوں اور چار مردوں کو بے ہوش کر کے ریڈ سپاٹ پہنچا دیا گیا ہے۔" رامو نے کہا۔

"اسے بلاؤ"..... کارو نے کہا تو رامو سر جھکا کر باہر نکل گیا۔ تھوڑی دیر بعد راٹھور اندر داخل ہوا اور سر جھکا کر کھڑا ہوا۔

"تفصیل سے رپورٹ دو"..... کارو نے پوچھا۔

"میں ایس ایس ہیلی کاپٹر لے کر مارتی کی طرف گیا تو میں نے دور سے ایک عورت اور دو مردوں کو جنگل میں چلتے ہوئے دیکھا۔ میں نے ان پر لیٹھم ریز کا فائر کیا اور وہ بے ہوش ہو گئے لیکن چونکہ آپ نے بتایا تھا کہ گروپ دو عورتوں اور چار مردوں پر مشتمل ہے اس لئے میں اور آگے گیا تو میں نے ایک عورت اور دو مردوں کو دیکھا۔ ان پر بھی میں نے لیٹھم ریز کا فائر کر دی اس طرح یہ گروپ بے ہوش ہو گیا تو میں نے

آگونا کو ٹرانسمیٹر پر اس کے آدمیوں سمیت کال کیا اور ان لوگوں کو اٹھوا کر ریڈ سپاٹ پہنچایا۔ اب وہ وہاں بندھے ہوئے ہیں پھر میں نے آکر رامو کو اطلاع دی..... راٹھور نے تفصیل سے رپورٹ دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے جاؤ اور آگونا کو کہو کہ میرے وہاں پہنچنے سے پہلے انہیں ہوش میں لے آئے تاکہ میں ان سے فوراً ہی بات چیت کر سکوں"..... سردار کارو نے کہا اور راٹھور سر ملاتا ہوا کیمین سے باہر نکل گیا۔ اس کے جانے کے بعد سردار کارو اٹھا اور کیمین کے دروازے کی طرف بڑھ گیا۔

کسین کے کونے میں دروازہ تھا جو کھلا ہوا تھا اور کھلے ہوئے دروازے کی سائیڈوں سے دو افراد کا سایہ نظر آ رہا تھا۔ عمران سمجھ گیا کہ دو افراد باہر دروازے کی سائیڈوں پر موجود ہیں۔ اسی لمحے جویا کے کمرہ سے کی آواز سنائی دی اور پھر باری باری ایک ایک کر کے سب ساتھی ہوش میں آ گئے۔

”یہ۔ یہ۔ ہم کہاں ہیں۔ یہ کون سی جگہ ہے“..... صالحہ کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”مجھے تو یہ دوہن کا کمرہ لگتا ہے“..... عمران نے جواب دیا تو صالحہ بے اختیار چونک کر عمران کی طرف دیکھنے لگی۔ جویا کے چہرے پر قدرے غصے کے تاثرات ابھر آئے تھے جب کہ باقی ساتھیوں کے چہروں پر ہلکی سی مسکراہٹ تھی۔

”دوہن کا کمرہ کیا مطلب کیا آپ کے ذہن پر اثر ہو گیا ہے۔“ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میں نے تو یہی سنا ہے کہ شادی والے روز دوہن کو سرخ رنگ کا جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ ہو سکتا ہے ان لوگوں کے ہاں لباس کی بجائے کمرے کو سرخ رنگ کرنے کا رواج ہو۔ ویسے اس رواج سے خاصی بچت ہو سکتی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا

”آپ ان حالات میں بھی مذاق کر لیتے ہیں حیرت ہے“..... صالحہ نے کہا۔

”یہ قبر میں بھی مذاق کرنے سے باز نہیں آئے گا۔ تم ان حالات کی

درد کی ایک تیز لہر عمران کے جسم میں دوڑتی چلی گئی اور اس کے ساتھ ہی عمران کے ذہن میں یکھٹ دھماکے سے ہونے لگ گئے اور پھر آہستہ آہستہ ذہن پر چھائی ہوئی تاریکی دور ہونے لگ گئی۔ چند لمحوں بعد جب عمران کا شعور پوری طرح جاگا تو اس نے دیکھا کہ وہ ایک لکڑی کے بنے ہوئے بڑے سے کسین کی دیوار کے ساتھ زنجیروں میں جکڑا ہوا کھڑا تھا۔ اس کے ساتھ دائیں بائیں اس کے سارے ساتھی بھی اسی حالت میں موجود تھے۔ گو ان سب کی گردنیں لٹکی ہوئی تھیں لیکن ان کے جسموں میں بہر حال حرکت کے آثار واضح طور پر نظر آ رہے تھے۔ عمران نے کسین کا جائزہ لیا۔ کسین خاصا بڑا تھا۔ اس کے فرش پر گھاس بچھی ہوئی تھی۔ کسین کا اندرونی رنگ گہرا سرخ تھا سامنے کی دیوار پر مختلف قسم کے بڑے چھوٹے کوڑے خنجر اور نیزے اس طرح لٹکے ہوئے نظر آ رہے تھے جیسے انہیں بطور ڈکوریٹن وہاں لگایا گیا ہو۔

بات کر رہی ہو۔" جو یانے اس طرح مسکراتے ہوئے فاغرانہ لہجے میں کہا جیسے عمران کا ان حالات میں مذاق کرنا جو یانے کے لئے فخر کا باعث ہو۔
 "بشرطیکہ میں قبر میں اکیلا نہ ہوا تو۔ اب اکیلا آدمی تو نہ روتا اچھا لگتا ہے اور نہ ہنستا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور سب اس کی بات سن کر بے اختیار ہنس پڑے۔
 "تمہارے ساتھ تو لازماً قبر میں شیطان ہی ہوگا"..... تنویر نے ہنستے ہوئے کہا۔

"وہ تو اس کین میں بھی ہے۔ اب یہ اور بات ہے کہ بندھا ہوا ہے"..... عمران نے جواب دیا اور کین بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا کیونکہ سب سمجھ گئے تھے کہ عمران کا اشارہ تنویر کی طرف تھا اور پھر اس سے پہلے کہ قہقہوں کی بازگشت ختم ہوتی۔ کین کے دروازے سے ایک لمبے قد بھاری اور ٹھوس جسم کا دیو ہیکل آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کے جسم پر شیر کی کھال کا بنا ہوا چست لباس تھا۔ وہ قد و قامت کے لحاظ سے جوزف اور جوآنا سے بھی باہر تھا اور اس کا ٹھوس جسم بتا رہا تھا کہ اس کے اندر واقعی دیوؤں جیسی طاقت بھی موجود ہے۔ پیشانی چوڑی اور آنکھیں بھی خاصی بڑی بڑی تھیں جن میں ذہانت کی چمک موجود تھی۔

"بہت خوب تو موت کا جشن منایا جا رہا ہے"..... اس دیو ہیکل نے اندر داخل ہوتے ہی مسکراتے ہوئے کہا۔ اس کے پیچھے ایک آدمی تھا جس کے جسم پر قبائلی لباس تھا لیکن کاندھے سے جدید طرز کی

مشین گن لٹکی ہوئی تھی۔

"موت واقعی اس قابل ہوتی ہے کہ اس کا جشن منایا جائے۔ وہ زندگی کے تمام مسائل اور بکھیروں سے انسان کو نجات دلا دیتی ہے نہ کسی لیبارٹری کی حفاظت کی فکر نہ کسی فارمولے کو چھپانے کا ڈر"..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا تو آنے والا بے اختیار ہنس پڑا۔

"بہت خوب تمہارا نام یقیناً علی عمران ہوگا کیونکہ ان حالات میں ایسا جواب علی عمران ہی دے سکتا ہے"..... آنے والے نے ہنستے ہوئے کہا۔

"مہاں پٹوئی پہاڑی پر شاید سارے ہی رواج لئے ہیں مہمانوں کو باندھ کر رکھا جاتا ہے اور اپنا تعارف پہلے کرانے کی بجائے آنے والوں کا تعارف پہلے پوچھا جاتا ہے۔ ویسے میرا نام واقعی علی عمران ہے اور جہاں تک میں سمجھا ہوں تمہارا نام کارو ہی ہوگا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"ہاں میرا نام سردار کارو ہے۔ تم درست سمجھے ہو۔ ویسے تو پرانم منسٹر صاحب نے مجھے کال کرتے ہوئے یہی حکم دیا تھا کہ میں تم لوگوں کو فوری طور پر ہلاک کر دوں لیکن میں نے تمہارے اور تمہارے ان ساتھیوں کے متعلق جو یقیناً پاکیشیا سیکرٹ سروس کے رکن ہوں گے بے شمار باتیں پڑھ بھی رکھی تھیں اور سن بھی رکھی تھیں اس لئے میں نے تمہاری فوری موت کا فیصلہ بدل دیا اور تمہیں

بے ہوش کر کے یہاں پہنچانے کا حکم دیا تھا"..... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"اگر موت زندگی کا فیصلہ ہمارے ہاتھوں میں ہوتا تو میں یقیناً تمہارا شکریہ ادا کرتا۔ لیکن مجبوری یہ ہے کہ اس کا اختیار سوائے اللہ تعالیٰ کی ذات کے اور کسی کے پاس بھی نہیں ہے۔ اس کے باوجود تم سے مل کر بلکہ تمہیں دیکھ کر مجھے واقعی مسرت ہو رہی ہے کہ اس جنگل میں رہنے اور باقاعدہ قبائلی انداز اختیار کرنے کے باوجود تم نے ہمارے سامنے اس کی اداکاری کرنے کی کوشش نہیں کی۔"۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"شکریہ سچو نہ کہ تم سیکرٹ ایجنٹ ہو کوئی عام سے مجرم نہیں ہو اس لئے تمہارے ساتھ قبائلی انداز اختیار کرنا حماقت ہی ہوتی۔ بہر حال تمہیں زندہ رکھنے کی ایک اور وجہ بھی تھی اور وہ یہ کہ میں نے سنا ہوا ہے کہ تم مارشل آرٹ میں بھی بے پناہ ماہر ہو اور تمہارا نشانہ بھی بے خطا ہے اور مجھے بھی اس کا دعویٰ ہے۔ یہاں جنگل میں شروع شروع میں تو درندے موجود تھے۔ ان سے لڑ کر کچھ لطف آجاتا تھا لیکن اب تو وہ بھی ختم ہو گئے ہیں اور یہاں کوئی ایسا آدمی نہیں ہے جو میرے مقابلے میں ایک لمحہ بھی اپنے پیروں پر کھڑا ہو سکے اس لئے مجھے اس معاملے میں بے حد بوریت محسوس ہوتی ہے۔ جب پرانم منسٹر صاحب نے کال کرتے ہوئے بتایا کہ تم اپنے ساتھیوں سمیت یہاں آ رہے ہو تو مجھے حقیقتاً یہ سوچ کر بے حد مسرت ہوئی کہ چلو کوئی تو ایسا

آدمی میرا آج جو چند لمحے سامنے کھڑا رہنے کی جرأت کر جائے گا۔"۔ سردار کارو نے کہا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"میں تمہاری نفسیاتی کیفیت کو سمجھتا ہوں میرا ایک ساتھی ہے جو انا وہ کسی زمانے میں بڑا مشہور پیشہ ور قاتل تھا۔ گو اس نے اب یہ کام چھوڑ دیا ہے لیکن اس کی نفسیاتی کیفیت بھی تمہاری طرح ہے کہ جب تک وہ اپنی انگلیوں سے کسی کی گردن نہ توڑ ڈالے اسے بے چینی سی لگی رہتی ہے۔ ویسے وہ اگر ساتھ ہوتا تو یقیناً تمہیں دیکھ کر بے حد خوش ہوتا کہ اس طرح اسے ایک بار پھر اپنی بے چینی ختم کرنے کا موقع مل جاتا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"میں جو انا کو جانتا ہوں جب میں اکیڈمی میں ٹریننگ کر رہا تھا تو اس زمانے میں ایک بار میرا اس سے ٹکراؤ ہوا تھا لیکن وہ مقابلہ کرنے کی بجائے فرار ہو گیا تھا۔ ورنہ شاید اس دن کے بعد زندہ نہ بچتا"..... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"وہ فرار اس لئے ہو گیا ہو گا کہ اسے پارٹی نے ہائر نہیں کیا ہو گا۔ پیشہ ور قاتل کی یہی مجبوری ہوتی ہے کہ وہ مفت قتل کرنے کو ییگا رکھتا ہے۔ بہر حال اب تم بتاؤ تمہارا کیا پروگرام ہے۔ ویسے جہاں تک مقابلے کا تعلق ہے۔ میں تیار ہوں لیکن اس کے لئے میری دو شرائط ہوں گی"..... عمران نے کہا۔

"میں مشروط مقابلے کا قائل ہی نہیں ہوں۔ عمران صاحب کرنا مقابلہ اور لگانی شرطیں۔ یہ دونوں متضاد چیزیں ہیں۔ مقابلہ تو

کے تئیں میں کھلنے والے دروازے سے اندر پہنچ کر آئے تھے انہیں بلوا
لو۔" عمران نے جواب دیا تو سردار کارو بے اختیار چونک پڑا۔ اس کے
پھرے پر پہلی بار حیرت کے تاثرات نمودار ہوئے۔
"تمہیں اس بات کا کیسے علم ہوا ہے"..... سردار کارو نے انتہائی
حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"ان باتوں کو چھوڑو سردار کارو مجھے تو اور بھی بہت کچھ معلوم
ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب سے مقابلہ تو بعد کی بات ہے سردار کارو میں تمہیں
مقابلے کا چیلنج دیتا ہوں"..... اچانک صفدر نے کہا تو سردار کارو نے
چونک کر صفدر کی طرف دیکھا۔

"نہیں اسے پہلے مجھ سے مقابلہ کرنے دو تاکہ اس مجھ کو جو گھنٹے بھر
سے بھینس رہیں کئے جا رہا ہے معلوم ہو سکے کہ مقابلہ کسے کہتے ہیں"۔
یکھت تنویر نے بگڑے ہوئے لہجے میں کہا۔

"گذا واقعی تمہارے ساتھی جی دار لوگ ہیں۔ حالانکہ انہیں معلوم
ہے کہ یہ موت کو چیلنج کر رہے ہیں لیکن پھر بھی اتنی ہمت تو کر رہے
ہیں"..... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم اگر اپنے آپ کو مرد سمجھتے ہو سردار کارو تو پھر پہلے مجھ سے
مقابلہ کر لو تاکہ میں تمہیں بتا سکوں کہ تم مرد نہیں ہو۔ تیسری
مخلوق ہو"..... جو لیانے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"اچھا حیرت ہے یہ تو ساری ٹیم ہی مسخروں پر مشتمل ہے۔ یہ چڑیا

بہر حال مقابلہ ہی ہوتا ہے"..... سردار کارو نے مسکراتے ہوئے کہا۔
"پہلے شرطیں تو سن لو۔ پہلی شرط یہ ہے کہ مقابلہ فیصلہ کن ہونا
چاہئے اور دوسری یہ کہ مقابلے کا کوئی غیر جانبدار منصف ہونا
چاہئے"..... عمران نے جواب دیا۔

"ہاں یہ شرطیں ہو سکتی ہیں لیکن یہ دونوں شرطیں ایک دوسرے
کے متضاد ہیں فیصلہ تو ظاہر ہے موت سے ہی ہوتا ہے اور موت سے
بڑا منصف اور کون ہو سکتا ہے"..... سردار کارو نے جواب دیا تو
عمران ہنس پڑا۔

"دیکھو سردار کارو تمہاری اور ہماری پوزیشن میں نمایاں فرق ہے
اور تمہارے ساتھ یہاں پورا قبیلہ ہے جب کہ میرے ساتھ میرے یہ
چند ساتھی ہیں۔ فرض کیا کہ تم مجھے مقابلے میں شکست دے کر ختم کر
دیتے ہو تب تو تم میرے ساتھیوں کے بارے میں فیصلہ کر سکتے ہو۔
لیکن اگر میں نے تمہیں شکست دے دی تو کیا تمہارا قبیلہ میرا فیصلہ
تسلیم کرے گا"..... عمران نے کہا۔

"اچھا واقعی اس طرف تو میرا ذہن ہی نہیں گیا تھا۔ لیکن یہاں تو
ظاہر ہے میرے ساتھی ہی ہیں۔ غیر جانبدار آدمی کہاں سے آسکتا ہے اور
اب میں دارالحکومت سے تو کسی کو بلوانے سے رہا"..... کارو نے
جواب دیا۔

"دارالحکومت سے بلوانے کی کیا ضرورت ہے۔ تم جن دو
ساتسدانوں کو اس دو پنکھوں والے ہیلی کاپٹر پر نقلی ٹپوئی کے درخت

نے کوئی بات کی تو ایک لمحے میں گردن توڑ دوں گا۔..... سردار کارو نے یکھت اہتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے عورتوں سے اس لہجے میں بات کرنا تہذیب کے خلاف ہوتا ہے۔ ویسے ایک بات بتا دوں جس شیر کی تم نے کھال پہن رکھی ہے اس کی بھی ساری عمر شیرنی کے تھوڑے کھانے میں گزری ہو گی اور اگر واقعی تمہارا جو یا سے مقابلہ ہو جائے تو تمہیں بھی اندازہ ہو جائے گا کہ جو یا شیرنی ہے یا چڑیا۔..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا۔

”تو اس کا نام جو یا ہے۔ لیکن یہ تو پاکیشیائی نام نہیں ہے۔ یہ تو غیر ملکی نام ہے۔..... سردار کارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہم پاکیشیائی جس دین کے پیروکار ہیں اس میں رنگ نسل اور قومیت کو کوئی اہمیت نہیں دی جاتی۔ بہر حال تم آگے بات کرو۔ میری تو کھڑے کھڑے نانگیں بھی درد کرنے لگ گئی ہیں۔“ عمران نے کہا تو سردار کارو بے اختیار ہنس پڑا۔

”اگر تمہاری یہ حالت ہے تو تم نے مقابلہ کیا خاک کرنا ہے۔ اس کا مطلب ہے میں خواہ مخواہ وقت ضائع کر رہا ہوں۔ اوکے پھر تم لوگ چھٹی کرو۔..... سردار کارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ مڑا اور اپنے پیچھے کھڑے ہوئے قبائلی کی طرف ہاتھ بڑھایا تو اس نے اہتہائی پھرتی سے کاندھے سے لٹکی ہوئی مشین گن اتار کر اس کے ہاتھ میں دے دی۔

”میں تو سوچ رہا تھا کہ تمہارے اس پلے ہوئے جسم میں بہادر دل بھی ہو گا لیکن تم تو اہتہائی بزدل آدمی ہو۔ اگر بندھے ہوؤں پر فائر ہی

مجھے مرد نہ ہونے کا طعنہ دے رہی ہے۔ بہت خوب۔..... سردار کارو نے بڑے طنزیہ انداز میں ہنستے ہوئے کہا۔

”جو بات میں نے کی ہے اس کا تمہارے پاس کیا جواب ہے۔“ عمران نے کہا۔

”سوری عمران تمہاری یہ شرط مجھے قبول نہیں ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ تم نے کیا سوچ کر یہ بات کی ہے۔ تمہیں زعم ہے کہ تم مجھ پر قابو پا لو گے اور اس کے بعد ان سائنس دانوں کو اپنے قبضہ میں کر کے ان کے بل بوتے پر وہ فارمولا حاصل کرنے کی کوشش کرو گے لیکن ایسا ممکن ہی نہیں ہے۔ وہ سائنس دان میری کال پر باہر نہیں آئیں گے وہ اپنی مرضی کے مالک ہیں وہ میرے ماتحت نہیں ہیں۔..... سردار کارو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”چلو تم میری ان سے بات کرادو۔ پھر اگر وہ نہ آئیں گے تو مجھے کوئی اعتراض نہ ہوگا۔..... عمران نے جواب دیا۔

”سوری ہمارے اور ان کے درمیان جس قسم کا رابطہ ہے میں انہیں کال نہیں کر سکتا البتہ وہ مجھے کال کر سکتے ہیں۔..... سردار کارو نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوکے پھر تو واقعی مجبوری ہے۔ ٹھیک ہے جیسے تم کہو میں ویسے ہی مقابلے کے لئے تیار ہوں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”نہیں پہلے اسے مجھ سے لڑنا ہوگا۔..... جو یا نے کہا۔

”عورتوں سے لڑنا میری توہین ہے کبھی تم۔ اس لئے اب اگر تم

موجود ہیں۔ یہ زنجیریں کھڑکنے کی آواز سن کر اندر آجائیں گے۔“
 اچانک صالحہ نے بھی فرانسیسی زبان میں کہا۔

”اوہ تم فوراً اپنے آپ کو آزاد کرو ہم سب مل کر قہقہے لگاتے ہیں۔“

یہ لوگ پہلے بھی اندر نہ آئے تھے اور اب بھی نہ آئیں گے۔..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے سب ساتھیوں کو اشارہ کیا اور سب نے بے اختیار اونچی آواز میں مل کر قہقہہ لگایا تو کین زوردار قہقہے سے گونج اٹھا اور اسی لمحہ صالحہ بجلی کی سی تیزی سے اپنے جسم کے گرد موجود زنجیروں میں سے نکلی جیسے پھٹی پانی میں ہراتی ہوئی آگے بڑھتی ہے اور جب تک قہقہے کی بازگشت ختم ہوئی وہ زنجیروں سے آزاد ہو چکی تھی۔ زنجیروں کی کھڑکھڑاہٹ زوردار قہقہے میں دب گئی تھی۔ صالحہ آزاد ہوتے ہی تیزی سے دروازے کی طرف بڑھنے لگی۔

”ایک منٹ پہلے مجھے آزاد کرو باہر دو آدمی موجود ہیں۔..... عمران نے فرانسیسی زبان میں کہا لیکن صالحہ اس کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے دروازے پر پہنچ کر بجلی کی سی تیزی سے باہر نکل گئی اور عمران نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ باہر چند لمحوں تک ایسی آوازیں سنائی دیتی رہیں جیسے تین افراد ایک دوسرے سے لڑ پڑے ہوں اور پھر صالحہ کی کراہ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی خاموشی طاری ہو گئی۔ دوسرے لمحے ایک گنجا قبائلی دروازے میں داخل ہوا۔ اس کے کاندھے پر صالحہ لدی ہوئی تھی وہ بے ہوش تھی۔ اس نے اندر آکر صالحہ کو ایک جھٹکے سے گھاس پر پٹھا اور پھر زہریلی نظروں سے عمران اور اس کے ساتھیوں

کھولنا ہے تو کم از کم یہ کام تم تو نہ کرو اپنے پیچھے کھڑے ہوئے ساتھی کو کہہ دو۔ ٹریگر تو وہ بھی دبا ہی لے گا۔..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”تم نے مجھے بزدلی کا طعنہ دیا ہے۔ مجھے سردار کارد کو۔..... سردار کارد نے اہتائی غصیلے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن واپس اپنے ساتھی کی طرف پھینک دی۔

”تیار ہو جاؤ مقابلے کے لئے میرے آدمی آکر تم لوگوں کو لے جائیں گے۔..... سردار کارد نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی مڑ کر وہ لمبے لمبے قدم اٹھاتا کین سے باہر نکل گیا۔ اس کے پیچھے اس کا ساتھی بھی باہر چلا گیا۔

”کیا واقعی آپ اس سے مقابلہ کرنے کا سوچ رہے ہیں عمران صاحب۔..... ان دونوں کے باہر جاتے ہی صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میرے پاس ان کھیل تماشوں کا وقت نہیں ہے لیکن اگر میں کارد پر مہاں حملہ کر بھی دیتا تو باہر اس کا پورا قبیلہ موجود ہے اس لئے مجبوری تھی لیکن اب جب تک یہ مقابلے کا بندوبست کرے گا۔ ہمیں بہر حال استاء وقت مل جائے گا کہ ہم مہاں سے نکل سکیں۔..... عمران نے فرانسیسی زبان میں بات کرتے ہوئے کہا تاکہ باہر کھڑے ہوئے محافظ اس کی گفتگو نہ سن سکیں۔

”میں نے اپنے دونوں ہاتھ آزاد کر لئے ہیں لیکن یہ محافظ باہر

تھی کہ اس کے جسم کو باندھا بھی نہ گیا تھا جب کہ ہال کی سائیڈ دیوار کے ساتھ اس کے ساتھی دیوار میں نصب لوہے کے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے۔ ان کے دونوں ہاتھ ان کے سروں کے اوپر دیوار میں جڑے ہوئے کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے جب کہ دونوں پیر بھی دیوار میں نصب فولادی کڑوں میں جکڑے ہوئے تھے لیکن ان سب کے جسم نیچے کی طرف ڈھلکے ہوئے تھے اور گردنیں ایک طرف کو لٹکی ہوئی تھیں۔ اس کرسی جس پر عمران بیٹھا ہوا تھا اس کے علاوہ ہال میں کسی قسم کا کوئی فرنیچر نہ تھا اور نہ ہی کوئی آدمی تھا۔ عمران نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے وہ یہ محسوس کر کے حیران رہ گیا کہ اس کے جسم نے حرکت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس کا صرف سر گردن کی حد تک حرکت کر رہا تھا۔ باقی جسم مکمل طور پر بے حرکت تھا۔ حالانکہ وہ بے حس نہ تھا اس میں حیات موجود تھیں اور اس کا احساس عمران کو ہو رہا تھا لیکن شاید اس کے ذہن اور اعصاب کا لنک منقطع کر دیا گیا تھا اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا وہ سمجھ گیا تھا کہ ٹرانسم کا انجکشن اس کے کاندھے میں لگایا گیا ہو گا کیونکہ یہی ایک ایسی دوا تھی جس سے جسم بے حس تو نہ ہوتا تھا لیکن اس میں حرکت بھی پیدا نہ ہوتی تھی اور جس جگہ پر انجکشن لگایا جائے اس کے اثرات اس جگہ سے نیچے کی طرف ہوتے تھے۔ اور اسے یہ بھی معلوم ہو گیا تھا کہ ٹرانسم کا انجکشن چند منٹ پہلے ہی لگایا گیا ہے اور اس لئے اسے ہوش بھی آگیا ہے لیکن اس کا مقصد کیا تھا یہ بات اس کی

کو دیکھتا ہوا دوبارہ کہیں سے باہر نکل گیا۔
 ”اگر آج کے بعد صالحہ زندہ رہ جائے تو اسے سمجھادینا کہ آئندہ اگر اس نے میری بات کو اس طرح نظر انداز کیا تو پھر اس کی موت پر رونے والا بھی کوئی نہ ہوگا“..... عمران نے انتہائی سرد لہجے میں جویا سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں اسے سمجھا دوں گی۔ یہ ابھی نئی ہے اس لئے غلطی کر گئی ہے۔“ جویا نے قدرے ہنسے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ہمارے پیشے میں پہلی غلطی ہی آخری کہلاتی ہے۔ بہر حال جس طرح صالحہ نے کوشش کر کے اپنے ہاتھ زنجیروں سے آزاد کر لئے تھے تم بھی اسی طرح کوشش کرو“..... عمران نے اسی طرح سرد لہجے میں کہا لیکن جیسے ہی عمران کی بات ختم ہوئی اچانک ایک آدمی کہیں میں داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہوتے ہی ہاتھ گھمایا تو عمران کے ساتھ کہیں کی دیوار سے کوئی چیز ٹکرائی اور پٹاخ جیسی آواز سنائی دی۔ عمران نے فوراً ہی سانس بند کر لیا لیکن اس کے باوجود دوسرے لمحے اس کے ذہن پر اس طرح تاریکی چھا گئی جیسے چلتی ہوئی فلم اچانک ٹوٹ جانے سے سکرین تاریک ہو جاتی ہے اور پھر جب اس کے تاریک ذہن میں روشنی ہوئی اور اس نے آنکھیں کھولیں تو یہ دیکھ کر اس نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کہ پہلے والا منظر تبدیل ہو چکا تھا۔ اس وقت وہ کسی سرخ کہیں کی بجائے بہت بڑے ہال نما کمرے میں ایک لوہے کی کرسی پر بیٹھا ہوا تھا اور سب سے حیرت انگیز بات یہ

کچھ میں نہ آ رہی تھی۔ ابھی عمران ہوٹ بھینچنے مقصد کے بارے میں سوچ ہی رہا تھا کہ ہال کے ایک کونے میں دیوار کا ایک حصہ سرر کی آواز کے ساتھ ہی غائب ہوا اور اس سے بننے والے خلا سے ایک قبائلی اندر داخل ہوا۔ اس کے ہاتھ میں ایک بڑی سرخ رنگ کی بوتل تھی۔ وہ تیزی سے قدم بڑھاتا اس طرف کو بڑھنے لگا جدھر عمران کے ساتھی موجود تھے۔ اس نے ایک سرسری سی نظر عمران پر ڈالی تھی لیکن کچھ کہا نہ تھا۔ عمران اسے دیکھتا رہا۔ اس نے صفدر کے سامنے جا کر بوتل کا ڈھکن کھولا اور بوتل کا منہ صفدر کی ناک سے لگا دیا۔ چند لمحوں بعد اس نے بوتل ہٹائی اور اس کے دہانے پر انگوٹھا رکھ کر وہ صفدر کے ساتھ تنویر کی طرف بڑھ گیا۔ اسی طرح اس نے باری باری سب ساتھیوں کی ناک سے بوتل لگائی اور سب سے آخر میں موجود صالح کے بعد اس نے بوتل کا ڈھکن بند کیا اور واپس مڑ گیا۔

"ایک منٹ"..... عمران نے کہا تو وہ آدمی مڑ کر عمران کی کرسی کی طرف گیا۔

"کیا پوچھنا چاہتے ہو"..... اس آدمی نے قریب آکر انتہائی سنجیدہ لہجے میں عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"کیا بتا سکتے ہو"..... عمران نے مسکراتے ہوئے پوچھا تو وہ آدمی بے اختیار ہنس پڑا۔

"میرا نام کرشن ہے اور میں سردار کارو کا نائب ہوں۔ استما کافی ہے یا کچھ اور بھی بتاؤں"..... اس آدمی نے ہنستے ہوئے کہا۔

"فی الحال تعارف کے لئے تو استما کافی ہے لیکن یہ سارا سیٹ اپ کس لئے کیا گیا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"مقابلے کے لئے۔ سردار کارو کا خیال ہے کہ تم اس کا مقابلہ کر سکتے ہو"..... کرشن نے جواب دیا۔

"یہ مقابلہ کیا میں صرف سر ہلا کر کر سکوں گا"..... عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار ہنس پڑا۔

"فی الحال ڈاکٹر نرائن مصروف ہے اس لئے تمہیں ایک ایسا انجکشن لگا دیا تھا تاکہ تم ہوش میں رہو لیکن حرکت نہ کر سکو کیونکہ سردار کارو کا خیال ہے کہ مقابلے سے پہلے تمہیں ذہنی طور پر پوری طرح چاق و چوبند ہونا چاہیے اور تمہارے ساتھیوں کو بھی اس لئے ہوش میں لایا جا رہا ہے تاکہ وہ بھی پوری طرح ہوش میں رہ کر اس مقابلے سے محظوظ ہو سکیں بشرطیکہ تم نے واقعی مقابلہ کر لیا تو۔"

کرشن نے مسکرا کر جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ ڈاکٹر نرائن صاحب کون ہیں۔ کیا انہیں مقابلے کے بعد اپنی ٹوٹ پھوٹ کی مرمت کے لئے تمہارے سردار کارو نے بلایا ہے۔"

عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار اونچی آواز میں ہنس پڑا۔

"تم واقعی دلچسپ باتیں کرتے ہو۔ اب چونکہ تم نے زندہ تو واپس نہیں جانا اس لئے تمہیں بتا دیتا ہوں کہ ڈاکٹر نرائن کنٹرولنگ سنٹر کے انچارج ہیں۔ سردار کارو نے انہیں مقابلے کے منصف کے طور پر بلا دیا ہے۔ وہ تمہیں جانتے ہیں اس لئے انہوں نے اس مقابلے میں منصف

کہا۔
 "اچھی بھلی عقلمندانہ گفتگو کرتے کرتے تم نے حماقت کا اظہار کیوں شروع کر دیا ہے۔ اس ہال کی ساخت بتا رہی ہے کہ یہ ہال انڈر گراؤنڈ ہے اور ظاہر ہے تم لوگ قبائلی طور پر رہتے ہو تمہیں اس ہال کی ضرورت نہیں ہے۔ پھر کیا یہ ہال کارو اور میرے مقابلے کے لئے بنایا گیا ہے۔ اب اتنی بات تو میری سمجھ میں بھی آسکتی ہے۔" عمران نے کہا تو کرشن مسکرا دیا۔

"ہاں واقعی مجھے نجانے کیوں یہ بات سن کر بے حد حیرت ہوئی تھی بہر حال تمہارا خیال درست ہے اور میرا خیال ہے اب کافی باتیں ہو گئی ہیں اس لئے اب مجھے اجازت۔" کرشن نے کہا اور واپس مڑ گیا۔
 "صرف ایک بات کا اور جواب دے دو پھر تم اطمینان سے چلے جانا۔" عمران نے کہا تو کرشن واپس مڑ آیا۔

"چلو یہ بھی پوچھ لو۔" کرشن نے کہا۔
 "تمہارے ساتھ کارو اور کتنے آدمی لے آیا ہے یہاں۔" عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار مسکرا دیا۔

"یہاں زیادہ آدمیوں کے لے آنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔ سنر میں اتہائی جدید ترین سائنسی مشینری نصب ہے۔ مجھے سردار کارو اس لئے لے آیا ہے تاکہ میں یہ چھوٹے موٹے کام کر سکوں۔" کرشن نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک نظر عمران کے ساتھیوں پر ڈالی اور پھر مڑ کر تیز قدم اٹھاتا اس خلا کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ پھر جیسے

کے فرائض سرانجام دینے کی حامی بھری ہے لیکن وہ کسی ضروری کام میں مصروف ہیں اس لئے انہیں آنے میں کچھ دیر لگ جائے گی۔" کرشن نے جواب دیا۔

"کنٹرولنگ سنٹر کے انچارج کیا مطلب۔ انہیں تو لیبارٹری انچارج ہونا چاہیے۔" عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار مسکرا دیا۔

"لیبارٹری یہاں نہیں ہے عمران صاحب وہ تو یہاں سے نجانے کتنی دور ہوگی۔ اس کے بارے میں تو ہم میں سے کسی کو بھی کچھ نہیں معلوم۔ البتہ اس کا کنٹرولنگ سنٹر یہاں ٹھوٹی میں ہے اور ڈاکٹر نرائن اس کے انچارج ہیں۔" کرشن نے جواب دیا۔

"تمہارا مطلب ہے کہ لیبارٹری مکمل طور پر مشینری پر مشتمل ہے اور اسے یہاں سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔" عمران نے کہا۔

"ہاں لیبارٹری مکمل طور پر کمپیوٹرائزڈ اور سیلڈ ہے۔ اسے کنٹرولنگ سنٹر سے کنٹرول کیا جاتا ہے۔" کرشن نے جواب دیا۔

"وہ فارمولا جو پاکیشیا سے چرایا گیا ہے وہ بھی اسی کنٹرولنگ سنٹر میں ہی ہوگا۔" عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ظاہر ہے اور کہاں جاسکتا ہے۔" کرشن نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

"یہ ہال بھی اسی کنٹرولنگ سسٹم کا ہی حصہ ہے۔" عمران نے کہا تو کرشن بے اختیار چونک پڑا۔

"تمہیں کیسے معلوم ہوا۔" کرشن نے حیرت بھرے لہجے میں

لجے میں کہا۔

"میں نے جو لیا کو کہہ دیا ہے کہ وہ تمہیں مزید ٹریننگ دے۔ ورنہ تم نے جس انداز میں میری بات کو سنی ان سنی کر دیا تھا۔ اگر میں یہ بات تمہارے چیف کو بتا دوں تو تم دوسرا سانس بھی نہ لے سکو گی۔ بہر حال جو لیا تمہیں مزید سمجھا دے گی اور مجھے یقین ہے کہ آئندہ تم یہ غلطی نہیں دوہراؤ گی"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"تم چیف کو اس بارے میں کوئی رپورٹ نہ دینا میں صالحہ کو سمجھا دوں گی"..... جو لیا نے کہا۔

"ایک رپورٹ تو بہر حال مجھے دینی ہی پڑے گی۔ ذیل ایس والی"..... عمران نے جواب دیا تو جو لیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"تم واقعی پورے شیطان ہو۔ تم نے زبردستی یہ مسئلہ بنا لیا ہے حالانکہ صفر اس قبیل کا آدمی ہی نہیں ہے۔" جو لیا نے ہنستے ہوئے کہا۔

"کس قبیل کا"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے۔

"تمہاری قبیل کا"..... جو لیا نے ترکی بہ ترکی جواب دیتے ہوئے کہا اور اس بار ہال قہقہوں سے گونج اٹھا اور اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار میں اسی جگہ خلا پیدا ہوا اور ایک بوڑھا آدمی اندر داخل ہوا۔ اس کی آنکھوں پر موٹے شیشوں والی عینک تھی جب کہ جسم پر سفید اور آل تھا اور اسے دیکھتے ہی عمران ہچکان گیا کہ یہی ڈاکٹر نرائن ہے کیونکہ وہ اسے پہلے سے جانتا

ہی وہ خلا کے باہر گیا خلا برابر ہو گیا۔ عمران نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ سب ہوش میں آچکے تھے۔

"امید ہے تم لوگوں نے مقابلے کی شرائط سن لی ہوں گی۔ ویسے ایک بات ہے۔ تم ہو خوش قسمت کہ اس قدر دلچسپ مقابلہ تمہیں مفت دیکھنے کو مل رہا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"عمران صاحب کیا سردار کا واقعی اس قدر احمق ہو گا کہ وہ آپ سے اس انداز میں مقابلہ کرے گا"..... کیپٹن شکیل نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"وہ احمق نہیں ہے انتہائی عقلمند آدمی ہے لیکن چونکہ اس کے ساتھ ساتھ وہ بہادر بھی ہے اس لئے وہ ہمیں لڑ کر شکست دینا چاہتا ہے ورنہ اس کے لئے کیا مشکل تھی کہ وہ ہمیں بے ہوش کرانے کی بجائے ہلاک کر دیتا یا جب ہم اس ریڈ کیمین میں تھے وہ واقعی ہم پر فائر کھول دیتا یا اب ہمیں گولی مار دے۔ لیکن بہادر واقعی بہادر ہوتے ہیں اور پھر دیکھو یہ اس کی بہادری کا سب سے بڑا ثبوت ہے کہ اس نے اس مقابلے کے لئے ایک غیر جانبدار منصف کا بھی بندوبست کر لیا ہے۔ میرے دل میں اس کی قدر بڑھ گئی ہے۔ وہ واقعی با اصول آدمی ہے"..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"مجھے افسوس ہے عمران صاحب کہ میں آزاد ہو جانے کے باوجود باہر موجود دونوں افراد پر قابو نہ پاسکی وہ میری توقع سے کہیں زیادہ تیز اور ہوشیار ثابت ہوئے تھے"..... اچانک صالحہ نے معذرت بھرے

”اوہ اچھا لیکن انتہائی حیرت انگیز میک اپ ہے۔ کسی طرح بھی یہ محسوس نہیں ہوتا کہ یہ میک اپ میں ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔
”اب میک اپ کا فن بے حد ترقی کر چکا ہے ڈاکٹر“..... کارو نے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے اثبات میں سر ہلادیا۔

”سردار کارو درست کہہ رہا ہے۔ اب تو یہ فن اس قدر ترقی کر چکا ہے کہ ناموں کا بھی کامیاب میک اپ کر دیا جاتا ہے“..... عمران نے کہا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار ہنس پڑا۔

”مرا پورا نام ڈاکٹر ارجن نرائن ہے۔ ویسے میرے دل میں بڑی حسرت تھی کہ میں تم سے اس اقدام کا کس طرح انتقام لے سکوں جب تم نے مجھے ہی استعمال کر کے کافرستان کی انتہائی قیمتی لیبارٹری تباہ کرادی تھی لیکن ظاہر ہے مجھے براہ راست اس کا موقع نہ مل سکتا تھا لیکن آج جب سردار کارو نے مجھے بتایا کہ اس نے تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو گرفتار کر لیا ہے تو میری حسرت خود بخود پوری ہونے کا وقت آگیا اور اسی لئے میں نے سردار کارو کو کہہ کر تمہیں اور تمہارے ساتھیوں کو یہاں بلوایا ہے تاکہ میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے سینے میں گولیاں اتار کر اپنی حسرت پوری کر لوں لیکن سردار کارو بھد ہے کہ وہ تمہیں پہلے جسمانی طور پر شکست دے گا پھر تمہیں گولی ماری جائے گی اس لئے مجبوراً مجھے اس کی بات تسلیم کرنی پڑی ہے“۔ ڈاکٹر نرائن نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”آپ نے خواہ مخواہ اس قدر طویل عرصہ تک حسرت کو دل میں

تھا۔ کافی عرصہ پہلے ایک لیبارٹری اس نے تباہ کی تھی تو اس وقت اس لیبارٹری میں یہی ڈاکٹر انچارج تھا اور اسے ہی چکر دے کر عمران اس لیبارٹری کو تباہ کرنے میں کامیاب ہوا تھا لیکن اس وقت اس کا نام ڈاکٹر ارجن تھا۔ یہی وجہ تھی کہ کرشن کے یہ کہنے کے باوجود کہ ڈاکٹر نرائن تمہیں جانتا ہے۔ عمران کے ذہن میں یہ نام نہ آ رہا تھا لیکن اب اسے دیکھ کر وہ آسانی سے پہچان گیا تھا۔ ڈاکٹر نرائن کے پیچھے کارو اندر داخل ہوا اور اس کے پیچھے کرشن اور اس کے ساتھ ہی سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر ہو گئی۔ عمران کی نظریں کرشن پر جمی ہوئی تھیں جس کا ہاتھ جیکٹ کی جیب میں تھا۔ اس نے اس ہاتھ کی ہلکی سی حرکت کو نوٹ کر لیا تھا اور دیوار برابر ہوتے ہی کرشن نے فوراً جیب سے ہاتھ باہر نکال لیا تھا اس سے عمران سمجھ گیا کہ اس کی جیب میں کوئی آلہ موجود ہے جس سے یہ خلا نمودار ہوتا ہے اور برابر ہوتا ہے

”یہ علی عمران تو نہیں ہے سردار کارو۔ یہ تو کوئی اور آدمی ہے“..... اسی لمحے ڈاکٹر نرائن کی حیرت بھری آواز سنائی دی وہ عمران کی کرسی سے کچھ فاصلے پر پہنچ کر رک گیا تھا۔

”آپ بھی تو ڈاکٹر ارجن جن نہیں ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ آواز تو علی عمران کی ہے مگر“..... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ میک اپ میں ہوگا“..... کارو نے کہا۔

تمہارے ساتھی یہاں سے کسی صورت زندہ واپس نہیں جاسکتے۔
ڈاکٹر نرائن نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو۔ اصول پسند آدمی کو اسی طرح صاف گو ہونا چاہئے ڈاکٹر
نرائن آپ نے یہ بات کر کے میرے دل میں اپنی عزت مزید بڑھالی ہے
اب میرا وعدہ کہ یہاں سے جاتے ہوئے آپ کو ہلاک نہیں کیا جائے
گا۔“..... عمران نے جواب دیا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار ہنس پڑا۔

”تمہیں ابھی سردار کارو کے بارے میں علم نہیں ہے جب کہ میں
اسے جانتا ہوں۔ ہمارا ساتھ کافی عرصے سے ہے۔ اس لئے سردار کارو کی
شکست کا میرے نقطہ نظر سے پوائنٹ ون پر سنٹ بھی سکوپ نہیں
ہے۔“..... ڈاکٹر نرائن نے سردار کارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا تو
سردار کارو کے چہرے پر فاتحانہ مسکراہٹ رنگنے لگی۔

”لیکن ڈاکٹر نرائن۔ ہمیشہ سیر کے مقابلے میں سوا سیر کی گنجائش
رہتی ہے۔ اونٹ بھی اپنے آپ کو سب سے بڑا اس وقت تک سمجھتا
رہتا ہے جب تک پہاڑ کے نیچے نہیں پہنچتا۔ اس کا فیصلہ بہر حال وقت
کرے گا کہ کون اونٹ ثابت ہوتا ہے اور کون پہاڑ۔“..... عمران نے
جواب دیا۔

”اوکے ہم اب واپس جا رہے ہیں۔ ہمارے واپس جاتے ہی تم اس
کرسی کی گرفت سے آزاد ہو جاؤ گے اور یہ کرسی بھی فرش میں غائب ہو
جائے گی۔ پھر تمہیں دس منٹ دینیے جائیں گے تاکہ تم جسمانی طور پر
بھی پوری طرح چاق و چوبند ہو جاؤ۔ اس کے بعد سردار کارو و اندر داخل

بٹھائے رکھا۔ آپ مجھے اطلاع کر دیتے ہیں خود آپ کے ہاتھوں گولی
کھانے کے لئے پہنچ جاتا کیونکہ میں سائٹس کا طالب علم ہوں اس لئے
سائٹس دانوں کی دل سے عزت کرتا ہوں آپ کو یقیناً وہ وقت یاد ہوگا
جب لیبارٹری تباہ ہوئی تھی۔ اگر میں چاہتا تو بڑی آسانی سے آپ کی
گردن بھی ٹوٹ سکتی تھی لیکن میں نے صرف آپ کو بے ہوش کر دینے
پر اکتفا کیا تھا اس کی وجہ یہی تھی کہ آپ بہر حال ایک معروف سائٹس
دان ہیں۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تمہاری بات واقعی درست ہے اور میں کافی دنوں تک اس بات
پر غور بھی کرتا رہا تھا کہ تم نے مجھے ہلاک کرنے کی بجائے صرف بے
ہوش کیوں کیا۔ لیکن اس وقت میں یہی سمجھا تھا کہ تمہیں اچانک
کوئی خطرہ لاحق ہو گیا ہوگا اس لئے تمہیں مجھے ہلاک کرنے کا موقع نہ
مل سکا ہوگا۔“..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

”مجھے کیا خطرہ لاحق ہونا تھا۔ بہر حال چھوڑیں ان باتوں کو۔ سردار
کارو صاحب واقعی بصد ہیں کہ ان سے مقابلہ کیا جائے۔ میں نے اس
کے لئے کسی غیر جانبدار منصف کی شرط لگائی تھی اور مجھے خوشی ہے کہ
اس نے میری بات مان کر آپ کو منصف بنایا ہے۔ مجھے آپ کی
منصفی قبول ہے۔ لیکن اگر میں نے کارو کو شکست دے دی تو
پھر۔“..... عمران نے کہا۔

”سوری عمران میں اس بات کی مقابلے سے پہلے ہی وضاحت کر
دوں کہ مقابلے کا نتیجہ چاہے کچھ بھی کیوں نہ نکلے۔ بہر حال اب تم اور

ہوگا اور اس کے ساتھ ہی مقابلہ شروع ہو جائے گا۔ یہ مقابلہ بغیر کسی ہتھیار کے ہوگا اور کسی ایک کی موت تک جاری رہے گا ہاں یہ بھی بتا دوں کہ تمہاری اس کرسی سے رہائی سے پہلے تمہارے ساتھیوں کے سامنے ایک شیشے کی دیوار آجائے گی۔ اس طرح تم آزاد ہونے کے بعد اپنے ساتھیوں کو کسی طرح بھی آزاد نہ کر سکو گے اور نہ وہ کسی طرح اس لڑائی میں مداخلت کر سکیں گے۔..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”اگر یہ بات ہے ڈاکٹر نرائن تو پھر ان پچاروں کو آپ کس بات کی سزا دے رہے ہیں کہ اس طرح دیوار کے پیچھے بھی یہ کڑوں میں جکڑے رہیں۔ کم از کم انہیں آزاد تو کر دیں تاکہ یہ اطمینان سے تو مقابلہ دیکھ سکیں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن نے سردار کارو کی طرف دیکھا۔

”کوئی حرج نہیں ہے ڈاکٹر اس راہداری سے یہ نکل تو سکتے ہی نہیں گھومتے پھرتے رہیں اس کے اندر۔..... سردار کارو نے کہا۔

”اوکے انہیں آزاد کر دیا جائے گا۔..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”آپ اور مسٹر کرشن کیا یہ مقابلہ نہ دیکھیں گے۔“ عمران نے کہا۔

”میں سپیشل روم میں سکرین پر یہ مقابلہ دیکھوں گا اور کرشن

سردار کارو کے ساتھ اندر آئے گا کیونکہ سردار کارو جب تمہاری ہڈیاں

توڑے گا تو تمہیں اس وقت تک زندہ رکھنے کا فریضہ کرشن ادا کرے گا

جب تک میں تمہارے سینے میں اپنے ہاتھوں سے مشین گن کا برسٹ

داخل نہیں کر دوں گا۔..... ڈاکٹر نرائن نے اس طرح مسکراتے

ہوئے کہا۔ جیسے وہ عمران سے بڑے دوستانہ انداز میں گپ شپ کر رہا ہو۔

”چلو اچھا ہے۔ سردار کو سنبھالنے کے لئے واقعی یہاں ایک آدمی کی موجودگی کی اشد ضرورت تھی۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”اسے انٹی انجکشن لگا دو کرشن۔..... ڈاکٹر نرائن نے کرشن سے

مخاطب ہو کر کہا اور کرشن نے جیب سے ایک سرنج نکالی جس کی سوئی

پر کیپ چڑھی ہوئی تھی۔ اس نے کیپ ہٹائی اور پھر کوٹ کے اوپر سے

ہی سوئی عمران کے بازو میں گھونپ کر اس نے سرنج میں موجود محلول

عمران کے بازو میں انجکٹ کر دیا۔

”پانچ منٹ بعد تم ٹھیک ہو جاؤ گے اور اس کے بعد دس منٹ

تک تمہیں پوری طرح سیٹ ہونے کے لئے دیتے جائیں گے۔ اس کے

بعد سردار کارو ہال میں تمہاری موت بن کر داخل ہوگا۔..... ڈاکٹر

نرائن نے کہا اور تیزی سے واپس مڑ گیا۔ سردار کارو اور کرشن بھی اس

کے پیچھے چلتے ہوئے دیوار میں موجود اس خلا کی طرف بڑھ گئے اور چند

لمحوں بعد جب وہ خلا کو پار کر گئے تو سر کی آواز کے ساتھ ہی دیوار برابر

ہو گئی۔

میں کسی قسم کی کوئی چیز موجود نہ تھی۔ ڈاکٹر نرائن کے عمران کو دیئے ہوئے وقت میں ابھی آٹھ منٹ باقی رہتے تھے کہ اچانک کرشن نے یہ بات کر دی تھی۔

”کیا مطلب کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... سردار کارو نے سخت بلکہ اتہائی تہذیب میں کہا۔

”سردار میں یہ پوچھ رہا ہوں کہ کیا اس مقابلے کی کوئی ضرورت بھی ہے یا آپ صرف شغل کے طور پر یہ مقابلہ کر رہے ہیں“۔ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”تم نے یہ بات سوچی کیسے۔ جب میرا یہ فیصلہ ہے کہ مقابلہ ہوگا تو پھر تمہیں یہ بات سوچنے کا حق کس نے دیا ہے“..... سردار کارو نے اور زیادہ تلخ ہوتے ہوئے کہا۔

”سردار کارو آپ خواہ مخواہ مجھ سے ناراض ہو رہے ہیں۔ عمران اور اس کے ساتھی عام ایجنٹ نہیں ہیں۔ یہ دنیا کے خطرناک ترین سیکرٹ ایجنٹ ہیں۔ اس لئے پرائم منسٹر صاحب نے حکم دیا تھا کہ انہیں فوری طور پر ہلاک کر دیا جائے لیکن آپ نے اس حکم کی تعمیل کی بجائے انہیں بے ہوش کر کے ریڈ کیبن میں پہنچوا دیا۔ پھر آپ نے مقابلہ کرنے کا فیصلہ کیا اور پھر مقابلہ کسی کھلے میدان میں کرنے کی بجائے آپ ان سب کو یہاں کنٹرولنگ سنٹر کے مین ہال میں لے آئے اس طرح یہ لوگ جو چاہے صدیوں تک سرنگراتے رہتے اس سنٹر کے اندر داخل نہ ہو سکتے تھے خود بخود یہاں پہنچ گئے اور اب اس مقابلے کا

سردار کیا یہ مقابلہ ضروری تھا“..... کمرے میں سردار کارو اور ڈاکٹر نرائن کے ساتھ بیٹھے ہوئے کرشن نے اچانک کہا تو سردار کارو اور ڈاکٹر نرائن دونوں چونک کر اس کی طرف دیکھنے لگے۔ وہ تینوں جس کمرے میں بیٹھے ہوئے تھے اس کے سامنے والی پوری دیوار کسی سکرین کی طرح روشن تھی۔ اس پر اسی ہال کمرے کا منظر نظر آ رہا تھا جس میں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ عمران کے ساتھیوں کے ہاتھ اور پیر آہی کڑوں سے آزاد ہو چکے تھے۔ البتہ ان کے سامنے شفاف شیشے کی ایک دیوار زمین سے چھت تک لگی ہوئی نظر آ رہی تھی۔ اس طرح وہاں ایک راہداری سی بن گئی تھی جس میں عمران کے ساتھی کھڑے ہوئے تھے جب کہ ہال میں عمران اس طرح ٹہل رہا تھا جیسے وہ اپنے بست پڑے ہوئے جسم کو چست بنانے کی کوشش کر رہا ہو۔ جس کرسی پر وہ بیٹھا ہوا تھا وہ کرسی فرش میں غائب ہو چکی تھی اس لئے اب ہال کمرے

منسٹر صاحب کے حکم کی تعمیل ہم پر فرض ہے۔..... کرشن نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ایک سائیڈ کی دیوار میں نصب ایک بڑی سی مشین سے تیز سیٹی کی آواز سنائی دی اور ڈاکٹر نرائن کے ساتھ ساتھ سردار کارو اور کرشن بھی یہ آواز سن کر چونک پڑے۔

”لائنگ ریج ٹرانسمیٹر پر یہ کال کس کی ہو سکتی ہے۔..... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پرائم منسٹر صاحب کی کال ہوگی۔ میں نے انہیں اس مقابلے کے بارے میں رپورٹ دے دی تھی۔..... کرشن نے جواب دیا تو سردار کارو بے اختیار اچھل پڑا اور اس کے ساتھ ہی کرشن اچانک ایک بھیانک چیخ مار کر اچھلا اور کرسی سمیت ایک دھماکے سے فرش پر جا گرا سردار کارو نے اچانک ہاتھ گھمایا تھا اور اس کا بھرپور تھپڑ کرسی پر بیٹھے ہوئے کرشن کے چہرے پر پڑا تھا اور کرشن تھپڑ کھا کر چیختا ہوا کرسی سمیت ایک دھماکے سے نیچے جا گرا۔

”یہ۔ یہ کیا کر دیا تم نے۔..... ڈاکٹر نرائن نے بوکھلائے ہوئے انداز میں اٹھتے ہوئے کہا۔ ادھر مشین سے سیٹی کی تیز آواز مسلسل سنائی دے رہی تھی۔

”آپ کال انڈ کریں اب یہ اس قابل نہیں رہا کہ سردار کارو پر اعتراض کر سکے۔..... سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے جواب دیا۔

”کیا مطلب کیا یہ مرجکا ہے۔..... ڈاکٹر نرائن نے اس بار قدرے

کیا فائدہ ہوگا۔ آپ انہیں گولیوں سے اڑا کیوں نہیں دیتے۔“ کرشن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”یہ اچانک تمہیں کیا ہو گیا ہے کرشن اب سے پہلے تو تم اس مقابلے میں پیش پیش تھے اور تم نے کسی قسم کا کوئی اعتراض بھی نہیں کیا تھا پھر یہ اچانک تم نے کیسی باتیں شروع کر دی ہیں۔“ ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”ڈاکٹر نرائن میری چھٹی حس کہہ رہی ہے کہ اس مقابلے کا انجام ہمارے حق میں اچھا نہیں ہوگا۔..... کرشن نے کہا تو سردار کارو یکھت ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی آنکھوں سے شعلے سے نکلے۔

”تمہاری یہ جرات کہ تم میری ناکامی کی بات کرو۔..... سردار کارو نے غصے سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”بیٹھ جاؤ سردار کارو ہمیں اس وقت آپس میں نہ لڑنا چاہیے۔“ ڈاکٹر نرائن نے سخت لہجے میں کہا تو کارو ہونٹ بھینچ کر دوبارہ اپنی کرسی پر بیٹھ گیا لیکن اس کا چہرہ غصے کی شدت سے تانبے کی طرح سرخ ہو رہا تھا اور آنکھوں سے شعلے سے نکل رہے تھے وہ انتہائی زہر آلود نظروں سے کرشن کو دیکھ رہا تھا۔

”ڈاکٹر نرائن سچ پوچھیں تو مجھے اب اس مقابلے کے بارے میں سوچ کر ہی وحشت ہو رہی ہے۔ اس کا کوئی مقصد نہیں ہے اور بغیر مقصد کے یہ سب کچھ کرنا سوائے حماقت کے اور کیا ہے۔ پھر پرائم

تھا۔

”پرائم منسٹر صاحب کی کال کا ویٹ کریں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو پرائم منسٹر کالنگ ڈاکٹر نرائن اور“..... چند لمحوں بعد پرائم منسٹر کی تیز اور تحکمانہ آواز سنائی دی۔

”یس سر ڈاکٹر نرائن فرام سپیشل کنزولنگ سنٹر بول رہا ہوں سر اور“..... ڈاکٹر نرائن نے انتہائی مودبانہ لہجے میں کہا۔

”ڈاکٹر نرائن مجھے سردار کارو کے اسسٹنٹ نے کال کیا تھا۔ میں اس وقت میٹنگ میں مصروف تھا اس لئے اس نے پی اے کو کال کر کے صرف اتنا کہا تھا کہ سپیشل سنٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ اور سردار کارو کا مقابلہ ہونے والا ہے۔ پرائم منسٹر کو اس کی اطلاع دے دی جائے۔ اب میٹنگ ختم ہوئی ہے تو مجھے یہ حیرت انگیز اطلاع ملی ہے یہ کیسی اطلاع ہے اور“..... پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں حیرت تھی۔

”اطلاع درست ہے جتنا واقعی یہاں سردار کارو اور پاکیشیائی ایجنٹ کے درمیان مقابلہ ہونے والا ہے اور اگر آپ کی کال نہ آجاتی تو اب تک یہ مقابلہ شروع بھی ہو چکا ہوتا اور“..... ڈاکٹر نرائن نے سردار کارو کی طرف دیکھتے ہوئے کہا۔

”کیا کہہ رہے ہیں آپ۔ مقابلہ کیسا اور وہ بھی سپیشل سنٹر میں یہ کیسے ممکن ہے۔ سپیشل سنٹر میں پاکیشیائی ایجنٹ کیسے پہنچ گیا اور“..... پرائم منسٹر صاحب کی اس انداز میں سمجھتی ہوئی آواز سنائی

خوفزدہ سے لہجے میں کہا۔

”ہاں تمہارے کھا کر اس کی گردن ٹوٹ چکی ہے“..... سردار کارو نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اگر گردن نہ ٹوٹتی تو شاید وہ اپنے آپ کو گولی مار لیتا۔

”اوہ اوہ ویری بیڈ یہ تو“..... ڈاکٹر نرائن کا چہرہ زرد ہو گیا تھا۔ وہ چونکہ سائنس دان تھے اس لئے ظاہر ہے اس طرح کسی کے مرنے پر ان کی حالت تو غراب ہونی ہی تھی وہ دھم سے اس طرح اپنی کرسی پر گر گئے جیسے ان کے جسم سے ساری توانائی اچانک غائب ہو گئی ہو۔ مشین سے سیٹی کی تیز آواز مسلسل ٹکل رہی تھی۔ ڈاکٹر نرائن کی یہ حالت دیکھ کر سردار کارو تیزی سے آگے بڑھا اور اس نے مشین کے بن آن کر دیئے۔

”ہیلو ہیلو سپیشل ملٹری سیکرٹری ٹوپرائم منسٹر کالنگ اور“۔ بن آن ہوتے ہی ایک تیز آواز سنائی دی۔

”یس سردار کارو انڈنگ یو اور“..... سردار کارو نے بڑے ٹھہرے ہوئے لہجے میں کہا۔

”لیکن پرائم منسٹر صاحب تو ڈاکٹر نرائن سے بات کرنا چاہتے ہیں۔ کیا یہ فریکوئنسی ڈاکٹر نرائن کی نہیں ہے اور“..... اس بار دوسری طرف سے حیرت بھرے لہجے میں کہا گیا۔

”ہیلو ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں بات کرائیں اور“..... اچانک ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا اس نے شاید اب اپنے آپ کو سنبھال لیا

”میں سراور“..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”ڈاکٹر نرائن آپ فوراً اس عمران کو ہلاک کر دیں اور کرشن کو ہلا کر اسے میرا حکم سنا دیں کہ وہ سردار کارو کو گرفتار کر لے اس کا اب کورٹ مارشل ہوگا اور اب کرشن سردار کارو کی جگہ کام کرے گا۔ آپ سمجھ گئے اور“..... پرائم منسٹر نے تیز لہجے میں کہا۔

”کرشن ہلاک ہو چکا ہے سراور“..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔
”کرشن ہلاک ہو چکا ہے کیا مطلب۔ کس طرح اور“..... پرائم منسٹر کی آواز بتا رہی تھی کہ شدید ترین حریت کے مسلسل جھٹکوں نے ان کے ذہنی توازن میں ہی خلل ڈال دیا ہے۔

”کرشن نے سردار کارو کو اس مقابلے سے روکنے کی کوشش کی تھی اس پر سردار کارو نے کرشن کو تھپڑ مارا اور ایک ہی تھپڑ کھا کر کرشن کی گردن ٹوٹ گئی۔ اس کی لاش اس وقت اس سپیشل روم میں موجود ہے جناب اور“..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

”اوہ وری بیڈ۔ یہ سب آخر کیا ہو رہا ہے۔ کافرستان سکیٹ سروس کا چیف سرسار کے علاقے میں اپنی ٹیم کے ساتھ موجود ہے میں اسے کال کر کے آرڈر دے رہا ہوں۔ وہ اب سردار کارو کی جگہ لے گا۔ آپ اس عمران کو فوری طور پر ہلاک کر دیں فوری بغیر ایک لمحہ ضائع کئے لیکن آپ خود اسے گولی مارنے نہ چلے جائیں اسے کسی گیس سے چیلے بے ہوش کریں پھر اسے گولی سے اڑا دیں۔ کیا آپ میری بات سمجھ گئے ہیں اور“..... پرائم منسٹر صاحب نے کہا۔

دی جیسے وہ حلق کے بل جمع کر بول رہے ہوں۔ حالانکہ پرائم منسٹر جیسے بڑے عہدے دار سے اس لہجے میں بات کرنے کی توقع نہیں کی جا سکتی تھی۔

”جناب میں تفصیل بتاتا ہوں۔ میں سردار کارو بول رہا ہوں۔ عمران اور اس کے ساتھیوں کو آپ کی کال ملتے ہی میں نے گرفتار کر لیا تھا۔ پھر عمران کے ساتھیوں کا تو میں نے خاتمہ کر دیا۔ البتہ عمران کے بارے میں چونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ مارشل آرٹ کا ماہر ہے اس لئے میں نے سوچا کہ اسے باقاعدہ مقابلہ میں شکست دے کر اس کا خاتمہ کیا جائے۔ چنانچہ میں اسے بے ہوش کر کے سپیشل سنٹر میں لے آیا۔ یہاں اب وہ ایک ہال میں قید ہے اور میں چند لمحوں بعد اس کی ہڈیاں توڑ ڈالوں گا اور.....“ سردار کارو نے ڈاکٹر نرائن کو آنکھ مار کر خاموش رہنے کا اشارہ کرتے ہوئے جواب دیا تو ڈاکٹر نرائن کے ہونٹ سختی سے جھنجھ گئے ظاہر ہے سردار کارو پرائم منسٹر سے جھوٹ بول رہا تھا کہ عمران کے ساتھیوں کو وہ ہلاک کر چکا ہے حالانکہ وہ زندہ تھے۔

”تم احمق۔ نانسنس۔ تم نے یہ کیا حرکت کی ہے جب تمہیں میں نے حکم دے دیا تھا کہ اسے فوراً ہلاک کرنا ہے تو تم نے یہ مقابلہ کرنے کا سوچنے کی جرأت کیسے کی۔ میں تمہیں فوری طور پر معطل کرتا ہوں ڈاکٹر نرائن آپ میری بات کا جواب دیں اور“..... پرائم منسٹر نے اسی طرح چختے ہوئے لہجے میں کہا تو سردار کارو کا چہرہ غصے کی شدت سے تقریباً صبح سا ہو کر رہ گیا۔

عمران کا خاتمہ کر دیتا ہوں..... سردار کارو نے کہا۔

”نہیں سردار کارو اب ایسا نہیں ہو سکتا ورنہ جہادی طرح میں بھی معطل کر دیا جاؤں گا اور میرا بھی کورٹ مارشل ہو سکتا ہے۔ آئی ایم سوری اب مجھے خود ہی کچھ کرنا پڑے گا.....“ ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”جو میں کہہ رہا ہوں ڈاکٹر نرائن دیکھ ہی ہو گا کچھ۔ نکالو آلہ ورنہ کرشن کی طرح جہادی گردن بھی ٹوٹ سکتی ہے.....“ یکھت سردار کارو نے بدلے ہوئے لہجے میں کہا تو ڈاکٹر نرائن کے چہرے پر یکھت خوف کے تاثرات ابھر آئے۔

”اوہ اوہ میں مرنا نہیں چاہتا۔ ٹھیک ہے تم جو چاہو کرو اب میں مداخلت نہیں کروں گا۔ آلہ سلسنہ الماری میں موجود ہے نکال لو.....“ ڈاکٹر نرائن نے خوف سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”عمران کی موت میرے ہاتھوں سے ہی لکھی ہوئی ہے اس لئے میں ہی اسے ہلاک کروں گا کچھ۔ جہاں تک پرائم منسٹر کا تعلق ہے میں خود ان سے نمٹ لوں گا۔ فوج کے اعلیٰ ترین آفیسر میری مٹھی میں ہیں وہ پرائم منسٹر کو مجبور کر دیں گے اور وہ مجھے دوبارہ اسی عہدے پر بحال کر دیں گے.....“ سردار کارو نے طنزیہ لہجے میں کہا اور تیزی سے مڑ کر کمرے کی ایک دیوار میں نصب الماری کی طرف بڑھ گیا لیکن اس کے مڑتے ہی ڈاکٹر نرائن نے تیزی سے ہاتھ بڑھایا اور مشین کے ایک بٹن پر انگلی رکھ دی۔ سردار کارو نے جیسے ہی الماری کے پٹ کھولے تو ڈاکٹر نرائن نے بٹن کو پریس کر دیا اور دوسرے لمحے ایک دھماکا ہوا اور

”ییس سر آپ کے حکم کی تعمیل ہوگی سر اور.....“ ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

”یہ کام کر کے مجھے رپورٹ دیں اور اینڈ آف.....“ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا۔

”اب میں کیا کر سکتا ہوں سردار کارو میں تو جہارے ساتھ مکمل تعاون کیا لیکن جہارے اپنے ماتحت کرشن نے پرائم منسٹر صاحب کو کال کر کے مسئلہ خراب کر دیا.....“ ڈاکٹر نرائن نے مشین کے بٹن آف کر کے سردار کارو کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”میری سمجھ میں یہی بات نہیں آرہی کہ اس نے کس وقت پرائم منسٹر کو کال کر دی۔ وہ بھی تو ہمارے ساتھ ہی تھا.....“ سردار کارو نے کہا

”جب عمران کو ٹھیک کرنے والا انجینئر لگا کر ہم واپس آئے تھے تو کرشن ہاتھ روم کا کہہ کر چلا گیا تھا اور پھر کچھ دیر بعد ہی واپس آیا تھا۔ شاید وہ ہاتھ روم کی بجائے کال روم چلا گیا ہو گا۔ بہر حال اب اس بات کو چھوڑو اب مسئلہ ہے پرائم منسٹر کے حکم کی فوری تعمیل کا۔ لیکن میرے پاس ایسی کوئی سائنسی مشین موجود نہیں ہے کہ میں یہاں سے بیٹھے بیٹھے عمران کو بے ہوش کروں اور پھر اسے گولی سے اڑا دوں.....“ ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”اس کی ضرورت نہیں ہے۔ ہال کا دروازہ کھولنے والا آلہ آپ نے کرشن سے لے لیا تھا۔ وہ آپ کے پاس ہے آپ مجھے دیں میں جا کر اس

”نہیں جناب صورت حال ایسی ہے کہ میں نے سوچا کہ آپ سے مزید ہدایات لے لوں اور“..... ڈاکٹر نرائن نے مؤدبانہ لہجے میں کہا۔

”کیا ہوا کہیں کنٹرولنگ سنٹر تو تباہ نہیں ہو گیا اور“۔ پرائم منسٹر نے ایک بار پھر حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

”اوہ نہیں۔ ایسا کیسے ممکن ہے۔ پہلی بات تو یہ ہے کہ سردار کارو نے آپ سے غلط بیانی کی تھی کہ اس نے عمران کے ساتھیوں کا خاتمہ کر دیا ہے حالانکہ ایسا نہیں ہے۔ عمران کے سب ساتھی زندہ ہیں اور وہ سب جس ہال میں موجود ہیں وہاں داخل ہوئے بغیر انہیں بے ہوش یا ہلاک نہیں کیا جاسکتا اور وہ سب آزاد ہیں۔ میں یہاں کنٹرول روم میں ہوں میں یہاں سے انہیں گیس سے بے ہوش نہیں کر سکتا اور اگر میں نے کسی اور آدمی کو انہیں بے ہوش کرنے کے لئے ہال کے اندر بھیجا تو مجھے دروازہ کھولنا پڑے گا اور وہ عمران انتہائی خطرناک آدمی ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ باہر آجائے اور اگر ایسا ہوا تو پھر اس کنٹرولنگ سنٹر کو اس عفریت کے ہاتھوں بھانجا ناممکن ہو جائے گا۔ میں نے سردار کارو سے مشورہ کرنے کی کوشش کی کیونکہ یہ سب اسی کا کیا دھرا ہے تو وہ اس پر بفسد ہو گیا کہ وہ خود اندر جا کر عمران سے لڑ کر اسے ہلاک کرے گا لیکن چونکہ آپ کے حکم کی خلاف ورزی میں نہیں کر سکتا تھا اس لئے میں نے انکار کر دیا۔ اس پر سردار کارو نے مجھ پر قاتلانہ حملہ کرنے کی کوشش کی جس پر میں نے بڑی مشکل سے اس پر ایک

سردار کارو جھٹکا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گر ا اور اس کے ساتھ ہی اس طرح ساکت ہو گیا جیسے چانی بھرا کھلونا چابی ختم ہونے پر اچانک حرکت کرتے کرتے رک جاتا ہے۔ ڈاکٹر نرائن کے بٹن دباتے ہی الماری سے سرخ رنگ کی گیس کا بھبھکا سا دھماکے کے ساتھ ہی سردار کارو کے چہرے سے نکل آیا تھا اور وہ جھٹکتے ہوئے پیچھے گر ا اور بے ہوش ہو گیا۔ ڈاکٹر نرائن نے فوراً ہی بٹن سے انگلی ہٹا دی تھی۔

”تم کہتے بھی طاقتور ہو جاؤ سردار کارو لیکن سانسٹی حربوں کے سامنے تمہاری کوئی حیثیت نہیں ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مڑ کر مشین کے مختلف بٹن پریس کرنے شروع کر دیے مشین سے سیٹی کی آواز نکلنے لگی۔

”ہیلو ہیلو ڈاکٹر نرائن کالنگ فرام سپیشل کنٹرولنگ سنٹر اور۔“

ڈاکٹر نرائن نے بار بار کال دینی شروع کر دی۔

”یہ سپیشل ملٹری سیکرٹری نو پرائم منسٹر اینڈنگ یو اور۔“ سجدہ لہجوں بعد مشین سے ایک آواز سنائی دی۔

”پرائم منسٹر صاحب سے بات کرائیں اور“..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”میں سر دمٹ کریں اور“..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

”ہیلو پرائم منسٹر اینڈنگ یو کیا میرے حکم کی تعمیل ہو گئی ہے ڈاکٹر نرائن اور“..... پرائم منسٹر صاحب کے لہجے میں بے پناہ پریشانی تھی۔

کیونکہ اب معاملات کا بوجھ ان کے سر سے اتر گیا تھا۔ اب عمران جانے اور شاگل جانے جو کچھ ہو گا بہر حال اب اس کی ذمہ داری ان کے سر پر نہ آئے گی۔

سائنسی حربہ استعمال کر کے اسے بے ہوش کیا ہے اور اپنی جان بچائی ہے۔ اب اس وقت صورتحال یہ ہے کہ کرشن کی لاش پڑی ہے اور سردار کارو بے ہوش پڑا ہوا ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ہال میں موجود ہیں۔ اب میری سمجھ میں یہ بات نہیں آرہی کہ میں انہیں کس طرح کور کروں اور اس لئے میں نے کال کی ہے کہ اب آپ مجھے اس صورتحال میں ہدایات دیں کہ مجھے کیا کرنا چاہئے اور..... ڈاکٹر نرائن نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”آپ کچھ نہ کریں یہ کام آپ کے بس کا نہیں ہے۔ اگر آپ نے ہال کو کھولا تو وہ عنقریب اپنے ساتھیوں سمیت آپ پر ٹوٹ پڑے گا اور پھر سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ میں آپ کی فریکوئنسی چیف آف سیکرٹ سروس شاگل کو دے دیتا ہوں۔ مسٹر شاگل آپ سے رابطہ کریں گے آپ انہیں اور ان کے ساتھیوں کو سنز میں لے جائیں وہ ایسے معاملات میں تربیت یافتہ ہیں اس لئے وہ خود ہی انہیں سنبھال لیں گے اور ”پرائم سنسرز“ نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر میں جناب شاگل صاحب کو جانتا ہوں۔ لیکن سر سردار کارو کا کیا کرنا ہے سر اور..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”مسٹر شاگل اسے بھی گرفتار کر لیں گے میں انہیں اس سلسلے میں تفصیلی ہدایات دے دوں گا اور اینڈ آل..... دوسری طرف سے کہا گیا اور ڈاکٹر نرائن نے ہاتھ بڑھا کر مشین کے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔ ان کے چہرے پر اب گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے

اس لئے یقیناً اسے اور اس کے ساتھیوں کو کسی سکرین پر دیکھا جا رہا ہوگا اور ڈاکٹر نرائن نے تو خود یہی بات کی تھی کہ وہ یہ مقابلہ سکرین پر دیکھے گا۔ عمران کو سردار کارو سے مقابلے کی کوئی فکر نہ تھی کیونکہ اسے معلوم تھا کہ سردار کارو جیسے لوگ نفسیاتی مریض ہوتے ہیں۔ یہ لوگ طاقت اور مہارت سے معمولی سی شناسائی کے بعد احساس برتری میں مبتلا ہو جاتے ہیں اور ایسے لوگوں کو وہ نفسیاتی طور پر ڈیل کرنا اچھی طرح جانتا تھا۔ اسے اصل فکر اس بات کی تھی کہ وہ کسی طرح جہاں سے نکل کر ڈاکٹر نرائن سے وہ فارمولا حاصل کر لے لیکن کوئی ترکیب اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ اس کے ساتھی آپس میں باتیں کر رہے تھے لیکن آواز اسے سنائی نہ دے رہی تھی اس لئے عمران نے بھی ان سے بات کرنے کی کوشش ہی نہ کی تھی لیکن اسے ہال میں ٹیبلٹ ہوئے کافی درگزر گئی لیکن نہ ہی دیوار میں خلا نمودار ہوا اور نہ ہی سردار کارو مقابلے کے لئے آیا تو عمران کو حیرت ہوئے لگ گئی اس نے سوچا کہ شاید سردار کارو کسی ضروری کام میں مصروف ہوگا اور کسی بھی لمحے آ سکتا ہے اس لئے اس نے دوبارہ ٹیبلٹ شروع کر دیا لیکن ابھی وہ ٹیبلٹ ہی رہا تھا کہ اچانک چٹک کی آواز کے ساتھ ہی سینی کی تیز آوازیں ہال کی چھت کے ایک کونے سے نکلنے لگیں۔ عمران چونک کر اس جگہ کو دیکھنے لگا۔ سینی کی مخصوص آواز سے تو یہی معلوم ہو رہا تھا کہ یہ آواز ٹرانسمیٹر کال کی ہے لیکن ٹرانسمیٹر کال کی آواز جہاں ہال میں کیوں سنائی دے رہی تھی۔ یہ بات اس کی سمجھ میں نہ آرہی تھی۔ سینی کی

ڈاکٹر نرائن، سردار کارو اور کرشن کے واپس جانے کے چار پانچ منٹ بعد عمران کے جسم نے حرکت کرنی شروع کر دی تو وہ کرسی سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے اٹھنے ہی سر کی آواز کے ساتھ ہی پلک جھپکنے میں کرنی فرش میں غائب ہو گئی اور فرش برابر ہو گیا۔ ادھر شیشے کی ایک دیوار جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے سامنے زمین سے نمودار ہوئی اور چھت تک پہنچ گئی اور پتہ لحوں بعد جولیا اور دوسرے ساتھیوں کے ہاتھوں اور پیروں میں موجود کڑے خود بخود کھلے اور دیوار کے اندر غائب ہو گئے اور وہ سب اس قید سے آزاد ہو گئے۔ لیکن اب وہ ایک راہداری میں بند تھے۔ عمران نے غور سے ہال کا جائزہ لیا ساتھ ساتھ وہ ہال میں اس طرح ٹیبلٹ رہا تھا جیسے ہال کی بجائے کسی باغ میں ٹیبلٹ رہا ہو اس کا ذہن خاصی تیز رفتاری سے صورت حال کا جائزہ لے رہا تھا اسے معلوم تھا کہ اس ہال میں جدید سائنسی آلات نصب ہیں

مخصوص آواز مسلسل سنائی دیتی رہی اور عمران خاموش کھڑا اسے سنتا رہا۔ پھر اچانک ایک مردانہ آواز سنائی دی۔

”ہیلو ہیلو سپیشل ملری سیکرٹری نوپرائم منسٹر کالنگ اور۔“

”یس سردار کاروائیڈنگ اور۔“..... سردار کارو کی آواز سنائی دی۔

”لیکن پرائم منسٹر صاحب تو ڈاکٹر نرائن سے بات کرنا چاہتے ہیں۔“

کیا یہ فریکوئنسی ڈاکٹر نرائن کی نہیں ہے اور۔“..... پہلی آواز نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”ہیلو ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں بات کرائیں اور۔“..... ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی اور اس کے بعد پرائم منسٹر کی آواز سنائی دی اور پھر ان کے درمیان ہونے والی گفتگو جیسے جیسے آگے بڑھتی رہی عمران کے چہرے پر اسی طرح حسرت کے تاثرات بھی بڑھتے چلے گئے۔ خاصی طویل گفتگو ہوئی اور جب گفتگو کا اختتام ہوا تو عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا۔ اس گفتگو سے اسے پتہ چلا کہ کرشن نے اس مقابلے پر اعتراض کیا تھا جس پر سردار کارو نے اسے تھپ مار کر اس کی گردن توڑ دی اسی طرح وہ ہلاک ہو گیا۔ پرائم منسٹر نے سردار کارو کو معطل کر دیا اور شاگل کو اس کی جگہ دے دی اور ڈاکٹر نرائن کو حکم دیا کہ وہ عمران کو گیس سے بے ہوش کر کے ہلاک کر دے۔ البتہ سردار کارو نے پرائم منسٹر سے یہ غلط بیانی کی تھی کہ وہ عمران کے ساتھیوں کو ختم کر چکا ہے اور ڈاکٹر نرائن نے اس کی تردید نہ کی تھی جب کال ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ ہی چٹ کی آواز بھی سنائی دی تو عمران

تیزی سے واپس پلٹا اور ہال کی عقبی دیوار کے ساتھ جا کر کھڑا ہو گیا۔ اس کی تیز نظریں سرچ لائٹوں کی طرح پورے ہال کا جائزہ لے رہی تھیں کیونکہ اسے معلوم تھا کہ اب ڈاکٹر نرائن ہال میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرے گا اور وہ چاہتا تھا کہ جیسے ہی گیس فائر ہو وہ اپنی سانس روک لے اس طرح وہ ڈاکٹر نرائن کو ڈاج دینے میں کامیاب ہو جائے گا لیکن کافی درگزر گئی اور گیس فائر نہ ہوئی تو عمران کے ہونٹ بھنج گئے۔ اسی لمحے ایک بار پھر چٹ کی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی۔ وہ پرائم منسٹر کو کال کر رہا تھا۔ اس ٹرانسمیٹر کا رابطہ اس ہال سے براہ راست تھا اور اس سسٹم کا بیٹن یا تو آن تھا یا پھر یہ سسٹم خصوصی طور پر یہاں رکھا گیا تھا بہر حال اس سے فائدہ عمران کو ہو رہا تھا ورنہ اسے ان بدلتے ہوئے حالات کا سرے سے علم ہی نہ ہو سکتا تھا اور اب ڈاکٹر نرائن اتنی دیر بعد دوبارہ پرائم منسٹر کو کال کر رہا تھا اور پھر پرائم منسٹر اور ڈاکٹر نرائن کے درمیان جو گفتگو ہوئی اسے سن کر عمران کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ پھیل گئی اسے معلوم ہو گیا تھا کہ سردار کارو نے ڈاکٹر نرائن سے زبردستی ہال کو کھولنے والا آلہ حاصل کرنا چاہا تاکہ وہ اندر آکر اس کا خاتمہ کر سکے لیکن ڈاکٹر نرائن نے کسی سائنسی حربے سے اسے بے ہوش کر دیا اور اس بات کا علم بھی عمران کو ہو گیا کہ اس ہال میں بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کرنے کا کوئی سسٹم موجود نہیں ہے اس لئے ڈاکٹر نرائن بے بس ہو گیا تھا اور اب پرائم منسٹر نے سارا

کی دونوں سائیڈوں کو کھٹکھٹاؤ شاید کوئی راستہ سامنے آجائے۔
 عمران نے پہلے کی طرح اونچی آواز میں کہا۔

”عمران صاحب صالح ایسا پہلے ہی کر چکی ہے“..... صفدر نے کہا۔
 ”ارے ارے اتنے بھی کھٹور نہ بنو۔ اگر صالح نے در دل پر دستک

دی ہے تو دل کا دروازہ کھول ہی دو“..... عمران نے اونچی آواز میں کہا
 تو دوسری طرف سے موجود صفدر کے ساتھ ساتھ اور دوسرے

ساتھی بھی ہنس پڑے لیکن اس سے پہلے کہ اس کی بات کا کوئی جواب
 دیتا۔ اچانک کھٹاک کھٹاک کی ہلکی سی آواز عمران کو اپنی پشت پر سنائی

دی اور عمران بجلی کی سی تیزی سے مڑا۔ اسی لمحے آواز ایک بار پھر سنائی
 دی اور عمران تیزی سے آگے بڑھا۔ اب اس نے واضح طور پر سنا تھا کہ

آواز فرش سے اسی جگہ سے آرہی تھی جہاں کرسی غائب ہوئی تھی عمران
 اس جگہ کے قریب پہنچ کر جھکا اور اس نے کان فرش سے لگا دیئے۔ فرش

کے نیچے سے ہلکی ہلکی کھڑکھڑاہٹ کی آوازیں مسلسل سنائی دے رہی
 تھیں اور ایسے محسوس ہو رہا تھا جیسے نیچے کوئی بھاری مشین موجود ہو

جسے چلائے جانے کی کوشش کی جا رہی ہو۔ عمران نے سراپہ اٹھایا اور
 پھر غور سے فرش کی اس جگہ کو دیکھنے لگا۔ چند لمحوں بعد اس کے لبوں پر

ہلکی سی مسکراہٹ رنگنے لگی۔ اس کی نظروں نے اب فرش پر موجود
 ایک باریک سی لکیر کو چپک کر لیا تھا۔ یہ چار لکیریں تھیں جو آپس میں

اس طرح مل گئی تھیں کہ درمیان میں ایک بڑا چوکور خانہ سا بن گیا
 تھا اور اس طرح کے خانوں کی ایک قطار اس ہال کی ایک دیوار سے

جارج شاگل کو دے دیا تھا اور اب شاگل یہاں آکر عمران اور اس کے
 ساتھیوں کے خلاف کارروائی کرے گا اور اتنا عمران جانتا تھا کہ شاگل

کو یہاں تک پہنچنے میں کافی وقت لگ جائے گا اور اب سردار کارو کے
 ساتھ مقابلے والی بات بھی ختم ہو چکی تھی اس لئے اب اس نے کسی نہ

کسی طرح خود ہی حرکت میں آنے کا فیصلہ کر لیا تاکہ اس سے پہلے کہ
 شاگل اپنے ساتھیوں سمیت یہاں پہنچے وہ اس سنزیر قبضہ کر لے اس

کے بعد شاگل سے آسانی سے نمٹا جاسکتا تھا۔ وہ تیزی سے آگے بڑھا اور
 اس دیوار کے قریب پہنچ کر رک گیا جہاں اس کے ساتھی شیشے کی دیوار

کی دوسری طرف موجود تھے۔ عمران نے دیوار پر انگلی رکھی اور پھر اس
 نے ٹیلیگرافم بھیجنے والے انداز میں دیوار پر رک رک کر اور وقفے سے

دیوار کو انگلی سے کھٹکانا شروع کر دیا۔ دوسری طرف سے صفدر نے
 جواب دینا شروع کر دیا۔ تب عمران کو معلوم ہوا کہ ٹرانسمیٹر کی آواز

انہیں بھی سنائی دی ہے اور انہیں بھی حالات کا علم ہو چکا ہے۔
 ”ارے پھر تو میری آواز بھی تم تک پہنچ جانی چاہئے۔ میں خواہ مخواہ

اپنی انگلی کھٹکا رہا ہوں“..... عمران نے تجتختی ہوئی آواز میں کہا۔
 ”آپ کی آواز ہلکی سی سنائی دے رہی ہے عمران صاحب“۔ دوسرے

لمحے صفدر کی ہلکی سی آواز سنائی دی اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ
 سمجھ گیا تھا کہ چیخ کر بولنے سے کہیں نہ کہیں سے آواز اس دیوار سے

کر اس ہو جاتی ہے۔

”ہمیں شاگل کے پہنچنے سے پہلے یہاں سے نکلنا ہے۔ تم اپنی گنبدی

کے نیچے ایک چوکور پلیٹ فارم تھا جس پر ایک گھومنے والا باریک سا آرائی تھا جو اس قدر تیزی سے گھوم رہا تھا کہ اس پر نظریں نہ ٹھہر رہی تھیں عمران سمجھ گیا کہ کرسی اور خانہ نیچے جا کر ایک ہو جاتا ہوگا اور اس طرح ڈاکٹر نرائن جیسے بھی چاہے اس کرسی کی مدد سے نیچے اس آرے والے پلیٹ فارم پر پھینک کر اس کی بوئیاں اڑا سکتا تھا اور اگر عمران اور سردار کارو کے درمیان مقابلے کا مسئلہ نہ ہوتا تو شاید عمران کا حشر بھی یہی ہوتا۔ عمران تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ اب وہ ہال کی دوسری دیوار کی طرف بڑھ گیا لیکن پھر دیوار کے آگے وہ شیشے کی دیوار آگئی تھی جس کے پیچھے عمران کے ساتھ ہی موجود تھے۔ عمران تیزی سے اس شیشے والی دیوار کے قریب پہنچ گیا۔

"صفر جس طرح میں نے دیوار کے آخری کھوکھلے حصے پر کھ مارا ہے اس طرح تم بھی وہاں مکہ مارو....." عمران نے اونچی آواز میں چیخے ہوئے کہا تو صفر سر ملاتا ہوا تیزی سے آگے بڑھنے لگا لیکن تنویر نے اسے بازو سے پکڑ کر روک دیا اور خود آگے بڑھا اور دوسرے لمحے اس کا بازو بھلی کی سی تیزی سے گھوما اور ایک دھماکے کی اچھی خاصی آواز عمران کو سنائی دی جبکہ دیوار کی وجہ سے آواز ہلکی آتی تھی اس کا مطلب تھا کہ دوسری طرف دھماکے کی آواز اس سے بھی زیادہ گونج دار ہوگی۔ دھماکے کے ساتھ ہی گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دی اور دوسرے لمحے عمران یہ دیکھ کر بے اختیار اچھل پڑا کہ باقی آٹھ چوکور خانوں کے کھلنے کے ساتھ ساتھ ان کے عقبی طرف ایک بہت بڑا چوکور خانہ سا فرش

دوسری دیوار تک چلی گئی تھی۔ وہ وہی جگہ تھی جہاں وہ کرسی فرش میں غائب ہوئی تھی جس پر عمران بیٹھا رہا تھا یہ لکریں اس قدر مدھم تھیں کہ انتہائی غور سے دیکھنے کے بعد ہی نظر آنے لگی تھیں۔ عمران کی نظریں ان خانوں کی قطار کے ساتھ ساتھ چلتی ہوئی ہال کی دیوار تک پہنچ گئیں جہاں جا کر یہ خانے ختم ہو رہے تھے اور عمران تیزی سے اٹھا اور پھر دوڑتا ہوا اس دیوار کی طرف بڑھ گیا اس نے دیوار کی اس جگہ کو ہاتھ سے تھپتھپانا شروع کر دیا جہاں جا کر چوکور خانوں والی یہ قطار ختم ہوئی تھی۔ ایک جگہ ہاتھ مارتے ہی ایسی آواز سنائی دی جیسے دیوار کا یہ حصہ کھوکھلا ہو۔ اس نے ادھر ادھر ہاتھ مار کر دیوار کے اس پورے حصے کو چیک کر لیا جو کھوکھلا تھا۔ اس کا ہاتھ دیوار کو تھپتھپاتا ہوا اوپر چھت کی طرف جا رہا تھا کہ ایک جگہ پہنچ کر اس نے جیسے ہی ہاتھ مارا تو وہاں سے ایسی آواز سنائی دی جیسے یہ حصہ کھوکھلا نہ ہو بلکہ یہاں ٹھوس دیوار ہو تو عمران نے ہاتھ تھوڑا سا نیچے کیا اور پھر اس نے بازو گھما کر پوری قوت سے عین اس جگہ دیوار پر کھ مارا جہاں سے اوپر دیوار ٹھوس تھی۔ ایک دھماکا سا ہوا اور اس کے ساتھ ایک زور دار گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی ہال کے فرش پر چوکور خانوں کی پوری قطار میں سے آدھے سے زیادہ خانے کھل گئے۔ ان کی تعداد تقریباً آٹھ تھی جن میں سے چار خانوں میں سے کرسیاں باہر آگئی تھیں۔ ویسی ہی کرسیاں جن میں سے ایک پر عمران بیٹھا رہا تھا جب کہ باقی چار خانے خالی تھے۔ عمران تیزی سے مڑا اور ایک خالی خانے پر جمک گیا۔ اس نے دیکھا کہ خالی خانے

گیا۔ راہداری کا ایک سرا بند تھا جب کہ دوسرا کچھ آگے جا کر گھوم جاتا تھا۔ عمران تیزی سے اس گھومتے ہوئے حصے کی طرف بڑھتا چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد وہ ایک کھلے دروازے کے قریب پہنچ کر رک گیا۔ اس نے دیوار کے ساتھ پشت لگا کر سر کو آگے کیا اور کھلے دروازے کی دوسری طرف جھانکا اور دوسرے لمحے وہ جھپٹ کر اس دروازے سے اندر داخل ہو گیا۔ یہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس میں سلسلے دیوار کے ساتھ ایک قد آدم مشین نصب تھی جس پر بے شمار چھوٹے چھوٹے بلب جل بجھ رہے تھے۔ اس مشین کے دونوں کونوں پر دوسرے رنگ کے بڑے بلب مسلسل جل رہے تھے۔ عمران ابھی اس مشین کے قریب پہنچا ہی تھا کہ بے اختیار ٹھٹک کر رک گیا۔ اسے مشین کے عقب سے کسی آدمی کے بولنے کی ہلکی سی آواز سنائی دی تھی۔ وہ تیزی سے سائیڈ پر ہوا تو اس نے دیکھا کہ مشین کے عقب میں باقاعدہ ایک چھوٹا سا کمرہ تھا جس کی سائیڈ پر ایک دروازہ تھا جس کے اندر بھی گول سوراخ تھا اور اس میں شیشہ نصب تھا۔ اندر ایک میز دو کرسیاں اور ایک بیڈ پڑا تھا۔ ایک کرسی پر ایک نوجوان بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے جسم پر سفید اور آل موجود تھا۔ اس کا جسم میز کی طرف جھکا ہوا تھا۔ وہ میز پر رکھے ہوئے انٹرکام کا رسیور کانوں سے لگائے بیٹھا ہوا تھا۔ اس کی پشت دروازے کی طرف تھی۔ عمران نے دروازے کو ہاتھ سے ذرا سا دبایا تو دروازہ کھل گیا۔

"فرانز بول رہا ہوں ڈاکٹر ایس ون روم سے سہاں ایک حریت

میں کھل گیا۔ عمران تیزی سے اس خانے کی طرف بڑھا اور اس کے ساتھ ہی اس کے چہرے پر بے اختیار مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ اس بڑے خانے کے اندر گول چکر کھاتی ہوئی چلتی سی سیزمی نیچے جا رہی تھی لیکن نیچے اندھیرا تھا اس لئے دوسرے چکر کے بعد سیزمی غائب تھی۔ عمران نے مڑ کر لپٹنے ساتھیوں کی طرف دیکھا اور پھر ہاتھ ہلا کر اس نے انہیں اشارہ کیا اور تیزی سے سیزمی پر پیر رکھ کر نیچے اترنے لگ گیا۔ دوسرے چکر کے بعد سیزمی نیچے جا رہی تھی لیکن وہاں گھپ اندھیرا تھا۔ لیکن عمران کی آنکھیں چند لمحوں بعد ہی اندھیرے سے مانوس ہو گئیں اور پھر وہ احتیاط سے سیزمیاں اترتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک کافی بڑے ہال مناکرے میں موجود تھا جس میں ہر طرف عجیب و غریب مشینیں موجود تھیں اور ان سب مشینوں کے اوپر والے سرے چھت میں غائب ہو رہے تھے۔

"یہ ہال تو نورالطلم ہو شربا ہے لیکن ڈاکٹر نرائن تو اس طرح بے بس تھا جیسے وہ کچھ بھی نہیں کر سکتا..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور پھر ان مشینوں کے درمیان سے گزرتا ہوا تیزی سے آگے بڑھتا چلا گیا۔ چند لمحوں بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے پہنچ گیا۔ دروازے کے درمیان ایک گول حصہ کٹا ہوا تھا جس میں شیشہ نصب تھا۔ عمران نے اس شیشے میں سے جھانکا تو دوسری طرف ایک راہداری تھی جس میں تیز روشنی تھی۔ عمران نے دروازے کے پینڈل کو گھما کر اسے کھینچا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور عمران جھپٹ کر راہداری میں پہنچا

اس نے دروازہ کھولا اور اسے اندر فرش پر اجمال کر وہ تیزی سے مڑا اور بیرونی دروازے کے قریب آکر سائیڈ پر ہو کر کھڑا ہو گیا۔ چند لمحوں بعد اسے راہداری میں سے تیز قدموں کی آواز سنائی دی۔ آنے والا ایک بی تھا قدموں کی آواز کھلے ہوئے دروازے کے قریب آئی اور پھر ایک ادھیڑ عمر آدمی تیزی سے اندر داخل ہوا تھا کہ عمران کا بازو گھوما اور ادھیڑ عمر جیٹھا ہوا اچھل کر پہلو کے بل فرش پر جا گرا۔ اس نے نیچے گر کر اٹھنے کی کوشش کی لیکن عمران نے اس کی کنپٹی پر لات جمادی اور وہ بھی فرانز کی طرح ضرب کھا کر بے حس و حرکت ہو گیا۔ اس کے جسم پر بھی سفید اور آں تھا عمران نے دروازہ بند کر دیا اور پھر اس نے جھک کر اسے اٹھایا اور اس کمرے کی طرف لے گیا جہاں فرانز بے ہوش پڑا تھا۔ وہاں لے جا کر اس نے اسے ادھیڑ عمر کو جسے فرانز ڈاکٹر کہہ رہا تھا ایک کرسی پر بٹھایا اور اس کے ساتھ ہی اس نے کمرے کی تلاشی لینی شروع کر دی۔ ایک الماری کھولنے ہی اس کی آنکھوں میں پمک ابھر آئی کیونکہ الماری میں ایک ریو اور پڑا ہوا تھا جو باقاعدہ ہوسلٹر میں رکھا ہوا تھا۔ عمران نے جلدی سے ریو اور ہوسلٹر سے نکالا اور اس کا میگزین چیک کیا تو میگزین نے تھا ایک گولی بھی فائر نہ ہوئی تھی۔ عمران نے میگزین بند کیا اور پھر ڈاکٹر کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے اس کا اور آں اتار کر ایک طرف پھینک دیا۔ نیچے کوٹ تھا اس نے کوٹ کو پشت کی طرف سے کافی نیچے کر دیا۔ اس طرح ڈاکٹر کے دونوں بازو جکڑے گئے تھے۔ عمران نے ریو اور میز پر رکھا اور دونوں ہاتھوں سے

انگریز بات ہوئی ہے۔ ایس دن کنٹرولنگ مشین کے تھری زیر سر کٹ خود بخود آن ہو گئے ہیں بغیر کسی کاشن کے اچانک..... اس نوجوان کی آواز سنائی دی اور اس کی آواز اور لہجے سے ہی عمران سمجھ گیا کہ بولنے والا غیر ملکی ہے۔

”اسی بات پر تو مجھے حیرت ہو رہی ہے میں ایس دن کی ٹرانس مشین کو چیک کرنے کے بعد روئین کے مطابق کھانا کھانے کے لئے چلا گیا اور اب واپس آیا ہوں تو مشین کے تھری زیر سر کٹ چل رہے تھے۔ حالانکہ آپریشنل سوچ آف ہیں.....“ فرانز نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی بات سننے لگ گیا۔

”میں اسی بات پر تو حیران ہو رہا ہوں ڈاکٹر آپ خود آکر چیک کر لیں۔ میری سمجھ میں تو کوئی بات نہیں آرہی.....“ فرانز نے جواب دیا اور پھر دوسری طرف سے آنے والی آواز سننے لگا۔

”ٹھیک ہے جناب آجائیں.....“ فرانز نے کہا اور رسیور رکھنے لگا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ بند کیا اور پھر لپک کر تیزی سے مشین کی آڑ میں ہو گیا چند لمحوں بعد اسے دروازہ کھلنے کی آواز سنائی دی اور پھر فرانز گھوم کر سامنے آگیا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ چوٹیا عمران کا بازو بجلی کی سی تیزی سے گھوما اور فرانز جیٹھا ہوا اچھل کر فرش پر گرا۔ عمران کی لات حرکت میں آئی اور فرانز کی کنپٹی پر پڑنے والی زور دار ضرب نے دوسرے لمحے فرانز کو بے حس و حرکت کر دیا۔ عمران نے جھک کر اسے بازو سے پکڑا اور گھسیٹا ہوا واپس اسی کمرے کی طرف لے گیا۔

ڈاکٹر کا منہ اور ناک بند کر دی۔ چند لمحوں بعد جب ڈاکٹر کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگے تو عمران نے ہاتھ چھوڑ دیئے اور میز پر رکھا ہوا ریو الور اٹھایا۔ چند لمحوں بعد ڈاکٹر نے کرہستے ہوئے آنکھیں کھول دیں اور اس کے ساتھ ہی اس نے لاشعوری طور پر اٹھنے کی کوشش کی لیکن کوٹ کی جکڑن کی وجہ سے وہ اٹھ نہ سکا۔ اس کے ساتھ ہی عمران نے ریو الور کی نال اس کی کبشتی سے لگا دی تو اس نے چونک کر عمران کی طرف دیکھا۔ اس کے ہجرے اور آنکھوں میں شگفتہ انتہائی حیرت کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔

"کیا نام ہے تمہارا"..... عمران نے غزاتے ہوئے کہا۔
 "م م میرا نام ڈاکٹر جانسن ہے۔ مگر مگر تم کون ہو اور یہاں کیسے آگئے ہو۔ کہاں سے آگئے ہو"..... ڈاکٹر جانسن نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"میں اوپر ہال میں تھا وہاں سے یہاں آیا ہوں۔ لیکن کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ اوپر ہال میں کیا ہو رہا ہے"..... عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ تو یہ بات ہے مگر تم ہو کون"..... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔
 "جو میں نے پوچھا ہے اس کا جواب دو ورنہ ایک لمحے میں جہادی کھوپڑی ہزاروں ٹکڑوں میں تقسیم ہو جائے گی"..... عمران کے لہجے میں غراہٹ اور بڑھ گئی۔

"کلک کلک کیا پوچھا ہے تم نے کیا پوچھا ہے"..... ڈاکٹر جانسن

نے بری طرح گھبرائے ہوئے لہجے میں کہا۔

"کیا تمہیں معلوم نہیں تھا کہ اوپر ہال میں کیا ہو رہا ہے"۔ عمران نے پوچھا۔

"نہیں اوپر ہال سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ البتہ وہاں اگر کوئی مشینری خراب ہو جائے تو ہمارا میکینک اوپر جا کر اسے ٹھیک کر دیتا ہے ورنہ ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے۔ یہ نیچے والا حصہ مکمل طور پر اوپر والے حصے سے علیحدہ ہے۔ اوپر صرف انتظامی یونٹ ہے۔ جب کہ نیچے میکینکل یونٹ ہے اور میں میکینکل یونٹ کا انچارج ہوں۔ انتظامی یونٹ کا انچارج ڈاکٹر زائن ہے"..... ڈاکٹر جانسن نے جواب دیا۔

"تم لوگ پھر یہاں سے باہر کیسے جاتے ہو"..... عمران نے کہا۔
 "ایک سپیشل وے ہے۔ ہم وہاں سے آتے جاتے ہیں۔ ہمارے پاس علیحدہ سپیشل ہیلی کاپٹر ہیں۔ ہمارا براہ راست انتظامیہ سے کوئی تعلق نہیں ہے"..... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"انتظامیہ کیا کرتی ہے"..... عمران نے کہا۔
 "خوراک، مشینری، پارٹس وغیرہ کی سپلائی ان کے ذمے ہے۔ ہمارا ان سے کنٹریکٹ ہے۔ ہم اپنا کام کرتے ہیں وہ اپنا کام کرتے ہیں"..... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

"تمہارا تعلق کارمن سے ہے"..... عمران نے کہا۔

"نہیں ہمارا تعلق اسرائیل سے ہے۔ ہم یہاں سب اسرائیلی ہیں۔

ہماری حکومت کا حکومت کافرستان سے کنٹریکٹ ہے اور اس کنٹریکٹ

”اس کا مجھے علم نہیں ہے۔ ہم میں سے کوئی اوپر نہیں جاتا اور نہ
 ذرے سے کوئی نیچے آتا ہے۔ میرا تعلق سپیشل ٹرانسمیٹر ڈاکٹر نرائن سے
 رہتا ہے اور بس“..... ڈاکٹر جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ایک فارمولا پاکیشیا سے حاصل کیا گیا ہے۔ ان میزائلوں سے
 اس کا تعلق ہے جو تمہاری فیکٹری تیار کر رہی ہے وہ کہاں ہے۔“ عمران
 نے پوچھا تو ڈاکٹر جانسن بے اختیار چونک پڑا۔

”فارمولا۔ کیا فارمولا۔ ہمیں تو کسی فارمولے کا علم نہیں
 ہے“..... ڈاکٹر جانسن نے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا
 چھل کر کرسی سمیت نیچے جا گر ا کیونکہ اس کے لمبے سے ہی عمران سمجھ
 گیا کہ وہ جھوٹ بول رہا ہے سہتا نجد عمران کا بھروسہ تھا اس کے گال پر
 پڑا تھا اور وہ کرسی سمیت نیچے جا گر ا تھا۔ عمران نے جھک کر اسے بازو
 سے پکڑا اور ایک جھٹکنے سے گھٹک کر دوسری کرسی پر بٹھا دیا۔ ڈاکٹر
 جانسن کا وہ گال جس پر تھپ پڑا تھا پھٹ گیا تھا اور اس کی ناک اور منہ
 سے خون کے قطرے باہر رسنے لگ گئے تھے۔ تکلیف کی شدت سے
 اس کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا لیکن تھا وہ ہوش میں۔

”یہ معمولی سا کاٹن ہے سمجھے اب اگر جھوٹ بولا تو ایک ایک ہڈی
 توڑ دوں گا“..... عمران نے غراتے ہوئے کہا۔

”وہ وہ فارمولا ڈاکٹر جوزف کے پاس ہے وہ اسے ڈی کوڈ کرنے میں
 مصروف ہے۔ وہ کوڈ کا ماہر ہے“..... اس بار ڈاکٹر جانسن نے کہا۔
 ”کہاں ہے ڈاکٹر جوزف“..... عمران نے کہا۔

پر ہم یہاں کام کر رہے ہیں اور اب ہمارا کام تقریباً ختم ہونے والا
 ہے“..... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

”کیا کام تمہارے ذمے ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”ہم نے یہاں کافرستان میں ایک خفیہ کمپیوٹر ایڈ میٹریل فیکٹری
 قائم کی ہے اور یہاں ہم اس فیکٹری کو کنٹرول کر کے میزائل تیار
 کرتے ہیں اور پھر یہ میزائل حکومت کافرستان کو سپلائی کر دیئے جاتے
 ہیں۔ تین سال کا معاہدہ تھا اب تین سال پورے ہونے والے ہیں۔
 اب اگر حکومت نے کنٹریکٹ میں توسیع نہ کی تو ہم واپس چلے جائیں
 گے اس کے بعد کافرستانی سائنس دان یہ سب کچھ سنبھال لیں گے۔
 ہماری حکومت ان تین سالوں میں کافرستانی سائنس دانوں کو وہاں
 اسرائیل میں تربیت دے رہی ہے تاکہ وہ اس فیکٹری کو سنبھال
 سکیں“..... ڈاکٹر جانسن نے کہا۔

”یہاں تمہارے ساتھ کتنے آدمی ہیں“..... عمران نے پوچھا۔

”یہاں ہمارا یونٹ ہے۔ ہمارا گروپ پچیس افراد پر مشتمل ہے
 جن میں دس اسسٹنٹ ہیں اور پندرہ سائنس دان“..... ڈاکٹر جانسن
 نے جواب دیتے ہوئے کہا وہ چونکہ ایک سائنس دان تھا تربیت یافتہ
 انجینئر تھا اس لئے صرف، بوالور اور عمران کی آواز میں غراہٹ کی بنا
 پر ہی خود بخود سب کچھ بتاتے چلا جا رہا تھا۔

”اور انتظامی یونٹ میں کتنے آدمی کام کرتے ہیں“..... عمران نے

پوچھا۔

"اپنے دفتر میں ہوگا۔ اس کا دفتر علیحدہ ہے۔" ڈاکٹر جانسن نے جواب دیا تو عمران نے اس سے اس کیکنکل حصے کے بارے میں تفصیلات معلوم کرنی شروع کر دیں جو ڈاکٹر جانسن نے بتا دیں۔ تھپڑ کھانے کے بعد وہ اب بالکل موم ہی ہو چکا تھا۔

"اب میری بات غور سے سنو۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے اوپر ہال میں اپنے ساتھیوں کی پوزیشن اسے تفصیل سے بتا دی۔

"اگر تم اپنی زندگی بچانا چاہتے ہو تو بتاؤ کہ میں اپنے ساتھیوں کو کس طرح اس شیشے کی دیوار ہٹا کر کہاں لے آ سکتا ہوں۔" عمران نے کہا۔

"اس ہال کا تمام تر آپریشنل سسٹم ڈاکٹر نرائن کے کنٹرول میں ہے ہمارا اس سے کوئی تعلق نہیں ہے۔ ہمارے آدمی صرف مرمت کے لئے اوپر جاتے ہیں اور وہ بھی اس وقت جب ڈاکٹر نرائن اس کو اوپن کرتے ہیں۔ اس کو اوپن کرنے کا کنٹرول بھی اس کے پاس ہے ہمارے پاس نہیں ہے۔ یہی وجہ تھی کہ جب تجھے فرانزے بتایا کہ کنٹرول ڈینل پر میکیزم خود بخود آن ہو گیا ہے تو میں یہاں دوڑ آیا۔ کیونکہ اس کا سسٹم ایسا ہے کہ ڈاکٹر نرائن کو جب کسی کو اوپر ہال میں بلانا ہوتا ہے تو وہ مجھ سے بات کرتا ہے میں فرانزے کو چھتا ہوں کہ وہ مشین کا مکینو ٹرکاشن دے۔ وہ کاشن میں ڈاکٹر نرائن کو بتاتا ہوں تو وہ اس کاشن کے ذریعے سپیشل فریکوئنسی کنٹرولنگ ڈینل میں ایڈجسٹ

کر کے مشینری کو آن کرتا ہے اور اس طرح راستہ کھلتا ہے اور ہمارا آدمی اوپر جاتا ہے۔ جب کہ اب ایسا نہ ہو اور اچانک راستہ کھل گیا۔" ڈاکٹر جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہاں تمہارے یونٹ میں اسلحہ تو ہوگا۔" عمران نے کہا۔ "نہیں یہاں اسلحے کا کوئی کام ہی نہیں ہے۔ ہم سب سائیس دان ہیں۔ ہمارا کام سائیس مشینری سے ہے اسلحے سے نہیں۔" ڈاکٹر جانسن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اگر تمہارے پاس کوئی راستہ یا ترکیب نہیں ہے تو پھر تم چھٹی کرو تم میرے لئے بیکار ہو۔" عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ریوالور کی نال اس کی کنپٹی سے ہٹا کر اس کی پیشانی پر رکھ دی ڈاکٹر جانسن کا جسم خوف کی شدت سے کانپنے لگ گیا۔

"میرے پاس کوئی راستہ نہیں ہے میں سچ کہہ رہا ہوں کوئی راستہ نہیں ہے۔ سب کنٹرول ڈاکٹر نرائن کے پاس ہے۔" ڈاکٹر جانسن نے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا اور عمران نے ریوالور ہٹا لیا کیونکہ ڈاکٹر جانسن کا بچہ بتا رہا تھا کہ وہ سچ بول رہا ہے۔ ویسے وہ اب ساری صورتحال سمجھ گیا تھا کہ یہاں واقعی دو علیحدہ علیحدہ یونٹ قائم کئے گئے ہیں جن کا ایک دوسرے سے رابطہ صرف ٹرانسمیٹر پر ہے۔ عمران نے ریوالور جیب میں ڈالا اور پھر تجھے ہٹ کر اس نے مڑی ہوئی انگلی کا ہک اس کی کنپٹی پر مار دیا اور ڈاکٹر جانسن نے ایک بار پھر جھج مار کر جھٹکا کھایا اور پھر اس کی گردن ایک سانیٹر پر ڈھلک گئی۔ عمران تیزی سے

ہوئی لیکن اٹا کر رکھی گئی تھیں۔ عمران نے دروازے پر دباؤ ڈالا تو دروازہ کھلتا چلا گیا اور شاید اس لئے دروازے لاک کرنے کا کوئی تصور نہ تھا کہ یہاں کوئی غیر آدمی تو آ ہی نہیں سکتا۔ عمران نے آہستہ سے دروازہ کھولا اور پھر اندر داخل ہو گیا۔ بوڑھا ڈاکٹر جوزف اسی طرح سویا ہوا تھا۔ کمرے کے فرش پر دبیز قالین بٹھا ہوا تھا اس لئے ظاہر ہے عمران کے قدموں کی آواز پیدا نہ ہو رہی تھی اور ویسے بھی عمران احتیاط کر رہا تھا۔ اس نے اندر داخل ہو کر احتیاط سے دروازہ بند کیا اور پھر اس دروازے کے اندر موجود لیکن ایک طرف بنے ہوئے پردے کو آہستہ سے کھسکا کر دروازے کے سامنے کر دیا تاکہ اگر اتفاقاً باہر سے کوئی گزرے تو وہ اندر نہ بھانک سکے اور اس کے بعد عمران تیزی سے ڈاکٹر جوزف کی میز کی طرف بڑھا۔ اسی لمحے ڈاکٹر جوزف نے شاید کوئی آہستہ محسوس کر کے آنکھیں کھولیں اور دوسرے لمحے وہ عمران کو سامنے دیکھ کر اس بری طرح اچھلا کر کرسی کھسک کر بیٹھے ہو گئی اور ڈاکٹر جوزف یخچار کے قالین پر جا گرا۔ اس کا سر اور کاندھے میز سے باہر تھے جب کہ باقی جسم میز اور دیوار کے درمیان تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ وہ اٹھتا۔ عمران نے پیر کی گردن پر رکھ کر گھمایا اور ڈاکٹر جوزف کے حلق سے پگھلت خرخراہٹ کی آوازیں نکلنے لگیں اس کی حالت اس قدر تیزی سے خراب ہوئی کہ عمران نے بے اختیار پیر ہٹا لیا۔ وہ سمجھ گیا کہ ڈاکٹر جوزف دل کا مریض ہے اس لئے اگر چند لمحے اس نے مزید اس کی گردن پر دباؤ رکھا تو وہ مر جائے گا۔ عمران کے پیر ہٹاتے ہی ڈاکٹر

واپس مڑا اور پھر دوڑتا ہوا اس کمرے کے دروازے سے باہر نکلا اور آگے بڑھتا چلا گیا۔ ڈاکٹر جانسن سے وہ اس یونٹ کا محل وقوع معلوم کر چکا تھا اور ڈاکٹر جوزف کے آفس کے بارے میں بھی اس نے معلومات حاصل کر لی تھیں سچو فکر فارمولا ڈاکٹر جوزف کے پاس تھا اس لئے وہ سب سے پہلے یہ فارمولا حاصل کرنا چاہتا تھا اسے اپنے ساتھیوں کے بارے میں فکر ضرور تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ اس کے ساتھی موم کے بنے ہوئے نہیں ہیں وہ اپنا تحفظ خود کرنے کے اہل ہیں اس لئے اس نے فوری طور پر فارمولا حاصل کرنے کا پروگرام بنایا تھا کیونکہ اس کا اصل مشن بھی یہی تھا۔ مختلف راہداریوں سے گزرنے کے بعد وہ ایک بند دروازے کے سامنے جا کر رک گیا کیونکہ یہ تمام ترکینکل یونٹ تھا اور یہاں کسی غیر کے آنے کا کوئی تصور ہی نہ تھا اس لئے یہاں کام کرنے والے افراد اپنے اپنے شعبوں میں کام کر رہے تھے۔ راہداریوں میں کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ دروازے کے باہر ڈاکٹر جوزف کے نام کی پلیٹ بھی موجود تھی۔ اس دروازے کے درمیان میں بھی گول سوراخ تھا جس میں شیشہ نصب تھا۔ عمران نے اس سے اندر بھانکا تو وہ یہ دیکھ کر چونک پڑا۔ ایک دفتری میز کے سامنے ایک بوڑھا غیر ملکی بیٹھا ہوا تھا لیکن اس کا رخ میز کی طرف ہونے کی بجائے سائیڈ کی طرف تھا۔ اس نے ٹانگیں پھیلا رکھی تھیں اور کرسی کی پشت سے سر ٹکائے وہ آنکھیں بند کئے یا تو سو رہا تھا یا پھر گہری سوچ میں غرق تھا۔ میز پر مختلف کتابوں کا ایک انبار موجود تھا جن میں سے کچھ کھلی

ڈاکٹر جوزف نے ہنسی انداز میں جھٹکے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس کی گردن ڈھلک گئی۔ خوف کی شدت سے وہ بے ہوش ہو چکا تھا۔ عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا۔ اس نے مزید دروازہ کھولی اور دوسرے لمحے ایک پیٹ کے اندر موجود چار ماسکرو فلمیں پڑی دیکھ کر اس نے پیٹ اٹھایا اور پھر اس میں سے چاروں فلمیں نکال کر اس نے اپنے کوٹ کی اندرونی جیب میں ڈال لیں۔ اس کے ساتھ ہی اس نے مزید پڑی ہوئی کتابوں پر طائرانہ سی نظریں دوڑائیں۔ یہ سب کتابیں کوڈ کے بارے میں ہی تھیں اور عمران مسکراتا ہوا تیزی سے واپس دروازے کی طرف بڑھ گیا۔ سجد لمحوں بعد وہ ایک بار پھر اس راہداری میں موجود تھا جس میں اس کمرے کا دروازہ تھا جس میں فرانسز اور ڈاکٹر جانسن کو وہ چھوڑ آیا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ مشین روم میں پہنچا اور پھر سیدھیاں چڑھتا ہوا وہ جیسے ہی اوپر ہال میں پہنچا اس کے لبوں پر بے اختیار مسکراہٹ سی دوڑ گئی کیونکہ شیشے کی دیوار کے پیچھے اس کے سارے ساتھی اس طرح فرش پر بیٹھے ہوئے تھے جیسے دس ہزار میز کی ریس میں حصہ لینے والے ریس کے اختتام پر ناگئیں پھیلا کر بیٹھ جاتے ہیں لیکن عمران کے ہال میں نمودار ہوتے ہی ان سب میں جیسے بجلی کی روسی دوڑ گئی۔ وہ سب بے اختیار ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑے ہو گئے اور عمران تیزی سے دیوار کی طرف بڑھتا گیا۔

”میں نے فارمولا حاصل کر لیا ہے۔ ہم یہاں سے نکل سکتے ہیں بشرطیکہ یہ شیشے کی دیوار اگر ہٹ جائے“..... عمران نے دیوار کے

جوزف کی حالت تیزی سے سنبھلنے لگی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے اٹھنے کی کوشش شروع کر دی۔ عمران نے جھٹک کر اسے بازو سے پکڑا اور ایک جھٹکے سے کرسی پر بھینک دیا۔

”کلک کلک کون ہو تم۔ کلک کلک کون ہو تم سبہاں سبہاں اس جگہ.....“ ڈاکٹر جوزف کے منہ سے اس طرح الفاظ نکل رہے تھے جیسے وہ کہنا کچھ اور چاہتا ہو لیکن کہہ کچھ اور نہا ہو۔

”زیادہ حیرت کی ضرورت نہیں ہے ڈاکٹر جوزف ڈاکٹر جانسن سمیت سبہاں مکینکل یونٹ میں موجود سارے افراد موت کے گھاٹ اتر چکے ہیں لیکن میں تمہیں زندہ چھوڑ سکتا ہوں کیونکہ تم ہارٹ کے مریض ہو اور میں جہارے جیسے مریضوں کو مار کر اپنے مقتولوں کی لسٹ میں مزید اضافہ نہیں کرنا چاہتا لیکن اس کے لئے شرط یہ ہے کہ تم وہ فارمولا میرے حوالے کر دو جسے تم ڈی کوڈ کر رہے ہو“..... عمران نے غراتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”فف فف فارمولا کون سا فارمولا.....“ ڈاکٹر جوزف نے جھٹکا کھاتے ہوئے کہا تو عمران نے ریوالور کی نال اس کی آنکھوں کے درمیان رکھی اور اسے دبا دیا۔

”بولو کہاں ہے فارمولا میں صرف تین تک گنوں گا“..... عمران کا لہجہ بے پناہ سرد تھا اور اس کے ساتھ ہی اس نے رک رک کر گنتا شروع کر دیا۔

”رک جاؤ رک جاؤ فارمولا میز کی پہلی دراز میں ہے“..... یکھت

قریب پہنچ کر اونچی آواز میں کہا۔

”تم نے فارمولا حاصل کر لیا ہے اور تم نکل سکتے ہو تو فوراً نکل جاؤ فارمولا محفوظ رہنا چاہئے۔ ہم اپنا تحفظ خود کر لیں گے۔“ دوسری طرف سے جو لیا کی جھپکتی ہوئی آواز سنائی دی تو عمران کے ہجرے پر بے اختیار مسرت کی لہری دوڑ گئی۔

”جہارے بغیر میں کیسے جاسکتا ہوں۔ چلو ڈبل ایس تو اکٹھے موجود ہیں لیکن ہمارے درمیان یہ شیشے کی دیوار حاصل ہے۔“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میں نے چیک کر لیا ہے میں نے چیک کر لیا ہے یہ دیوار ہٹ سکتی ہے۔“ اچانک صالح نے پچھتے ہوئے کہا تو عمران کے ساتھ ساتھ دوسری طرف موجود عمران کے ساتھی بھی اس کی بات سن کر بری طرح چونک پڑے۔ وہ شاید اب صالح سے پوچھ رہے تھے لیکن چونکہ وہ جیج کر نہ بول رہے تھے اس لئے ان کی آواز عمران تک نہ پہنچ رہی تھی صالح انہیں کچھ بتاتی رہی اور پھر ان سب نے اس طرح سر ہلائے جیسے صالح کی بات ان کی سمجھ میں آگئی ہو۔ اسی لمحے صفدر تیزی سے دیوار کے ساتھ زمین پر اکڑوں بیٹھ گیا تو تنویر اچھل کر اس کے کاندھوں پر چڑھ گیا۔ اس نے صفدر کا سر دونوں ہاتھوں میں تھام لیا تھا اور صفدر ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا تو تنویر نے دونوں ہاتھ اوپر کی طرف بڑھائے پھر اس کے دونوں ہاتھ تیزی سے اس طرح شیشے کی دیوار پر دائیں بائیں حرکت کرنے لگے جیسے بارش کے دوران کاری

دند سکرین پر دائرہ زحرکت کرتے ہیں سجدہ لمحوں بعد اچانک کھٹاک کی تیز آواز ابھری اور اس کے ساتھ ہی دیوار سرر کی تیز آواز کے ساتھ بجلی کی سی تیزی سے زمین میں غائب ہرقتی چلی گئی اور ہال کمرہ سب ساتھیوں کے مسرت بھری آوازوں سے گونج اٹھا۔ عمران کے ہجرے پر بھی مسرت تھی کیونکہ دیوار کے اس طرح زمین میں غائب ہو جانے والی بات اس کی سمجھ میں بھی نہ آئی تھی۔ تنویر نے دیوار کے غائب ہوتے ہی صفدر کے کندھوں سے ہی نیچے فرش پر جھلانگ لگا دی تھی۔

”یہ کیسے ہو گیا۔“ عمران نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”میںہاں سے چلو عمران۔ کسی بھی لمحے یہ سب کچھ ہمارے خلاف بھی ہو سکتا ہے۔“ جو لیا نے تیز لہجے میں کہا تو عمران نے سر ہلایا اور تیزی سے فرش پر موجود اسی خلا کی طرف بڑھ گیا جس میں سے سیزحیاں نیچے جا رہی تھیں اور پھر وہ ایک ایک کر کے ان سیزحیوں پر سے تیزی سے اترتے ہوئے جسدہ لمحوں بعد نیچے مشین روم میں پہنچ گئے۔ ان سب کے ہجرے مسرت سے جیسے جگمگا رہے تھے کیونکہ ایک لحاظ سے وہ اپنے مشن میں کامیاب ہو چکے تھے۔

شروع کر دیئے۔ دوسرے لمحے سامنے کی پوری دیوار کسی سکرین کی طرح روشن ہو گئی اور اس پر روشنی کے جھماکے سے ہونے لگے۔ شاگل کی نظریں بھی اس پر جمی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد جب منظر ساکت ہوا تو ڈاکٹر نرائن بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ ہال خالی پڑا ہوا تھا وہ شیشے کی دیوار جس کے پیچھے عمران کے ساتھی موجود تھے وہ بھی غائب تھی۔ ہال کے تقریباً درمیان میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک چوکور خانے کھلے ہوئے تھے جن میں سے کرسیاں باہر نکلی ہوئی تھیں اور ان کے عقب میں ایک بڑا سا چوکور خانہ بھی نظر آ رہا تھا۔

”یہ۔۔۔ کیا مطلب۔۔۔ یہ عمران اور اس کے ساتھی کہاں گئے۔“ ڈاکٹر نرائن نے ایسے لہجے میں کہا جیسے اسے اپنی آنکھوں پر یقین نہ آ رہا ہو اور اس کے ساتھ ہی اس نے واقعی اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھوں کو ملتا شروع کر دیا۔

”کیا کیا مطلب کیا یہ وہی ہال ہے جس میں وہ موجود تھے۔“ شاگل نے یکتا اچھلتے ہوئے کہا۔

”ہاں لیکن اس کا مینیکل یونٹ والا سپیشل دے کھلا ہوا ہے جب کہ اسے تو صرف میں ہی کھول سکتا ہوں اور وہ دیوار۔ وہ وہ کہاں غائب ہو گئی کیسے غائب ہو گئی۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ یہ.....“ ڈاکٹر نرائن نے ایسے انداز میں کہا جیسے اس کے حواس درست نہ رہے ہوں اور اس کے ساتھ ہی وہ بجلی کی سی تیزی سے مڑا اور اس نے اس وسیع و عریض مشین کے یکے بعد دیگرے کئی بین آن کرنے شروع کر دیئے

کنٹرول روم کے دروازے پر ڈاکٹر نرائن ایک لمحے کے لئے رکا اور پھر دوسرے لمحے دروازہ کھول کر وہ اندر داخل ہوا۔ اس کے پیچھے شاگل بھی اندر داخل ہو گیا۔

”آپ کس طرح عمران اور اس کے ساتھیوں کا خاتمہ کریں گے جتا آپ تو اندر اکیلے آئے ہیں.....“ ڈاکٹر نرائن نے سامنے موجود مشین کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”میں سردار کارو کی طرح احمق نہیں ہوں ڈاکٹر نرائن کہ ہال میں جا کر عمران سے کشتی لڑنا شروع کر دوں۔ میں ایسے معاملات میں عقل استعمال کرنے کا قائل ہوں.....“ شاگل نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”لیکن عقل سے وہ کیسے ہلاک ہو جائیں گے.....“ ڈاکٹر نرائن نے حیرت مبرے لہجے میں کہا اور مشین کے مختلف بین پریس کرنے

سے بات کرتا ہوں..... ڈاکٹر نرائن نے یکفخت ہذیانی انداز میں چیتھے
وے کہا اور تیزی سے مشین کی طرف مڑنے لگا۔

”اوہ یو نائنس۔ پہلے مجھے بتاؤ کہ عمران کہاں ہے۔ کہاں گیا ہے
پھر کرتے رہنا اپنے باپ سے بات جلدی بتاؤ ورنہ.....“ شاگل نے
غصے کی شدت سے جیسے ناچتے ہوئے کہا۔

”وہ کیٹنکل یونٹ میں چلے گئے ہیں۔ تپ نہیں انہوں نے کس
طرح راستہ کھول لیا ہے حالانکہ سسٹم بھی درست کام کر رہا ہے پھر
نجانے کس طرح وہ.....“ ڈاکٹر نرائن نے ہونٹ بھینچتے ہوئے کہنا
شروع کیا۔

”اوہ لعنت بھیج سسٹم پر۔ چلو کہاں ہے وہ کیٹنکل یونٹ چلو ورنہ
وہ تمہارے باپ نکل جائیں گے.....“ شاگل نے حلق پھاڑ کر چیتھے
ہوئے کہا۔

”وہ۔ وہ تو علیحدہ یونٹ ہے وہاں تو کوئی نہیں جاسکتا.....“ ڈاکٹر
نرائن نے کہا تو شاگل اسے اس طرح آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر دیکھنے لگا جیسے
اچانک اس کی آنکھوں کی بینائی چلی گئی ہو۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ ابھی تم کہہ رہے ہو کہ وہ اس یونٹ میں
چلے گئے ہیں اور ابھی کہہ رہے ہو کہ وہاں کوئی نہیں جاسکتا کیا تمہارا
دماغ تو غراب نہیں ہو گیا.....“ شاگل نے چیتھے ہوئے کہا۔

”وہ وہ نجانے کس طرح ہال کا سپیشل وے کھل گیا تھا لیکن اب تو
وہ بند ہو گیا۔ ٹھہرو میں کھلواتا ہوں۔ میں ڈاکٹر جانسن سے بات کرتا

اور دوسرے لمحے فرش پر موجود کرسیاں فرش کے نیچے غائب ہو گئیں
اور سارے خانے بھی پلک جھپکنے میں بند ہو گئے۔ اب ہال کا فرش اس
طرح سپاٹ نظر آ رہا تھا جیسے جلد کے پہلے وہاں نظر آنے والی کرسیاں اور
خانے سب قریب نظر ہوں۔

”سسٹم تو درست ہے۔ پھر یہ سب کیسے ہو گیا.....“ ڈاکٹر نرائن
نے کہا۔

”مجھے بتاؤ مجھے بتاؤ کیا ہوا ہے۔ مجھے بتاؤ احمق آدمی.....“ شاگل
نے یکفخت حلق کے بل چیتھے ہوئے کہا۔

”جناب..... آپ ذرا تیز سے بات کریں میں ڈاکٹر نرائن ہوں
اور.....“ ڈاکٹر نرائن نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ
بری طرح جھٹکا ہوا چھل کر فرش پر جا گرا۔ شاگل کا زور دار تھپڑ اس کے
گال پر پڑا تھا۔

”نائنس۔ احمق۔ ڈیم فول۔ میں پوچھ رہا ہوں کہ عمران اور اس
کے ساتھی کہاں ہیں اور تم اپنی بکواس کئے جا رہے ہو۔ بتاؤ ورنہ ابھی
گردن توڑ دوں گا.....“ شاگل نے غصے کی شدت سے چیتھے ہوئے کہا
اور اس کے ساتھ ہی اس نے تھک کر ڈاکٹر نرائن کا بازو پکڑا اور اسے
ایک جھٹکے سے کھڑا کر دیا۔ ڈاکٹر نرائن کا چہرہ اس طرح تھپڑ کھانے
سے بری طرح مچ سا ہو گیا تھا شاید غصے اور ندامت کے ملے جلے
تاثرات نے اس کا چہرہ مچ کر دیا تھا۔

”تم۔ تم۔ تم نے مجھے تھپڑ مارا ہے تم نے میں پر ائم منسٹر صاحب

ہوں۔..... ڈاکٹر نرائن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا اور مشین کی طرف مڑ گیا اور پھر اس کے ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے چلنے لگے ٹراسمیزر آن کر کے اس نے کال دینی شروع کر دی۔ شاگل ہونٹ بھینچنے خاموش کھڑا ہوا تھا لیکن جب کافی دیر تک کال کا جواب نہ ملا تو شاگل سے برداشت نہ ہو سکا۔

"لعنت بھیجو اس سارے سسٹم پر۔ وہ نیچے جا کر واپس اوپر تو آئیں گے۔ بتاؤ کہاں سے راستہ ہے۔ ہم وہاں چکی کر لیتے ہیں۔ اب وہ زمینی کیڑے تو نہیں ہیں کہ زمین کے اندر سرنگ لگا کر ٹکل جائیں گے۔" شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ اوہ دری بیڑ۔ اوہ اوہ"..... شاگل کی بات سنتے ہی ڈاکٹر نرائن نے انتہائی بوکھلاہٹ میں بے اختیار ناچنا شروع کر دیا۔

"کیا ہوا۔ بات تو کرو۔ یہ کیا اوہ اوہ شروع کر دی ہے تم نے" شاگل نے انتہائی ہنسنے والے لہجے میں کہا۔

"وہ وہ نیچے والے یونٹ سے تو باہر جانے کا علیحدہ راستہ ہے اور وہ وہ فارمولا بھی تو نیچے ہی ہے"..... ڈاکٹر نرائن نے کہا تو شاگل نے ہنکھٹ بھپٹ کر ڈاکٹر نرائن کے گلے میں ہاتھ ڈالا اور اسے اس طرح جھجھوٹا شروع کر دیا کہ جیسے وہ اس کی گردن جھکنے دے دے کر توڑنا چاہتا ہو۔

"تم۔ تم۔ سور۔ اتمق۔ تم پاگل نانسنس ڈیم فول۔ تم نے یہ کیا کر دیا۔ وہ۔ وہ تو لے گئے سب کچھ اور یہ کیا کیا تم نے" شاگل نے

حق کے بل چیتے ہوئے کہا اور پھر ڈاکٹر نرائن کا گلا جھوڑ کر وہ تیزی سے دروازے کی طرف پلٹا۔

"مم مم میں بند کر دیتا ہوں۔ اسے یہاں سے بند کیا جاسکتا ہے"..... ڈاکٹر نرائن نے دونوں ہاتھوں سے اپنے گلے کو مسلتے ہوئے بھینچنے بھینچنے لہجے میں کہا۔

"پھر کھڑے کیوں ہو، الو کی دم جلدی کرو بند اسے۔ جلدی کرو۔" شاگل نے مڑ کر چیتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن تیزی سے ایک بار پھر مشین کی طرف لپکا اور اس نے بجلی کی سی تیزی سے اس کے مختلف بٹن دبائے شروع کر دیئے۔

"جلدی کرو جلدی۔ فوراً بند کرو ورنہ وہ ٹکل جائیں گے اوہ جلدی کرو"..... شاگل نے چیتے ہوئے کہا۔

"کر تو رہا ہوں اور کیا مشین کو ٹکر مار دوں۔ تم خاموش نہیں رہ سکتے"..... ٹیکٹ ڈاکٹر نرائن نے مڑ کر غراتے ہوئے کہا شاید اب بوکھلاہٹ نے غصے کا روپ دھار لیا تھا۔

"اچھا اچھا۔ جلدی کرو وقت مت ضائع کرو جلدی کرو"۔ شاگل نے اس بار قدرے نرم لہجے میں کہا شاید اسے بھی احساس ہو گیا تھا کہ ڈاکٹر نرائن اس کا ماتحت نہیں ہے وہ خود بھی حکومت میں ایک باوقار حیثیت رکھتا ہے۔ بعد لمحوں بعد مشین میں سے ایک تیز گونج سی پیدا ہوئی اور پھر خاموشی چھا گئی۔

"بند ہو گیا۔ بالکل بند ہو گیا اب وہ باہر نہ ٹکل سکیں گے۔ اب تو

زائسمیٹر جلدی بتاؤ۔ جلدی کرو۔" شاگل نے انتہائی بے چہین سے
لہجے میں جیج پیج کر کہنا شروع کر دیا۔

"تم خاموش نہیں رہ سکتے مجھے سوچنے دو۔ پہلے بھی جہارے شور اور
جہارے اس طرح جیتنے کی وجہ سے میرا دماغ غراب ہو گیا ہے خاموش
ہو جاؤ۔" اس بار ڈاکٹر نرائن نے بھی غصیلے لہجے میں کہا۔

"اوہ تم احمق آدمی تم سب کچھ ختم کر بیٹھو گے وہ نکل جائیں گے۔
کیا تم چیک کر سکتے ہو کہ وہ اندر ہیں بھی ہی۔ پہلے ہی نکل تو نہیں
گئے۔" شاگل نے اس سے زیادہ اونچی آواز میں پتختے ہوئے کہا اور

اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر نرائن نے مڑ کر مشین کے انتہائی دائیں طرف
موجود بنوں کے ایک پیٹل کو آپریٹ کرنا شروع کر دیا۔ اس پیٹل

کے اوپر ایک چھوٹی سی سکریں موجود تھی جو روشن ہو گئی اور اس پر
ایک بڑے ہال نما کمرے کا منظر ابھر آیا۔ ہال کمرے کی چاروں

دیواروں کے ساتھ انتہائی عجیب و غریب مشینی نصب تھی لیکن اس
میں کوئی آدمی موجود نہ تھا۔ ہال خالی پڑا ہوا تھا۔ ڈاکٹر نرائن نے اس

بن کے نیچے موجود ایک ناب کو تیزی سے گھمانا شروع کر دیا تو سکریں
پر منظر بدلنے لگے۔ مختلف کمروں کے مناظر آتے رہے لیکن وہ سب خالی

پڑے ہوئے تھے۔ پھر جیسے ہی ایک بڑے ہال کا منظر سکریں پر ابھرا،
ڈاکٹر نرائن کے ساتھ ساتھ شاگل بھی بے اختیار اچھل پڑا، کیونکہ اس

کمرے میں تقریباً پچیس افراد دیواروں کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔
ان سب کے جسموں پر سفید اور آل تھے۔ ان کے سامنے عمران اپنے

وہ منبرے میں بند ہو گئے ہیں لیکن نیچے تو انتہائی احساس مشیزی ہے
اور سارے ساتیس دان ہیں۔ ان کے پاس تو اسلحہ بھی نہیں ہے۔ اوہ
اوہ وری بیڈ اس طرح تو وہ سب کو یہ اعمال بنالیں گے۔" اچانک
ڈاکٹر نرائن نے ایک خیال کے تحت کہا تو شاگل بھی بے اختیار اچھل
پڑا۔

"نانشنس جلدی کھولو۔ کیوں بند کیا تھا۔ اوہ جلدی کھولو احمق
آدمی ورنہ وہ سب کچھ تباہ کر دیں گے جلدی کرو۔" شاگل ڈاکٹر
نرائن پر ہی الٹ پڑا۔

"تم نے خود ہی تو کہا تھا۔ اب ایسا کہہ رہے ہو۔" ڈاکٹر نرائن
نے تیز لہجے میں کہا۔

"اوہ مجھے کیا معلوم کہ یہاں کیا کیا تماشا بنا رکھا ہے تم لوگوں
نے۔ جلدی کھولو اور مجھے بتاؤ کہ راستہ کہاں جا کر کھلتا ہے۔" شاگل
نے غصیلے لہجے میں کہا۔

"راستہ تو بہت دور پہاڑیوں میں نکلتا ہے اور وہاں تو باقاعدہ
خصوصی قسم کے ہیلی کاپٹرز بھی موجود رہتے ہیں۔" ڈاکٹر نرائن نے
جیتنے ہوئے کہا۔

"پھر کیا ہوگا وہ تو نکل جائیں گے۔ قریب ہی ناپال کی سرحد ہے وہ
تو وہاں پہنچ جائیں گے۔ لانگ ریج ٹرانسمیٹر دکھاؤ مجھے۔ اب مجھے ایر
فورس کو حرکت میں لانا پڑے گا لیکن وہ کیسے ہیلی کاپٹر ہیں ان کی
نشانی بتاؤ، جلدی کرو نمبر بتاؤ۔ جلدی کرو۔ کہاں ہے لانگ ریج

بن پر یں کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی سینی کی آواز بند ہو گئی اور عمران کی آواز سنائی دی۔

”ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ ڈاکٹر نرائن اور“..... عمران کال دے رہا تھا۔

”بات کرو“..... ڈاکٹر نرائن نے شاگل سے کہا۔

”پہلے تم بات کر دو دیکھو وہ کیا کہنا چاہتا ہے۔ جب میں ضروری سمجھوں گا بات کر لوں گا“..... شاگل نے کہا۔

”یس ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں اور“..... ڈاکٹر نرائن نے ایک اور بن پر یں کرتے ہوئے کہا۔

”ڈاکٹر نرائن جہیں اب تک یہ تو معلوم ہو چکا ہوگا کہ ہم لوگ جہارے اس ہال مناقید خانے سے نکل کر یہاں نیچے یونٹ نمبر دو میں پہنچ گئے ہیں اور اس وقت یونٹ نمبر دو کے تمام سائیس دان ہماری تحویل میں ہیں اور یہاں نصب انتہائی قیمتی مشینری بھی ہمارے رحم و کرم پر ہے اور“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہاں مجھے معلوم ہے میں سکرین پر تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں لیکن تم بچ نہیں سکتے اور“..... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ یہ بات ہے۔ پھر تو اور بھی اچھا ہے۔ تم خود اپنے سائیس دانوں کو ہلاک ہوتے اور مشینری کو تباہ ہوتے دیکھ سکو گے اور سنو اگر تم چاہتے ہو کہ میں ان سائیس دانوں کو زندہ چھوڑ دوں اور مشینری کو تباہ نہ کروں تو پھر باہر جانے والا وہ راستہ جو تم نے ہلاک

ساتھیوں سمیت کھڑا تھا اور ان سب کے ہاتھوں میں سوائے عمران کے مشین گنیں موجود تھیں جب کہ عمران کے ہاتھ میں ایک بڑا سا جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر تھا جس کے وہ بین و بارہا تھا۔

”یہ تو ہمیں موجود ہیں۔ انہوں نے سارے سائیس دانوں کو یہاں گھیر رکھا ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم نے تو کہا تھا کہ نیچے اسلحہ نہیں ہے جب کہ ان کے پاس تو اسلحہ موجود ہے“..... شاگل نے ہونٹ پیچھتے ہوئے کہا۔

”میرا تو خیال یہی تھا کہ اسلحہ نہیں ہے۔ یہ سب غیر ملکی سائیس دان ہیں شاید وہ اسلحہ اندر لے آئے ہوں۔ لیکن اب کیا کرنا ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کرنا کیا ہے۔ ان سب کو بے ہوش کر دو گیس فائر کر دو۔“ شاگل نے کہا۔

”یہاں تو ایسا کوئی سسٹم نہیں ہے۔ کسی کے تصور میں بھی نہ تھا کہ ایسا بھی ہو سکتا ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی اچانک مشین میں سے تیز سینی کی آواز نکلنے لگی۔

”اوہ ٹرانسمیٹر کال“..... ڈاکٹر نرائن نے چونک کر مشین کی طرف مڑتے ہوئے کہا۔

”یہ سیہ عمران کر رہا ہے۔ میری بات کر اؤ اس سے مری“۔ شاگل نے کہا تو ڈاکٹر نرائن نے سر ملاتے ہوئے مشین کے اوپر گئے ہوئے دو

ناکارہ بھی کیونکہ وہ ریڈیو کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر ہیں اور ان کا کنٹرول بھی اس مشین میں موجود ہے۔..... اچانک ڈاکٹر نرائن نے کہا۔ چونکہ نرائس میٹر کا بٹن آف تھا اس لئے ان کی بات چیت دوسری طرف نرائسمنٹ نہ ہو رہی تھی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”اوہ اوہ ویری گڈ۔ تم تو واقعی انتہائی ہوشیار اور عقل مند آدمی ہو میں پہلے ہی سوچ رہا تھا کہ اس قدر اہم لیبارٹری کا انچارج احمق نہیں ہو سکتا۔ ویری گڈ ڈاکٹر نرائن پھر تو ایک یادو ہیلی کاپٹر کی قربانی دے کر ہم ان عفریتوں سے ہمیشہ کے لئے چھٹکارا حاصل کر سکتے ہیں۔“ شاگل نے انتہائی مسرت بھرے لہجے میں کہا اور آگے بڑھ کر اس طرح ڈاکٹر نرائن کو گنگے سے لگایا جیسے وہ اس کا جگری دوست ہو۔

”ابھی تو تم مجھے گالیاں دے رہے تھے۔ احمق کہہ رہے تھے۔“ ڈاکٹر نرائن نے روٹھنے کے سے انداز میں کہا۔

”اوہ اوہ نہیں۔ وہ تو بوکھلاہٹ میں کہہ رہا تھا ورنہ تم تو واقعی بے حد عقلمند آدمی ہو۔ میں صدر صاحب سے اور پرائم منسٹر صاحب کے سامنے تمہاری پرزور تعریف کروں گا۔“ شاگل نے علیحدہ ہوتے ہوئے کہا تو ڈاکٹر نرائن کا چہرہ مسرت سے بے اختیار کھل اٹھا۔

”تم مجھے تو عقلمند آدمی ہو۔ تمہاری تعریف تو وہ عمران بھی کر رہا ہے۔“ ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا اور شاگل نے اس طرح اشتباہ میں سر ملانا شروع کر دیا جیسے عمران کی تعریف اس کے لئے سرِ یقینیت کی حیثیت رکھتی ہو۔

کیا ہے وہ کھول دو اور۔..... عمران نے کہا۔

”تم انہیں کچھ مت کہو میں کھول دیتا ہوں راستہ۔ پلہ سائنسدانوں کو ہلاک مت کرو اور مشینری بھی مت تباہ کرو میں کھول دیتا ہوں راستہ اور۔..... ڈاکٹر نرائن نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”ٹھیک ہے کھول دو راستہ جلدی کرو اور۔..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہیلو میں شاگل بول رہا ہوں۔ میں یہاں موجود ہوں۔ میری اجازت کے بغیر یہ راستہ نہیں کھل سکتا اور۔..... اچانک شاگل نے چپختے ہوئے کہا۔ اس نے خود ہی ہاتھ بڑھا کر بٹن پریس کر دیا تھا۔

”واہ تو میرا عقل مند دوست بھی یہاں پہنچ گیا ہے۔ گڈ شو۔ اب مجھے پوری طرح اطمینان ہو گیا ہے کہ تم یقیناً عقلمندی کا مظاہرہ کرو گے اور لیبارٹری اور سائنس دانوں سب کو بچالو گے اور سونچے معلوم ہے کہ اس راستے سے باہر دو سپیشل ہیلی کاپٹر موجود ہیں لیکن تم ایئر فورس کو حرکت میں لانے کی کوشش نہیں کرو گے ورنہ ہمارا تو کچھ نہیں بگڑے گا البتہ یہ لیبارٹری بھی مکمل طور پر تباہ ہو جائے گی اور تمہارے سائنس دان بھی اور۔..... عمران نے چپکتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سنو۔ سنو مسٹر شاگل میں ان ہیلی کاپٹروں کو یہاں سے بھی جس وقت چاہوں کنٹرول میں بھی کر سکتا ہوں اور تباہ بھی کر سکتا ہوں اور

بٹن آف کر دیئے۔

"ساتھ ساتھ چپک کرتے رہو۔ یہ عمران بہت دھوکے باز آدمی ہے۔" شاگل نے ڈاکٹر نرائن سے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ عمران اپنے ساتھیوں کو ہدایات دے رہا تھا۔ پھر اس کے دو ساتھی تیزی سے کمرے سے باہر نکل گئے۔ تھوڑی دیر بعد وہ واپس آئے تو ان کے ہاتھوں میں رسیوں کے بندل تھے۔ پھر ان کے دیکھتے ہی دیکھتے عمران کے ساتھیوں نے سوائے ایک بوڑھے ساتس دان کے باقی سب کے ہاتھ ان کے عقب میں کر کے باندھ دیئے اور اس کے بعد ان کے پر بھی باندھ دیئے۔

"یہ بوڑھا جبے باندھا نہیں جا رہا یہ کون ہے؟" شاگل نے ڈاکٹر نرائن سے پوچھا۔

"یہ یونٹ نمبر دو کا انچارج ڈاکٹر جانسن ہے۔" ڈاکٹر نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ پھر عمران ڈاکٹر جانسن کو ساتھ لئے اس کمرے سے باہر گیا۔ اس کے پیچھے اس کے سارے ساتھی بھی تھے۔ جیسے ہی وہ کمرے سے باہر آئے ڈاکٹر نرائن نے ناب گھمانی شروع کر دی اور سکریں پر منظر بدلنا شروع ہو گیا۔ عمران اور اس کے ساتھی ایک راہداری میں سے گزر رہے تھے۔ پھر جیسے جیسے وہ آگے بڑھتے رہے ڈاکٹر نرائن ساتھ ساتھ ناب گھماتا جا رہا تھا اور عمران اور اس کے ساتھی سکریں پر نظر آتے رہے۔ پھر راہداری کافی آگے جا کر لچکت بند ہو گئی۔ سامنے سرخ رنگ کی ایک

"ہیلو ہیلو جواب دو فوراً اور نہ میں ساتس دانوں کو ہلاک کر دوں گا اور۔" لچکت عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔

"یہیں شاگل بول رہا ہوں۔ ہم آپس میں مشورہ کر رہے تھے۔ سنز میں باہر کا راستہ کھول دیتا ہوں اور میرا وعدہ کہ ایئر فورس کو بھی حرکت میں نہ لاؤں گا لیکن تم بھی وعدہ کرو کہ نہ ہی ساتس دانوں کو ہلاک کرو گے اور نہ ہی مشینری کو تباہ کرو گے اور۔" شاگل نے بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے میرا وعدہ ہے۔ لیکن مجھے تمہارے وعدے پر اعتبار نہیں ہے اس لئے میں انچارج ڈاکٹر جانسن کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا باقی کو ہمیں چھوڑ جاؤں گا اور۔" عمران نے کہا۔

"ڈاکٹر جانسن کو جانے دو۔ ایک ڈاکٹر کی قربانی سے اگر یہ لوگ مرتے ہیں تو اسے مرنے دو۔" ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے لیکن مشینری تباہ نہیں ہونی چاہئے اور۔" شاگل نے بٹن دبا کر کہا۔

"اوکے پھر معاہدہ ہو گیا لیکن یہ سن لو کہ اگر تم نے معاہدے کی خلاف ورزی کی تو پھر میرا وعدہ بھی ختم ہو جائے گا اور۔" عمران نے کہا۔

"میں معاہدے کی پابندی کروں گا اور۔" شاگل نے کہا۔

"اوکے پھر تم اس راستے پر پہنچ جاؤ ہم راستہ کھولتے ہیں اور اینڈ آل۔" شاگل نے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے

”اس کی کیا ضرورت ہے اب تو وہ باہر چلے گئے ہیں“..... ڈاکٹر

نرائن نے کہا۔

”میں جیسے کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرو۔ یہ انتہائی خطرناک لوگ ہیں جلدی کرو۔ ایسا بھی ہو سکتا ہے کہ ان میں سے ایک اندر آجائے اور سب کچھ ختم کر کے باہر چلا جائے“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”اوہ ہاں واقعی“..... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے مشین کے بن پر پس کرنے شروع کر دیئے چند لمحوں بعد مشین میں ایک بار پھر گونج پیدا ہوئی اور اس کے ساتھ ہی سرخ دیوار دوبارہ نمودار ہو گئی۔

”اب ہیلی کاپڑ کو چیک کرو“..... شاگل نے کہا اور ڈاکٹر نرائن نے تیزی سے مشین کے ایک اور پینل کے بن پر پس کرنے شروع کر دیئے۔ اس کے ساتھ ہی اس پینل کے اوپر لگی ہوئی سکرین روشن ہو گئی۔ اس پر ایک ہیلی کاپڑ کا اندرونی حصہ نظر آ رہا تھا۔ ڈاکٹر نرائن نے ایک اور بن دبایا تو سکرین دو حصوں میں تقسیم ہو گئی اور اب ایک حصے پر ایک ہیلی کاپڑ کا اندرونی حصہ اور دوسرے پر دوسرے ہیلی کاپڑ کا اندرونی حصہ نظر آئے گا لیکن دونوں ہیلی کاپڑوں میں کوئی آدمی موار نہ ہوا تھا۔

”یہ لوگ ہیلی کاپڑوں میں کیوں نہیں بیٹھ رہے کہیں انہیں شک تو نہیں پڑ گیا۔ جہاں سے انہیں کنٹرول کرنے پر کوئی بلب وغیرہ تو نہیں جل پڑتا ہیلی کاپڑ کے باہر“..... شاگل نے ڈاکٹر نرائن سے

ٹھوس دیوار نظر آرہی تھی۔

”اسی دیوار سے راستہ بند ہوا ہے میں اسے کھول دوں“..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”ہاں کھول دو“..... شاگل نے کہا اور ڈاکٹر نرائن تیزی سے مڑا اور اس نے مشین کے ایک حصے پر مشتمل مختلف بن تیزی سے پریس کرنے شروع کر دیئے۔ تھوڑی دیر بعد مشین میں سے تیز گونج کی آواز سنائی دی اور شاگل نے دیکھا کہ جیسے ہی مشین میں سے گونج کی آواز پیدا ہوئی سرخ رنگ کی دیوار تیزی سے زمین میں غائب ہوتی چلی گئی پھر جیسے ہی گونج ختم ہوئی۔ دیوار غائب ہو چکی تھی۔ عمران اور اس کے ساتھی ڈاکٹر جانسن کو ساتھ لے اس کھلی جگہ کو کر اس کر کے باہر چلے گئے۔ اب عمران اور اس کے ساتھی سکرین پر نظر نہ آ رہے تھے۔

”باہر انہیں فوکس کرو“..... شاگل نے کہا۔

”باہر اس کا سسٹم نہیں ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”اوہ پھر کیسے تپ چلے گا کہ وہ ہیلی کاپڑ میں بیٹھ گئے ہیں یا نہیں“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”جب ہیلی کاپڑ میں بیٹھیں گے تب تپ چلے گا“..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”تو پھر پہلے یہ دیوار بند کر دو تاکہ یہ واپس نہ آجائیں جلدی کرو“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیلو میں ڈاکٹر نرائن بول رہا ہوں عمران صاحب یہ آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ یہ کیسے ممکن ہے۔ باہر کون ہیلی کاپٹروں کے ٹینک خالی کر سکتا ہے۔ ایسا تو ممکن ہی نہیں ہے اور کم از کم ہم تو ایسا کر ہی نہیں سکتے ہمارا تو ان ہیلی کاپٹروں سے کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ یہ تو ڈاکٹر جانسن کی تحویل میں ہوتے ہیں اور ڈاکٹر جانسن آپ کے پاس ہے۔ آپ اس سے پوچھ سکتے ہیں اور“..... ڈاکٹر نرائن نے تیز لہجے میں بولتے ہوئے کہا۔

”تو پھر یہ سب کس نے کیا ہے اور“..... عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

”یہ میں نے کیا ہے علی عمران۔ میں نے سردار کارو نے اور اب تم اور تمہارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی یہاں سے بچ کر نہ جاسکے گا۔ میں نے اور میرے قبیلے نے اس پورے علاقے کو گھیرے میں لے رکھا ہے اور“۔ اچانک سردار کارو کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور یہ آواز سنتے ہی شاگل اور ڈاکٹر نرائن دونوں ہی بے اختیار اچھل پڑے۔

”اوہ تو یہ گیم کھیلی ہے شاگل نے کہ سردار کارو اور اس کے آدمیوں کو قبیلے ہی یہاں بھیج دیا ہے۔ میں تمہیں اپنے بچاؤ کے لئے صرف دس منٹ دیتا ہوں۔ دس منٹ بعد تمہاری یہ لیبارٹری دھماکے سے اڑ جائے گی اور یہ دس منٹ بھی میں تم پر رحم کھاتے ہوئے دے رہا ہوں۔ جاؤ اگر اپنی جانیں بچا سکتے ہو تو نکل جاؤ اور لینڈ آل“۔ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی مشین سے سیٹی

مخاطب ہو کر تیز لہجے میں کہا۔

”بلب کس لئے بلبے گا اور یہ کنٹرول بھی اس وقت ہو سکتا ہے جب مشینز آن کی جائے۔ ساکت مشینز کو کیسے کنٹرول کیا جا سکتا ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے برا سامنے بناتے ہوئے کہا تو شاگل اپنی احمقانہ بات پر قدرے جھینپ سا گیا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ مشین میں موجود ٹرانسمیٹر کی تیز سیٹی بج اٹھی۔

”ٹرانسمیٹر کال“..... ڈاکٹر نرائن نے چونک کر کہا اور شاگل بھی سیٹی کی آواز سن کر چونک پڑا تھا۔ ڈاکٹر نرائن نے تیزی سے مختلف بن پر بس کرنے شروع کر دیئے۔

”ہیلو علی عمران کالنگ اور“..... عمران کی تیز اور غصیلی آواز سنائی دی۔

”شاگل بول رہا ہوں اب کیا بات ہے اور“..... شاگل نے ہاتھ اٹھا کر ڈاکٹر نرائن کو بولنے سے روکتے ہوئے تیز لہجے میں کہا۔

”تم نے ہمارے ساتھ دھوکا کیا ہے۔ دونوں ہیلی کاپٹروں سے پٹرول نکال دیا گیا ہے۔ اس کے آئل ٹینک خالی پڑے ہوئے ہیں اور“..... عمران نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ہم یہاں سے ایسا کیسے کر سکتے ہیں۔ شاگل نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ڈاکٹر نرائن کو بات کرنے کا اشارہ کیا۔

کی آواز نکلنے لگی۔ ڈاکٹر نرائن نے جلدی سے بٹن آف کرنے شروع کر دیئے۔

”اوہ اوہ نلکو جلدی سے وہ واقعی تباہ کر دے گا۔ جلدی کرو نلکو یہاں سے اور آدمی ہوں تو انہیں بھی نکالو“..... شاگل نے چیختے ہوئے کہا اور پھر بیرونی دروازے کی طرف اس طرح دوڑ پڑا جیسے اس کا چھاپا گل کتے کر رہے ہوں۔

سردار کارو کی آنکھیں ایک جھٹکے سے کھلیں۔ پہلے چند لمحوں تک تو اسے یوں محسوس ہوا جیسے وہ ہوا میں کئی ہوئی پتنگ کی طرح اڑتا پھر رہا ہو لیکن پھر آہستہ آہستہ اس کا شعور بیدار ہوتا گیا اور اس کے ساتھ ہی وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا اور حیرت سے اپنے چاروں طرف دیکھنے لگا۔ اس کے ذہن میں وہ منظر فانی کی طرح چلنے لگا جب اس نے ڈاکٹر نرائن کے کنٹرول روم کی الماری کھولی اور پھر دھماکے کے ساتھ ایک گیس کا بھپکا اس کی ناک سے نکل آیا اور وہ بے ہوش ہو گیا تھا۔ ابھی وہ سوچ ہی رہا تھا کہ یہ سب کچھ کیسے ہوا اور وہ کس جگہ پر ہے کہ کہیں کا دروازہ کھلا اور دوسرے لمحے سردار کارو بے اختیار چونک پڑا آنے والا اس کا انتہائی بہترین دوست روشن سنگھ تھا جو لیبارٹری میں کام کرتا تھا اور وہاں اس کا عہدہ سیکورٹی آفیسر کا تھا۔

”تمہیں ہوش آگیا سردار کارو“..... روشن سنگھ نے مسکراتے

شراب کی ایک بوتل نکال کر وہ مڑا اور اس نے بوتل سردار کارو کے سامنے رکھ دی۔ سردار کارو نے بوتل کھولی اور اسے منہ سے لگالیا۔ وہ اس طرح غناخت شراب پی رہا تھا جیسے صدیوں کا پیاسا ہو اور اس نے اس وقت بوتل کو منہ سے الگ کیا جب بوتل میں موجود آخری قطرہ تک اس کے منہ میں نہ چلا گیا۔ پھر اس نے خالی بوتل ایک طرف اچمال دی۔

”ہاں اب بتاؤ..... سردار کارو نے اس بار بڑے نرم اور مطمئن لہجے میں کہا۔ شراب پینے کے بعد اس کے چہرے پر گہرے اطمینان کے تاثرات ابھر آئے تھے۔

”میں آج کل یہاں ٹرانس پوائنٹ پر ڈیوٹی دے رہا ہوں۔ مجھے ایک سرکاری کام کی وجہ سے لیبارٹری جانا پڑا تو وہاں تم بے ہوش پڑے ہوئے تھے اور کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل وہاں موجود تھا۔ اس نے حکم دیا کہ ہمیں اسی بے ہوشی کے عالم میں لے جا کر قبیلے میں قید رکھا جائے اور جب وہ پاکیشیائی مہمجنوں سے فارغ ہو گا تو پھر ہمیں دارالحکومت کورٹ مارشل کے لئے بھجوائے گا۔ میں وہاں موجود تھا اس لئے میں نے تمہیں لے جانے کے لئے اپنی خدمات پیش کر دیں۔ ڈاکٹر زائن نے اجازت دے دی تو میں تمہیں وہاں سے اٹھا لایا لیکن تمہارے قبیلے میں لے جانے کی بجائے میں تمہیں یہاں لے آیا کیونکہ تمہارے قبیلے پر سیکرٹ سروس والوں کا قبضہ تھا۔ تم وہاں سے یہاں محفوظ تھے۔ تمہیں یہاں لے آنے کے بعد میں نے خصوصی

ہوئے کہا تو سردار کارو اشتباہ میں سرملا تے ہوئے اٹھ کھڑا ہوا۔
”میں کہاں ہوں اور تم کیسے آئے ہو..... سردار کارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”تم اس وقت ٹرانس پوائنٹ میں ہو سردار کارو آؤ باہر آ جاؤ۔“
روشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ باہر کی طرف مڑ گیا۔
سردار کارو ہونٹ بھینچ اس کے پیچھے باہر آیا تو اس نے اپنے آپ کو گھنے جنگل میں پایا جہاں ایک بڑا سلاکڑی کا کین بننا ہوا تھا اور باہر نکلتے ہی وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ اس کے دس ساتھی بھی باہر موجود تھے۔
البتہ ان کے جسموں پر وہی قبائلی لباس تھے۔ انہوں نے سردار کارو کو دیکھتے ہی مؤبانہ انداز میں سر جھکا دیئے۔

”تم۔ تم یہاں کیا ہوا..... سردار کارو نے کہا۔

”ہو اس کین میں چلتے ہیں۔ وہاں اطمینان سے بیٹھ کر میں تمہیں ساری تفصیل بتاؤں گا.....“ روشن سنگھ نے کہا اور اسے لے کر اس بڑے کین کی طرف بڑھ گیا۔ سردار کارو کے ساتھی باہر رہ گئے۔
”اب مجھے جلد از جلد تفصیل بتاؤ کہ یہ کیا ہوا ہے اور کیسے ہوا ہے۔ میں تو لیبارٹری کے کنٹرول روم میں بے ہوش ہوا تھا پھر یہاں کیسے آ گیا.....“ سردار کارو نے کین میں داخل ہوتے ہی کہا۔

”بیٹھ جاؤ ابھی سب کچھ بتاتا ہوں.....“ روشن سنگھ نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر وہ ایک طرف کونے میں موجود ایک لوہے کی الماری کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے الماری کھولی اور اس میں سے

ٹرانسمیٹر جہارے خاص ساتھیوں سے رابطہ کیا تو جہارے یہ دس آدمی خاموشی سے قبیلے سے نکل کر یہاں پہنچ گئے لیکن جہیں نہانے کس گیس سے بے ہوش کیا گیا تھا کہ جہیں ہوش ہی نہ آ رہا تھا۔ میں نے اس بات کو معلوم کرنے کے لئے لیبارٹری میں ڈاکٹر نرائن کے اسسٹنٹ سے ٹرانسمیٹر پر رابطہ کیا تو یہ چلا کہ سیکرٹ سر دس کے چیف نے سوائے ڈاکٹر نرائن کے باقی سب افراد کو باہر بھیجا دیا ہے کیونکہ وہ پاکیشیائی ایجنٹوں سے خوفزدہ تھا۔ لیکن ٹرانسمیٹر کا رابطہ قائم ہو گیا اور پھر مجھے اس سے ایک حیرت انگیز بات کا علم ہوا کہ پاکیشیائی ایجنٹ کسی خاص راستے سے یونٹ نمبر دو میں چلے گئے ہیں اور وہاں انہوں نے قبضہ کر لیا ہے۔ اس کا سپیشل دسے یہاں سے قریب ہی ہے اس لئے میں جہارے ہوش میں آنے کا منتظر تھا تاکہ اس سپیشل دس کے ذریعے اندر جا کر ان لوگوں کو ہلاک کر دیا جائے۔ اس طرح سیکرٹ سر دس کے چیف کی بجائے تم یہ کارنامہ سرانجام دو گے تو جہارا کو رٹ مارشل نہیں ہوگا اور اب تم ہوش میں آگئے ہو۔ اس لئے اب تم جس طرح چاہو ویسے ہی کر لیتے ہیں..... روشن سنگھ نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ہاں یہ کام میں نے ہی کرنا ہے۔ ان لوگوں کا خاتمہ میرے ہی ہاتھوں سے ہونا ہے۔ تم ایسا کرو جیسے تو کسی طرح موجودہ محویشن معلوم کرو کہ اس وقت کیا پوزیشن ہے اور مجھے وہ سپیشل دس دکھاؤ۔ اس کے بعد میں پلان مرتب کروں گا“..... سردار کارو نے جواب

دیا

”ٹھیک ہے میں ابھی معلوم کر لیتا ہوں۔ سسر ٹرانسمیٹر کے ساتھ فریکوئنسی ایڈجسٹ ہے۔ صرف بٹن دبا کر ہم ان کے درمیان ہونے والی کال سن سکتے ہیں“..... روشن سنگھ نے کہا اور اٹھ کر تیزی سے ایک الماری کی طرف بڑھ گیا۔

”لیکن اگر انہوں نے ٹرانسمیٹر کال نہ کی تو“۔ سردار کارو نے کہا۔

”پھر تو کچھ بھی نہیں ہو سکتا۔ میں نے یہ کال سن کر ہی معلوم کیا تھا کہ وہ لوگ نیچے گئے ہیں“..... روشن سنگھ نے الماری میں سے ایک جدید ساخت کا ٹرانسمیٹر لا کر درمیانی میز پر رکھتے ہوئے کہا۔

”اوکے چلو آن کر دو دیکھو کیا ہوتا ہے“..... سردار کارو نے کہا تو روشن سنگھ نے ٹرانسمیٹر کے بٹن پریس کرنے شروع کر دیے۔

”ہیلو ہیلو جواب دو فوراً ورنہ میں سائس دانوں کو ہلاک کر دوں گا“

”اور“..... ٹرانسمیٹر آن ہوتے ہی ایک چمچتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”اوہ یہ تو عمران کی آواز ہے“..... سردار کارو نے چونکتے ہوئے کہا

اس کی آنکھوں میں تیز چمک ابھر کوئی تھی لیکن دوسری طرف سے کوئی جواب نہ آ رہا تھا۔

”بند کرو اسے اب یہ معلوم ہو گیا ہے کہ یہ لوگ یونٹ نمبر دو میں موجود ہیں اور لازماً اسی سپیشل دس سے ہی نکلیں گے۔ ہم نے فوراً وہاں پہنچنا ہے۔ جلدی کرو اٹھاؤ اسے“..... سردار کارو نے بیچت کر سی سے اٹھتے ہوئے کہا اور روشن سنگھ نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور پھر اسے اٹھا

”پہلے تو ان ہیلی کاپٹروں کو ناکارہ کرنا چاہئے تاکہ یہ لوگ اگر باہر آئیں تو ان ہیلی کاپٹروں کے ذریعے فرار نہ ہو سکیں۔ اس کے بعد اس انداز میں پکٹنگ کی جائے کہ جیسے ہی یہ باہر آئیں انہیں ہلاک کر دیا جائے۔“..... سردار کارو نے کہا۔

”لیکن اس طرح حکومت کو نقصان ہوگا۔ یہ انتہائی قیمتی ہیلی کاپٹر ہیں اور ان کی حفاظت تو میری ذمہ داری ہے۔ میں انہی کی حفاظت کے لئے تو یہاں رہتا ہوں اس طرح تو میرا بھی کورٹ مارشل ہو جائے گا۔“..... روشن سنگھ نے پریشان ہوتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے ان کے آئل ٹینکروں پر گولیاں مار کر تمام پٹرول بہا دو اس طرح مشینری محفوظ رہے گی اور ہیلی کاپٹر بھی ناکارہ ہو جائیں گے۔“..... سردار کارو نے کہا۔

”لیکن ان میں تو پٹرول بھرا ہوا ہوگا۔ فائرنگ سے آگ لگ گئی تو ہیلی کاپٹر جل کر راکھ ہو جائیں گے۔“..... روشن سنگھ نے کہا۔

”نہیں فائرنگ سے ایسا نہیں ہوتا کیونکہ گولی سو راخ کرتی ہے۔ ہاں جب پٹرول بہہ رہا ہو اس وقت اگر فائرنگ ہو تو شعلے کی وجہ سے آگ لگ سکتی ہے۔“..... سردار کارو نے کہا اور پھر وہ اپنے ساتھیوں کی طرف مڑ گیا۔

”جامو تم اپنے ساتھ راجندر کو لے جاؤ اور دونوں ہیلی کاپٹروں کو ناکارہ کر آؤ۔“..... سردار کارو نے اپنے دو ساتھیوں سے مخاطب ہو کر کہا۔

کردہ تیزی سے کین سے باہر آگئے۔

”آؤ دو ستو آج دل بھر کر شکار کھیلیں گے۔“..... سردار کارو نے باہر نکلے ہی اپنے دس ساتھیوں سے کہا اور ان سب کے چہروں پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے اور پھر وہ روشن سنگھ کی رہنمائی میں تیزی سے آگے بڑھتے چلے گئے۔ تھوڑی ہی دور جانے کے بعد وہ ایک پہاڑی ڈھلان پر پہنچے تو بے اختیار رک گئے کیونکہ سامنے ایک مسطح قطعہ تھا جس سے درخت کاٹ دیئے گئے تھے۔ ایک طرف ایک بڑی سی بیرک بنی ہوئی تھی اور دوسری طرف ایک کافی بڑا شیڈ تھا جس کے نیچے دو بڑے بڑے ہیلی کاپٹر موجود تھے۔

”یہ سپیشل وے ہے سردار کارو مجھے یقین ہے کہ یہ پاکیشیائی اسی سپیشل وے سے نکلیں گے اور ان ہیلی کاپٹروں کی مدد سے فرار ہو جائیں گے۔“..... روشن سنگھ نے کہا۔

”تمہاری بات درست ہے لیکن سپیشل وے کہاں ہے مجھے تو کہیں نظر نہیں آ رہا۔“..... سردار کارو نے کہا۔

”جہاں ہیلی کاپٹر موجود ہیں ان کے پیچھے ایک سرخ رنگ کی دیوار ہے۔ یہ ایسے میٹرل سے بنائی گئی ہے کہ چاہے اس پر ایم بم ہی کیوں نہ فائر کر دیئے جائیں یہ نہیں ٹوٹ سکتی۔ اس کے کھولنے اور بند کرنے کا سسٹم لیبارٹری کے اوپر انتظامیہ یونٹ میں ہے۔ مطلب ہے ڈاکٹر نرائن کے پاس۔ سائینس دان اسی سے کہہ کر کھولواتے اور بند کراتے ہیں۔“..... روشن سنگھ نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"ٹھیک ہے۔ اب ہم نے انہیں گھیر کر مارنا ہے لیکن جب تک میں فائر نہ کروں کسی نے فائر نہیں کھولنا اور میں نے ان کے لیڈر کو لپٹے ہاتھ سے مارنا ہے۔" سردار کارو نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے تیزی سے لپٹے ساتھیوں کو سانس بتانے شروع کر دیے۔ اس کے سارے ساتھی تیزی سے اپنی اپنی مخصوص جگہوں کی طرف چلے گئے۔ "ہم یہاں ٹھیک ہیں۔" سردار کارو نے روشن سنگھ کی طرف دیکھتے ہوئے کہا اور روشن سنگھ نے اشارت میں سر ہلادیا۔ پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک تیز گڑگڑاہٹ کی آواز سنائی دینے لگی۔ "راستہ کھل رہا ہے۔" روشن سنگھ نے تیز لہجے میں کہا اور سردار کارو نے اشارت میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد اس شیلڈ میں سے عمران اور اس کے ساتھی باہر آگئے۔ ان کے ساتھ ایک بوڑھا غیر ملکی بھی تھا۔

"اوہ یہ تو ڈاکٹر جانسن ہے۔ یونٹ نمبر دو کا انچارج سائنس دان۔" روشن سنگھ نے کہا۔

"دیری بیڈ اس طرح تو یہ بھی ساتھ ہی مرجائے گا۔ بہر حال دیکھو کیا ہوتا ہے۔" سردار کارو نے جڑواتے ہوئے کہا۔ عمران لپٹے ساتھیوں سمیت شیلڈ سے باہر نکل کر ادھر ادھر کا جائزہ لے رہا تھا کہ اسی لمحے ایک بار پھر گڑگڑاہٹ کی تیز آواز سنائی دی۔

"اوہ راستہ دوبارہ بند ہو گیا ہے۔ اب یہ واپس اندر نہ جاسکیں گے۔" روشن سنگھ نے کہا تو سردار کارو کی آنکھیں بے اختیار جمک

"میں باس۔"..... ان دونوں نے کہا۔

"خیال رکھنا آگ نہ لگے صرف پٹرول بہہ جائے۔"..... سردار کارو نے کہا۔

"آپ بے فکر رہیں باس ہمیں اس کی مکمل تربیت حاصل ہے۔"..... ایک نے کہا اور سردار کارو نے اشارت میں سر ہلادیا اور وہ دونوں کاندھوں سے مٹکین گنیں اتار کر تیزی سے ڈھلوان پر اترتے چلے گئے۔

"میرا خیال ہے ہم ٹرانسمیٹر نہ آن کر لیں تاکہ معلوم ہو سکے کہ وہاں کیا ہو رہا ہے۔"..... روشن سنگھ نے کہا۔

"ابھی نہیں پہلے ہیلی کاپٹر ناکارہ ہو جائیں۔"..... سردار کارو نے کہا اور روشن سنگھ نے اشارت میں سر ہلادیا۔

"باقی لوگ بھی آئیں ہم نے اب اس طرح اس جگہ کو چاروں طرف سے گھیرنا ہے کہ کوئی بچ کر نہ جاسکے۔"..... سردار کارو نے کہا اور پھر وہ سب تیزی سے ڈھلوان اترتے چلے گئے۔ ابھی وہ نیچے پہنچے ہی تھے کہ ہیلی کاپٹروں والی طرف تیز فائرنگ کی آوازیں سنائی دیں۔

"یہاں رک جاؤ۔ راجندر اور جامو آجائیں پھر پلاننگ کریں گے۔"..... سردار کارو نے کہا اور سب رک گئے۔ تھوڑی دیر بعد ہی وہ دونوں دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچ گئے۔

"باس دونوں ہیلی کاپٹروں کا تیل بہہ رہا ہے۔ ابھی تھوڑی دیر بعد ہی خالی ہو جائیں گے۔"..... ان میں سے ایک نے کہا۔

”یہ ہم نے کیا ہے علی عمران۔ ہم نے سردار کارو نے اور اب تم اور
 جہارے ساتھیوں میں سے ایک آدمی بھی یہاں سے بچ کر نہ جاسکے گا۔
 میں نے اور میرے قبیلے نے اس پورے علاقے کو گھیرے میں لے
 رکھا ہے اور“..... سردار کارو نے بڑے فاتحانہ انداز میں اور چٹختے
 ہوئے تلخے میں کہا۔

”اوہ تو یہ گیم کھیلی ہے شاگل تم نے کہ سردار کارو اور اس کے
 دسیوں کو جیلے ہی یہاں بھیج دیا ہے۔ ٹھیک ہے میں تمہیں اپنے بچاؤ
 کے لئے صرف دس منٹ دیتا ہوں۔ دس منٹ بعد جہاری یہ لیبارٹری
 دھماکے سے پھٹ جائے گی اور یہ دس منٹ بھی میں تم پر رحم کھاتے
 ہوئے دے رہا ہوں۔ جاؤ اگر اپنی جانیں بچا سکتے ہو تو پھر نکل جاؤ اور
 یڈال“..... عمران کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی
 رابطہ ختم ہو گیا۔

”اوہ اوہ یہ لیبارٹری تباہ کر رہے ہیں ہمیں انہیں روکنا ہوگا۔“
 سردار کارو نے چٹختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کر آگے کی
 طرف دوڑ پڑا۔ روشن سنگھ ٹرانسمیٹر اٹھائے اس کے پیچھے دوڑنے لگا۔

انہیں۔ اسی لمحے عمران کے دوزخیز ساتھی اندر سے دوڑتے ہوئے آئے
 اور انہوں نے عمران سے کچھ کہا تو عمران تیزی سے مڑا اور دوڑ کر ہیلی
 کاپٹرز کی طرف جانے لگا۔

”اس کے ساتھیوں نے چیک کر لیا ہے کہ ہیلی کاپٹر ناکارہ ہو چکے
 ہیں۔ ٹرانسمیٹر آن کرو اب یہ لازماً ڈاکٹر نرائن سے بات کرے گا۔“
 سردار کارو نے کہا اور روشن سنگھ نے ایک طرف رکھا ہوا ٹرانسمیٹر اٹھا
 کر سلسلے رکھا اور پھر اس کا بٹن آن کر دیا جیسے ہی اس نے بٹن آن کیا
 عمران کی تیز آواز سنائی دی۔

”ہیلو علی عمران کالنگ اور“..... عمران کال دے رہا تھا۔
 ”کیا میں بھی بات کر سکتا ہوں اس ٹرانسمیٹر سے“..... سردار کارو
 نے اچانک روشن سنگھ سے پوچھا۔

”ہاں بٹن آن کر کے بات ہو سکتی ہے لیکن اس طرح انہیں ہمارا
 پتہ چل جائے گا“..... روشن سنگھ نے کہا۔

”میں انہیں یہی تو بتانا چاہتا ہوں کہ یہ میرا شکار ہے شاگل کا
 نہیں“..... سردار کارو نے سر ملاتے ہوئے کہا۔ ادھر کال کا جواب ملنے
 لگ گیا تھا اور عمران اور ڈاکٹر نرائن کی بات ہو رہی تھی۔ ڈاکٹر نرائن
 عمران کو بتا رہا تھا کہ اس نے ہیلی کاپٹر کے پڑول مینٹک خالی نہیں
 کئے اور نہ وہ کر سکتا ہے۔

”پھر یہ سب کس نے کیا ہے اور“..... عمران کی تیز آواز سنائی دی
 تو سردار کارو نے ٹرانسمیٹر کا بٹن پریس کر دیا۔

فی الحال یہی سمت محفوظ ہے کیونکہ باقی ہر طرف سردار کارو کے
 بی موجود ہوں گے..... عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا اور صفدر
 نے اثبات میں سر ہلادیا۔ کافی آگے جا کر عمران نے رخ بدل دیا۔ کچھ
 دور جانے کے بعد وہ رکا اور اس نے اپنے ساتھیوں کو بھی ہاتھ دے کر
 رک دیا۔

”بس اسٹاکانی ہے۔ سب بکھر جاؤ اور مختلف آڑیں لے لو۔ میں
 لیبارٹری کو تباہ کر رہا ہوں اس کے بعد ہم سردار کارو اور اس کے
 بیسوں کا رد عمل دیکھ کر کارروائی کریں گے“..... عمران نے کہا تو
 اس کے ساتھی تیزی سے سائیڈوں پر بکھرتے چلے گئے لیکن جو یا اور
 صالحہ وہیں اس کے قریب ہی رک گئیں۔

”کس طرح تباہ کرو گے لیبارٹری اندر کوئی ہم تو لگایا نہیں ہے ہم
 نے.....“ صالحہ نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔
 ”عمران چاہے تو پھونک مار کر بھی لیبارٹری تباہ کر سکتا ہے۔ تم
 ہم کی بات کر رہی ہو۔ تم ابھی اس شیطان سے پوری طرح واقف
 نہیں ہو.....“ جو یا نے بڑے فاخرانہ لہجے میں کہا تو عمران بے اختیار
 ہنس پڑا۔ وہ اس دوران ٹرانسمیٹر پر ایک مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ
 کرنے میں مصروف تھا۔

”تم ہم کا کہہ رہی تھیں یہ لو ہم تیار ہو گیا ہے۔ بس اب میں بین
 پریس کروں گا اور لیبارٹری بجک سے اڑ جائے گی“..... عمران نے
 مسکراتے ہوئے صالحہ سے مخاطب ہو کر کہا۔

عمران نے ٹرانسمیٹر آف کیا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے
 ریوالت نکالا اور تیزی سے باہر کھڑے اپنے ساتھیوں کی طرف دوڑ پڑا۔
 ”ہمیں گھبرا جا رہا ہے۔ سردار کارو اپنے قبیلے کے ساتھ یہاں موجود
 ہے“..... عمران نے باہر آکر کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میر
 پکڑے ہوئے ریوالت کا رخ ایک طرف کھڑے ڈاکٹر جانسن کی طرف
 کیا اور دوسرے لمحے ایک دھماکے کے ساتھ ہی گولی ڈاکٹر جانسن کے
 سینے پر پڑی اور وہ جیتتا ہوا چل کر پشت کے بل نیچے گرا اور پتد لے
 تڑپنے کے بعد ساکت ہو گیا۔

”آؤ ادھر ہمیں پیچھے جانا ہو گا آؤ.....“ عمران نے کہا اور تیزی سے
 دوڑتا ہوا عقبی طرف ایک ڈھلوان کی طرف بڑھ گیا۔

”عمران صاحب اس طرف تو لیبارٹری ہے اور لیبارٹری تباہ ہو گئی
 تو ہم بھی ساتھ ہی ہلاک ہو جائیں گے“..... صفدر نے کہا۔

"وہ کیسے کیا مطلب"..... صالحہ نے حیران ہو کر کہا۔

"اے..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ایک بٹن پریس کر دیا۔ بٹن پریس ہوتے ہی ٹرانسمیٹر ایک بلب روشن ہوا اور پھر جھماکے سے بجھ گیا۔

"لو معاملہ ختم ہو گیا"..... عمران نے کہا اور ٹرانسمیٹر ایک طرف رکھ دیا۔

"کیا ہوا ہے"..... صالحہ نے حیران ہو کر کہا کیونکہ کہیں بھی کچھ نہ ہوا تھا۔ لیکن پھر اس سے پہلے کہ عمران کوئی جواب دیتا دور سے گلوگراہٹ کی تیز آواز سنائی دی اور پھر ایک انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس طرح زمین پھٹی اور آگ کے شعلے آسمان کی طرف بلند ہوئے جیسے کوئی سویا ہوا آتش فشاں اچانک جاگ کر پھٹ پڑا ہو۔

"اوہ - اوہ یہ تو واقعی لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے۔ مگر یہ کیسے ہوا ہے"..... صالحہ کی شکل دیکھنے والی تھی وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہی تھی جیسے عمران کوئی مافوق الفطرت مخلوق ہو۔

"اگر تم مجھے اسی طرح دیکھنے کا وعدہ کرو تو میں کافرستان کی ساری لیبارٹریاں اڑانے کے لئے تیار ہوں"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ بے اختیار ہنس پڑی۔

"بس - بس اس بچاری کو کچھ دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایک میں ہی کافی ہوں جس نے تمہاری انہی باتوں میں آکر اپنی زندگی

غراب کر لی ہے"..... جولیا نے تیز لہجے میں کہا اور عمران بے اختیار ہنس پڑا۔

"جولیا میں نے محسوس کیا ہے کہ عمران صاحب تمہیں چکر نہیں دیتے بلکہ یہ جو کچھ کہتے ہیں ان کی دل کی آواز ہوتی ہے۔ البتہ یہ ان مردوں میں شامل ہیں جو بزدلی کی وجہ سے عملی اقدام کا خطرہ مول نہیں لیتے اور صرف زبانی باتیں کر کے ہی اپنا کھٹار سس کرتے رہتے ہیں"..... صالحہ نے جولیا سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ماشاء اللہ - ماشاء اللہ کیا ذہانت ہے۔ دیکھا جولیا تم جو کچھ اتنے عرصے میں نہیں سمجھ سکیں وہ صالحہ نے اس قدر قلیل مدت میں سمجھ لیا ہے"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔ تو جولیا بے اختیار ہنس پڑی۔

"یہ بچاری ابھی پوری طرح تم سے واقف نہیں ہوئی۔ اسی لئے تمہیں عام لوگوں کی طرح سمجھ رہی ہے۔ بہر حال جلدی سمجھ جائے گی"..... جولیا نے ہنستے ہوئے کہا اور پھر اس سے پہلے کہ ان کے درمیان مزید کوئی بات ہوتی۔ اچانک ان کے عقب میں دائیں ہاتھ سے تیز فائرنگ کی آواز سنائی دی اور عمران جولیا اور صالحہ تینوں تیزی سے پلٹے۔ فائرنگ میں یکھٹ شدت سی آگئی تھی۔ ایسے لگ رہا تھا جیسے دو پارٹیاں آپس میں لڑ رہی ہوں۔

"ادھر آؤ میرے ساتھ"..... عمران نے کہا اور پھر پہاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا تیزی سے واپس اس طرف کو جانے لگا جہاں سے وہ آیا تھا۔ اس

جو لیا تم جہاں سے وائیں ہاتھ تقریباً سو گز دور جا کر درخت پر چڑھ جاؤ اور صالحہ تم بائیں طرف جا کر ایسا ہی کرو۔ کوشش کرنا کہ درخت ایسے ہوں جو ایک دوسرے سے جڑے ہوئے ہوں اور جہاں سے شعلہ نکلے وہاں فائر کر کے بجلی کی سی تیزی سے وہاں سے ہٹ

”گھیرا وسیع کر کے انہیں تلاش کرو لیکن ان مردوں کی طرح انہیں بھی میگزین ختم ہو جانے کے بعد بے ہوش کرنا ہے مارنا نہیں۔ اب سب کی ہڈیاں میں اپنے ہاتھوں سے توڑنا چاہتا ہوں اور اینڈ آف..... سردار کارونے غراتے ہوئے لہجے میں کہا اور پھر ابھی اس نے نراسمیر لکھا یہ تھا کہ اچانک دائیں طرف سے فائر ہوا اور سردار کارو

نمران بے اختیار اٹھ کر کھڑا ہو گیا کیونکہ اس نے دیکھ لیا تھا کہ سردار اردہ پر حملہ کرنے والی جو یا تھی شاید اس کے ہاتھ سے ریو الور نکل گیا تھا اور ظاہر ہے جھاڑیوں میں گرنے والا ریو الور اسے کسی صورت بھی نہ مل سکتا تھا اس لئے اس نے خود سردار کارو پر حملہ کر دیا تھا۔ پھر جیسے ہی دونوں کا لڑھکتا بند ہوا۔ اچانک جو یا کی چیخ سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی جو یا کسی گیند کی طرح فضا میں اٹھتی ہوئی کافی دور جھاڑیوں پر جا گری اور سردار کارو یلخت اچھل کر کھڑا ہو گیا لیکن اس سے پہلے کہ نمران سامنے آتا اچانک ایک طرف سے صالحہ نے اس پر چھلانگ لگا دی۔ گو صالحہ کا حمد اچانک تھا لیکن سردار کارو واقعی اچھا لڑاکا تھا۔ اس کا جسم بے اختیار سانسز میں ہوا اور اس کے ساتھ ہی صالحہ کے حلق سے بھی چیخ نکلی اور وہ بھی کسی گیند کی طرح فضا میں اٹھتی ہوئی عین اسی جگہ جا گری جہاں پہلے جو یا گری تھی اور پھر وہ دونوں ایک بار پھر اٹھ کر کھڑی ہو گئیں۔ اس کے ساتھ ہی وہ دونوں ذرا سا ایک دوسرے سے ہٹ کر سردار کارو کی طرف اس طرح بڑھنے لگیں جیسے بلیاں اپنے شکار کی طرف بڑھتی ہیں۔ گو دیو قامت سردار کارو اپنی جسامت کے لحاظ سے ہی ناقابلِ تسخیر نظر آ رہا تھا اور جس طرح اس نے ان دونوں کو اچھالا تھا۔ اس کے بعد تو ان دونوں کو اس سے خوفزدہ ہو جانا چاہئے تھا لیکن وہ دونوں اس طرح اطمینان سے اس کی طرف بڑھ رہی تھیں جیسے سردار کاروان کے سامنے ایک بچے سے زیادہ حقیقت نہ رکھتا ہو۔

”رک جاؤ خواہ مخواہ میرے ہاتھوں اپنی نازک گردنیں نہ جڑواؤ۔“

کے ساتھ بیٹھا ہوا آدمی جو اس کے دائیں طرف ہی بیٹھا ہوا تھا بری طرح جھنجھٹا ہوا اچھلا اور نیچے ڈھلوان کی طرف لڑھکتا چلا گیا۔ سردار کارو بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر سانسز پر ہوا اور اس کے ساتھ ہی اس نے مشین گن کا فائر کیا اور دوسرے لمحے تھوڑی دور سے ایک جسم جھنجھٹا ہوا درخت سے نیچے گرا۔ اسی لمحے دائیں طرف سے فائر ہوا اور سردار کارو کے ہاتھ سے مشین گن نکل گئی لیکن وہ واقعی بجلی کا بنا ہوا تھا کہ اس نے ہلک جھپکنے میں نہ صرف اپنے آپ کو فائرنگ کی زد سے بچا لیا تھا بلکہ دوسرے لمحے ریو الور کا دھماکہ ہوا اور اس کے ساتھ ہی بائیں طرف سے بھی ایک انسانی جسم جھنجھٹا ہوا نیچے گرا اور عمران کے ہونٹ بے اختیار بھیج گئے کیونکہ وہ نیچے گرنے والوں کو پہچان گیا تھا۔ یہ جو یا اور صالحہ تھیں۔

”خبردار دونوں ہاتھ اٹھا دو تم میرے ریو الور کی زد میں ہو۔“

اچانک جو یا کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی۔ اس کی آواز سننے ہی سردار کارو نے یلخت چھلانگ لگائی اور اس کے ساتھ ہی اس کے ریو الور سے دھماکہ ہوا مگر دوسرے لمحے ایک اور دھماکہ ہوا اور اس کے ہاتھ سے ریو الور نکل کر دور جا گرا اور سردار کارو نے تھک کر بجلی کی سی تیزی سے اس طرف کو بھاگنا شروع کیا جدھر عمران جھاڑی کی اوٹ میں موجود تھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ عمران کی فائرنگ رینج میں آتا۔ اچانک ایک سائے نے اس پر چھلانگ لگا دی اور وہ دونوں ایک دوسرے کے ساتھ رول ہوتے ہوئے کافی دور تک لڑھکتے چلے گئے اور

”ہاں سے نہ جاسکے“..... سردار کارو نے غراتے ہوئے کہا۔

”لیبارٹری تمہاری وجہ سے تباہ ہوئی ہے۔ اگر تم پہلی کاپڑوں کا پٹرول فنانس نہ کر دیتے تو میرا لیبارٹری تباہ کرنے کا کوئی ارادہ نہ تھا“..... عمران نے جواب دیا۔

”بہر حال جو بھی تھا اب تم بچ کر نہیں جاسکتے.....“ سردار کارو نے انتہائی جارحانہ انداز میں کہا۔

”ایک منٹ مقابلے کا لطف اسی وقت آتا ہے جب مقابلے کو دیکھنے والے بھی ہوں۔ یوں اکیلے بھوتوں کی طرح لانے کا کیا فائدہ تمہاری مہارت، تمہاری طاقت اور تمہارے اس خوبصورت انداز کی کوئی تعریف کرنے والا بھی تو ہو“..... عمران نے کہا۔

”کیا کہنا چاہتے ہو تم“..... سردار کارو نے اسی طرح غراتے ہوئے کہا۔

”مجھے معلوم ہے کہ تمہارے آدمیوں نے میرے تین ساتھیوں کو بے ہوش کر دیا ہے۔ میں اس وقت تمہارے عقب میں موجود تھا اور میرے پاس اس وقت بھی ریوالور تھا۔ اگر میں چاہتا تو ایک چھٹانک سیسہ اطمینان سے تمہاری پشت میں اتار دیتا اور یہ سیسہ ٹھیک تمہارے دل میں جا کر ٹھہرتا اور تمہیں دو کے بعد تیسرے سانس کا بھی موقع نہ ملتا۔ لیکن میں نے ایسا نہیں کیا اس لئے کہ تم واقعی ایک اچھے لڑاکے ہو اور ساتھ ہی بہادر آدمی بھی ہو۔ تم نے میرے ساتھیوں کو ہلاک کرانے کی بجائے صرف بے ہوش کر لیا ہے اور اب ان دونوں

میں نے پہلے بھی تمہیں زندہ رکھا ہے ورنہ جس طرح میں نے تمہیں اچھلا تھا اگر میں اپنے بازو کو ذرا سا بھی بل دے دیتا تو تمہاری گردنیں ٹوٹ چکی ہوتیں۔ میرا مقابلہ عمران سے ہے تاؤ وہ کہاں ہے۔“ سردار کارو نے ہاتھ اٹھا کر انہیں روکے ہوئے کہا۔

”عمران کا تم جیسے اتناڑی سے لڑنا اس کی توہین ہے..... جو لیا نے غراتے ہوئے سچے میں کہا تو سردار کارو اس طرح ہنس پڑا جیسے کوئی بڑا کسی بچے کی معصومانہ بات پر ہنس پڑتا ہے۔

”رک جاؤ جو لیا اور ساتھ سردار کارو درست کہہ رہا ہے۔ یہ تمہارے بس کا نہیں ہے.....“ اچانک عمران نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے اونچی آواز میں کہا تو سردار کارو بے اختیار چونک کر عمران کی طرف مڑا ہی تھا کہ ٹھٹھک جو لیا نے اس پر چھلانگ لگا دی لیکن سردار کارو کا ہاتھ حرکت میں آیا اور جو لیا ایک بار پھر چٹختی ہوئی ہوا میں اچھلی اور اس کے سر کے اوپر سے گزرتی ہوئی دور جا گری۔ ابھی سردار کارو اسے اچھال کر سیدھا ہوا ہی تھا کہ ساتھ نے اس پر بڑے سچے تلے انداز میں چھلانگ لگا دی لیکن اس کا بھی دی حشر ہوا وہ بھی چٹختی ہوئی اور اڑتی ہوئی دور جا گری۔

”الحق لڑکیاں ہیں یہ.....“ سردار کارو نے غراتے ہوئے کہا۔

”گڈ شو سردار کارو تم واقعی اچھے لڑاکے ہو۔ تمہارا یہ انداز مجھے پسند آیا ہے.....“ عمران نے اس کی طرف بڑھتے ہوئے کہا۔

”تم نے لیبارٹری تباہ کر دی ہے اب تم کسی صورت بھی بچ کر

یا۔ شاید یہ بات اس کی سمجھ میں آگئی تھی کہ شاگل کے یہاں پہنچنے کے مدد وہ واقعی گرفتار کر لیا جائے گا اور پھر اسے کورٹ مارشل میں سزائے موت ہی ملے گی۔ البتہ اگر اس نے عمران اور اس کے ساتھیوں کا ماتمہ کر دیا تو پھر شاید اس کی جان بخش دی جائے۔

"او کے تم جا کر اپنے ساتھیوں کو بلاؤ انہیں کہو کہ میرے ساتھیوں کو ساتھ لے آئیں میں ان لڑکیوں کو ہوش میں لاتا ہوں۔" عمران نے کہا تو سردار کارو سر ملاتا ہوا مڑا اور تیزی سے اس طرف کو بڑھ گیا جہاں اس کا ٹرانسمیٹر بڑا ہوا تھا۔

لڑکیوں کو بھی تم نے دوسری بار حملے کے باوجود صرف بے ہوش کرنے پر ہی اکتفا کیا ہے اس لئے میں تم جیسے بہادر اور اعلیٰ ظرف کے ساتھ ایک معاہدہ کرنا چاہتا ہوں۔..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کیسا معاہدہ..... سردار کارو نے کہا۔

"تم نے ٹرانسمیٹر کال کے درمیان بول کر شاگل کو اپنی پوزیشن بتا دی ہے اور شاگل اب اپنے ساتھیوں کو لے کر یہاں پہنچنے ہی والا ہوگا اور اس کے بعد تم جانتے ہو کہ کیا ہوگا۔ تم اور جہارے ساتھی سرکاری طور پر موت کے گھاٹ اتار دیئے جاؤ گے کیونکہ یہ بات شاگل بھی جانتا ہے اور ڈاکٹر نرائن بھی کہ لیبارٹری جہاری وجہ سے تباہ ہوئی ہے۔ اس لئے میں تمہیں ایک موقع دینا چاہتا ہوں۔ تم میرے اور اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کر لو۔ اس کے بعد ہم یہاں سے کسی ایسی جگہ چلے جاتے ہیں جہاں شاگل فوری طور پر نہ پہنچ سکے۔ اس کے بعد تم مقابلہ کر لینا اگر تم نے مجھے شکست دے دی تو میری موت یقینی ہے اور اس کے بعد تم میرے ساتھیوں کے ساتھ جو چاہے سلوک کر لینا۔ لیکن میرا وعدہ کہ اگر میں نے تمہیں شکست دے دی تو میں تمہیں اور جہارے ساتھیوں کو زندہ چھوڑ کر چلا جاؤں گا۔ اس کے بعد تمہارے ساتھ جہارے ملک والے کیا سلوک کرتے ہیں کیا نہیں کرتے یہ میری ذمہ داری نہ ہوگی۔..... عمران نے کہا۔

"ٹھیک ہے مجھے یہ معاہدہ منظور ہے۔..... سردار کارو نے جواب

اور درختوں کے ٹوٹے ہوئے تنوں کی بارش بھی جاری تھی۔

"یہ۔ یہ لیبارٹری اس نے کیسے تباہ کر دی۔ یہ یہ کس طرح ہو گیا واپس کا راستہ تو بند تھا اور نیچے تو کوئی بم بھی نہ تھا"..... ڈاکٹر نرائن نے اچانک بھٹنے بھٹنے سے لہجے میں کہا۔

"یہ دھماکے تو بتا رہے ہیں کہ وہاں اسلحہ موجود تھا اور تم کہہ رہے ہو کہ نیچے اسلحہ نہیں تھا"..... شاگل نے بھٹنے ہوئے ہونٹوں کے ساتھ جواب دیتے ہوئے کہا۔

"یہ اسلحے کے دھماکے نہیں ہیں۔ یہ دھماکے سرہلم کے ہیں۔ اس کا کافی برا شاک یونٹ خبر دو میں موجود تھا۔ یہ ایک خاص قسم کا پوڈ ہے جو یونٹ میں لگی ہوئی ایک انتہائی اہم مشین میں استعمال ہوتا ہے۔ اس کے بغیر وہ مشین نہیں چل سکتی لیکن وہ اس طرح فائر نہیں ہو سکتی۔ اس کے فائر ہونے کے لئے ایک خاص حدت چاہئے جو گولی وغیرہ سے پیدا نہیں ہوتی اور نہ ہی آگ سے"..... ڈاکٹر نرائن نے اسے سمجھاتے ہوئے کہا۔

"جو کچھ بھی ہوا ہے غلط ہوا ہے اور یہ اس احمق سردار کارو کی وجہ سے ہوا ہے۔ اب ہم نے فوری طور پر وہاں پہنچنا ہے ورنہ عمران لازماً نکل جائے گا"..... شاگل نے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا کیونکہ اب دھماکوں کی شدت ختم ہو گئی تھی اور پتھروں اور دوسری چیزوں کی ہونے والی بارش بھی ختم ہو گئی تھی۔

"ہمیں قبیلے میں جانا پڑے گا وہاں خصوصی ساخت کا ہیلی کاپٹر

شاگل اور ڈاکٹر نرائن دونوں پہلی کی سی تیزی سے جنگل میں دوڑے چلے جا رہے تھے کہ اچانک ان کے عقب میں گڑگڑاہٹ کے ساتھ ہی انتہائی خوفناک دھماکہ ہوا۔ یہ دھماکہ اس قدر شدید تھا کہ وہ دونوں بھی جھٹکتے ہوئے اچھل کر نیچے گرے اور اس کے ساتھ ہی وہ دونوں اس طرح ڈھلوان پر لڑھکتے چلے گئے جیسے گیندیں لڑھکتی ہیں۔ کافی نیچے جانے کے بعد وہ دونوں درختوں کے تنوں سے جا کر نکلے اور رک گئے۔ اس کے ساتھ ہی ان دونوں کی آنکھیں خوف کی شدت سے پھٹنے لگیں کیونکہ جہاں سے وہ نیچے لڑھکے تھے۔ وہاں سے کچھ فاصلے پر پتھر، درختوں کے تنے اور شاخیں اس طرح گر رہی تھیں کہ اگر وہ لڑھک کر یہاں تک نہ آجاتے تو ان کے جسموں کی ہونیاں اڑ چکی ہوتیں۔ گو پتھر اب بھی لڑھک کر نیچے آ رہے تھے لیکن وہ اس قدر خطرناک نہ تھے۔ دھماکے ابھی تک مسلسل ہو رہے تھے اور پتھروں

انہیں کنٹرولڈ ہیلی کاپٹروں کے ذریعے تباہ کرنے کی ساری روئیداد سنانے کے بعد بتایا کہ کس طرح سردار کارو نے وہاں ہیلی کاپٹروں کے آئل ٹینکوں پر فائرنگ کر کے پٹرول بہا دیا اس طرح عمران نے لیبارٹری تباہ کر دی۔

"لیکن سردار کارو وہاں کیسے پہنچ گیا اور لیبارٹری کیسے تباہ ہوئی اور..... پرائم منسٹر نے اسی طرح جھنجھٹے ہوئے کہا۔

"میں اور ڈاکٹر نرائن تو ابھی یہاں پہنچے ہیں جناب اب ہمارا پروگرام یہ ہے کہ یہاں سے ہیلی کاپٹر لے کر وہاں جائیں اور عمران اور اس کے ساتھیوں کو ہلاک کریں سردار کارو بھی وہاں موجود ہو گا لیکن عمران اس سردار کارو کے بس کاروگ نہیں ہے اور..... شاگل نے کہا۔

"فوراً جاؤ اور اس سردار کارو کو بھی گولی سے اڑا دو۔ اس احمق کی وجہ سے کافرستان کو اس کی تاریخ کا سب سے بڑا نقصان اٹھانا پڑا ہے اور اس عمران اور اس کے ساتھیوں کو بھی ہر قیمت پر ہلاک ہونا چاہئے اور..... پرائم منسٹر نے انتہائی غضبناک لہجے میں کہا۔

"یہ سراسیمہ ہو گا سردار اور..... شاگل نے کہا تو دوسری طرف سے اور اینڈ آئل کہہ کر رابطہ ختم کر دیا گیا تو شاگل نے بھی ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"سیٹی ٹیلی ویژن کے ذریعے فرار ہوا ہے..... شاگل نے ٹرانسمیٹر لے آنے والے سے مخاطب ہو کر سخت لہجے میں کہا۔

موجود ہے دو پروں والا۔ اس کے اندر انتہائی جدید سسٹم موجود ہیں..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

"اوہ ہاں لیکن مجھے تو نہ ہی اس قبیلے کے رستے کا علم ہے اور نہ ہی اس جگہ کا جہاں وہ کنٹرولڈ ہیلی کاپٹر موجود تھے..... شاگل نے پشیمانے ہوئے لہجے میں کہا۔

"چلو میں تمہیں لے چلتا ہوں..... ڈاکٹر نرائن نے کہا تو شاگل نے اثبات میں سر ملادیا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں قبیلے میں پہنچ گئے۔ وہ لوگ بھی ایک جگہ اکٹھے تھے اور ان کے بھرے زرد پڑے ہوئے تھے شاید لیبارٹری کی تباہی کا اثر تھا۔

"سر سر۔ پرائم منسٹر صاحب کی کال ہے سر..... ان کے وہاں پہنچنے ہی شاگل کے ایک آدمی نے ہاتھ میں پکڑے ہوئے ٹرانسمیٹر سمیت دوڑ کر شاگل کی طرف آتے ہوئے کہا اور شاگل نے اثبات میں سر ملادیا۔

"ہیلو سر میں شاگل بول رہا ہوں سر اور..... شاگل نے ٹرانسمیٹر کا ایک بٹن دباتے ہوئے کہا۔

"یہ کیا ہوا ہے مسٹر شاگل مجھے بتایا گیا ہے کہ لیبارٹری تباہ ہو گئی ہے اور تم اور ڈاکٹر نرائن اور وہاں موجود سارے سائنس دان ہلاک ہو گئے ہیں۔ آخر یہ کیسے ہوا۔ کس نے تباہ کی ہے یہ لیبارٹری اور..... وزیراعظم کی ہدایتی انداز میں چیختی ہوئی آواز سنائی دی تو شاگل نے انہیں عمران اور اس کے ساتھیوں کے یونٹ نمبر دو میں جانے اور پھر

ہے اور دوبروں والا ایک ایسا ہیلی کاپڑ بھی ہے جس کا پائلٹ مجھے بتا رہا تھا کہ اس میں انتہائی جدید ترین سسٹم موجود ہے لیکن اس کے اندر پائلٹ کے علاوہ صرف تین آدمی بیٹھ سکتے ہیں..... سیٹھی نے کہا۔

”ٹھیک ہے تم اپنے ساتھیوں کو تیار کرو جدید اسلحہ لے لو اور تم سب گن شپ ہیلی کاپڑ میں سوار ہو جاؤ جب کہ میں اور ڈاکٹر نرائن ہم اس دوبروں والے ہیلی کاپڑ میں بیٹھیں گے جلدی کرو“..... شاگل نے کہا اور پھر تھوڑی دیر بعد وہ ایک عجیب سی ساخت کے ہیلی کاپڑ میں سوار تیزی سے اس طرف کو بڑھے چلے جا رہے تھے جدھر تباہ شدہ لیبارٹری کے یونٹ نمبر دو کا سپیشل وے تھا۔ اس کے ساتھ اس ہیلی کاپڑ میں ڈاکٹر نرائن بھی موجود تھا جب کہ اس کے چھ ساتھی دوسرے گن شپ ہیلی کاپڑ میں موجود تھے۔ ہیلی کاپڑ کا پائلٹ رانخور شاگل کو ہیلی کاپڑ میں موجود سسٹمز کے بارے میں تفصیلات بتا رہا تھا۔

”ہم نے انہیں اس طرح چیک کرنا ہے کہ انہیں معلوم نہ ہو سکے ورنہ وہ شیطان ہیلی کاپڑ کو بھی تباہ کر سکتا ہے“..... شاگل نے کہا۔

”جناب ہم اتنی بلندی پر چلے جائیں گے کہ نیچے سے تو ہم فائرنگ ریز سے باہر ہوں گے لیکن وہ لوگ ہماری فائرنگ رینج میں ہوں گے..... پائلٹ رانخور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن نیچے تو جنگل ہو گا۔ یہ جنگل کیا شیشے کا بنا ہوا ہے احمق آدمی“..... شاگل نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”جناب میں نے بتایا ہے کہ اس میں سکرین سسٹم ہے۔ ہم جنگل

”سردار کارو وہ تو جہاں آیا ہی نہیں باس..... سیٹھی نے جواب دیا تو شاگل اور ڈاکٹر نرائن بے اختیار اچھل پڑے۔

”جہاں نہیں آیا کیا مطلب۔ میں نے اسے خود سیکورٹی آفیسر روشن سنگھ کے ذریعے بھجوایا تھا“..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”جہاں تو کوئی نہیں آیا جناب“..... سیٹھی نے جواب دیا۔

”اس کا مطلب ہے روشن سنگھ نے غداری کی ہے۔ وہ اسے جہاں لانے کی بجائے وہاں لے گیا ہے وہ وہاں کا ہی سیکورٹی آفیسر تھا۔ ڈاکٹر نرائن نے ہونٹ جھاتے ہوئے کہا۔

”کہاں کا“..... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

”اس علاقے کا جہاں یونٹ نمبر دو کا سپیشل وے ہے جہاں وہ ہیلی کاپڑ موجود تھے جن کا پڑول بہا دیا گیا ہے“..... ڈاکٹر نرائن نے جواب دیا۔

”اوہ تو یہ بات ہے۔ ہمیں اب فوراً وہاں پہنچنا چاہیے۔ اب ہیلی کاپڑوں کے ناکارہ ہونے کا بہر حال ایک فائدہ ہو گیا ہے کہ اب عمران آسانی سے وہاں سے فرار نہ ہو سکے گا“..... شاگل نے کہا۔

”سر جہاں ایک گن شپ ہیلی کاپڑ بھی ہے اور کافی بڑا ہے“۔ سیٹھی نے کہا تو شاگل اچھل پڑا۔

”گن شپ ہیلی کاپڑ اور جہاں، کہاں ہے“..... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”جہاں موجود ہے اور جناب جہاں تو انتہائی جدید ترین اسلحہ بھی

مطلب نیچے لے جاؤ، ہیلی کا پڑنا کہ کوئی تپہ تو چلے..... شاگل نے کہا اور رانھور آہستہ آہستہ ہیلی کا پڑ کو نیچے لے جانے لگا۔
 "خیال رکھنا فائرنگ ریج میں نہ آجائے..... شاگل نے کہا۔
 "میں جانتا ہوں سر..... رانھور نے کہا۔

"خاک جانتے ہو۔ اس قدر بلندی پر لے گئے تھے کہ کچھ نظر نہیں آ رہا تھا۔ اگر جانتے ہوتے تو پہلے کیوں سر کھپانا پڑتا احمق آدمی۔" شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا اور رانھور نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔
 "لیکن شاگل صاحب گن شپ ہیلی کا پڑ کی آواز تو دور تک سنائی دے گی۔" اچانک ڈاکٹر نرائن نے کہا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔
 "اوہ ہاں روکو روکو ہیلی کا پڑ کو۔ تاکہ میں ٹرانسمیٹر کال کر کے سیٹھی کو روکوں..... شاگل نے یقینت چیتنے ہوئے کہا اور رانھور نے ایک جھٹکے سے ہیلی کا پڑ روک دیا۔

"اوہ اوہ۔ اسی طرح اڑاتے ہوئے ہیلی کا پڑ۔ کس احمق نے جہیں پائلٹ بنا دیا ہے۔ تم تو کو جوان سے بھی بدتر ہو۔" نانسنس۔" شاگل نے چیخ کر کہا۔ اچانک جھٹکے کی وجہ سے وہ گرتے گرتے بجا تھا۔

"یس سر..... رانھور نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں جواب دیا۔
 "کیا یس سر یس سر نگار کبھی ہے۔ گن شپ ہیلی کا پڑ سے کال ملاؤ..... شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا اور رانھور نے جلدی سے ٹرانسمیٹر کے بٹن آن کرنے شروع کر دیئے۔

"ہیلو ہیلو رانھور کالنگ فرام ایس ایس اوور..... رانھور نے

کے باوجود انہیں اس طرح دیکھ سکیں گے جیسے ان کے ساتھ بیٹھے ہوئے ہوں..... رانھور نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"اوہ پھر ٹھیک ہے چلو..... شاگل نے اس بار مطمئن لہجے میں کہا اور رانھور نے سر ہلا دیا۔ تمہاری در بعد وہ اس مقام پر پہنچ گئے اور رانھور نے ہیلی کا پڑ کو کافی بلندی پر لے جا کر معلق کیا اور پھر اس نے انہیں سکریں پر سرچ کر ناسروغ کر دیا۔ سکریں پر تباہ شدہ ہیلی کا پڑ۔ بیرک اور شیڈ سب نظر آ رہے تھے لیکن وہاں ایک آدمی بھی نظر نہ آ رہا تھا۔
 "اس کی ریج وسیع کر دوہ اب یہاں ہمارے انتظار میں تو نہ بیٹھے ہوں گے..... شاگل نے کہا تو رانھور ہیلی کا پڑ کو اور اوپر لے گیا۔
 لیکن دور دور تک کوئی آدمی نظر نہ آ رہا تھا۔ رانھور ہیلی کا پڑ کو چاروں طرف گھماتا پھرتا رہا۔

"رک جاؤ رک جاؤ وہ نظر آئے ہیں رک جاؤ..... اچانک شاگل نے چیتنے ہوئے کہا جس کی نظریں سکریں پر جیسے چپکی ہوئی تھیں اور رانھور نے ہیلی کا پڑ روک لیا۔

"اوہ احمق آدمی واپس لے جاؤ اسے اور آہستہ آہستہ..... شاگل نے دانت پیستے ہوئے کہا اور رانھور نے ہیلی کا پڑ کو گھمایا اور پیچھے لے جانے لگا۔

"بس۔ بس..... شاگل نے یقینت چیخ کر کہا اور رانھور نے ہیلی کا پڑ روک لیا۔ اس بار واقعی سکریں پر سائے سے نظر آ رہے تھے۔
 "یہ تو بہت سے لوگ ہیں۔ یہ تو کوئی تماشا ہو رہا ہے۔ کیا

"میں سر سمجھ گیا ہوں سراور..... رائٹور نے کہا۔

"اب سمجھاؤ اسے تفصیلات"..... شاگل نے رائٹور سے مخاطب ہو کر کہا اور رائٹور نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر سیٹھی کو اس جگہ کے بارے میں تفصیلات بتانی شروع کر دیں۔

"میں سمجھ گیا ہوں اور..... سیٹھی نے کہا۔

"اجبی طرح سمجھ گئے ہوناں اور..... شاگل نے کہا۔

"میں باس اور..... سیٹھی نے کہا۔

"تو پھر جاؤ اور اینڈ آئل"..... شاگل نے کہا اور خود ہی اس نے

ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"اب سکرین روشن کرو تاکہ میں معلوم کر سکوں کہ کیا پوزیشن

ہے..... شاگل نے رائٹور سے کہا اور رائٹور نے اس سسٹم کے بٹن

آن کرنے شروع کر دیئے کیونکہ یہ سسٹم ٹرانسمیٹر کے ساتھ ایچ تھا اس

لئے ٹرانسمیٹر آن کرنے کے لئے اسے بند کرنا پڑا تھا۔ چند لمحوں بعد

سکرین روشن ہو گئی۔ اب اس پر سائے قدرے واضح نظر آ رہے تھے

لیکن پوری طرح واضح نہ تھے۔

"اور نیچے لے جاؤ..... شاگل نے کہا اور رائٹور نے ہیلی کا پٹر اور

نیچے لے جانا شروع کر دیا۔

"بس بس روک دو! حق آدمی اب کیا نیچے زمین پر جا کھڑا کرو

گے..... شاگل نے چیتے ہوئے کہا اور رائٹور نے ہیلی کا پٹر روک لیا۔

"اوہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ یہ تو باقاعدہ مقابلہ ہو رہا ہے۔ یہ عمران اور

ٹرانسمیٹر آن کرتے ہوئے کہا۔

"میں سیٹھی انڈنگ یو اور..... چند لمحوں بعد سیٹھی کی آواز

سنائی دی۔

"ہیلی سیٹھی میں شاگل بول رہا ہوں اور..... شاگل نے چیتے

ہوئے کہا۔

"میں سراور..... سیٹھی کی انتہائی مؤدبانہ آواز سنائی دی۔

"یہ پائلٹ رائٹور تمہیں اس جگہ کی تفصیلات بتائے گا جہاں

عمران اور اس کے ساتھی موجود ہیں۔ تم نے وہاں سے کافی دور جا کر

اپنا ہیلی کا پٹر کسی مناسب جگہ پر نیچے اتارنا ہے اور پھر ساتھیوں کو

ساتھ لے کر ان کے گرد گھیرا ڈال لینا ہے لیکن جب تک میں کاشن نہ

دوں تم نے کوئی حرکت نہیں کرنی۔ سمجھ گئے ہو اور..... شاگل

نے چیتے ہوئے لہجے میں کہا۔

"میں سراور..... سیٹھی کا لہجہ اور بھی مؤدبانہ ہو گیا۔ وہ شاگل کا

مزاج شاس تھا اس لئے اسے اسی انداز میں ڈیل کر رہا تھا۔

"زیر وفا یو ٹرانسمیٹر ساتھ رکھنا میں اس پر کاشن دوں گا لیکن خیال

رکھنا ان کی نظروں میں نہ آ جانا اور..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

"نہیں سر میں خیال رکھوں گا اور..... سیٹھی نے جواب دیا۔

"میں جس ہیلی کا پٹر میں ہوں اس میں ایسا سسٹم موجود ہے کہ ہم

فصا سے ہی انہیں ہلاک کر سکتے ہیں اس لئے تم نے از خود کوئی حرکت

نہیں کرنی سمجھ گئے ہو یا نہیں اور..... شاگل نے کہا۔

سردار کارو کے درمیان۔ کیا مطلب..... شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”وہ سردار کارو ہر قیمت پر اس عمران سے مقابلہ کرنا چاہتا تھا۔“
ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

”اوه اوہ یہ احمق آدمی مارا جائے گا اس کے ہاتھوں۔ وہ تو شیطان ہے عفریت ہے۔ وہ آدمی تو نہیں ہے مقابلہ تو آدمیوں سے ہوتا ہے شیطانوں سے تو نہیں ہوتا..... شاگل نے انتہائی جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”سرا نہیں ابھی ختم نہ کر دیں اس وقت یہ سب اکٹھے ہیں۔“
راٹھور نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”کر سکتے ہو ختم۔ کس طرح کرو گے..... شاگل نے چونک کر پوچھا۔

”ریڈ ریز کے ذریعے انہیں جلا کر راکھ کر دوں گا.....“
راٹھور نے کہا۔

”لیکن نیچے تو جنگل ہے۔ ان ریز کی وجہ سے تو جنگل میں آگ لگے گی یہ تو فرار ہو جائیں گے..... شاگل کے بولنے سے پہلے ڈاکٹر نرائن بول پڑا۔

”اوه یس سردار قتی سر.....“
راٹھور نے سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”یو نائنسنس۔ احمق آدمی اور کیا سسٹم ہے اس اڈن کھٹولے میں ابھی تو تم تعریفوں کے پل باندھ رہے تھے.....“
شاگل نے انتہائی

جھٹلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”جناب بے ہوش کر دینے والی گیس فائر کی جاسکتی ہے پھر نیچے اتر کر انہیں ہلاک کیا جاسکتا ہے.....“
راٹھور نے کہا۔

”اتنی بلندی سے یہ گیس اثر کرے گی.....“
شاگل نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔

”یس سر.....“
راٹھور نے کہا۔

”تو پھر فائر کرو میری شکل کیا دیکھ رہے ہو جلدی کرو.....“
شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

”ہیلی کاپٹر ان کے عین اوپر لے جاتا ہوں.....“
راٹھور نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

”تو لے جاؤ جب یہ فائرنگ رینج میں ہی نہیں ہے تو پھر لے جانے میں کیا حرج ہے.....“
شاگل نے کہا اور راٹھور نے جلدی سے ہیلی کاپٹر کو آگے بڑھا دیا۔ تھوڑا سا آگے جانے کے بعد اس نے اسے معلق کیا اور پھر تیزی سے اس نے گیس فائرنگ سسٹم آن کرنا شروع کر دیا۔

”جلدی کرو نائنسنس وہ لوگ بھاگ نہ جائیں.....“
شاگل نے کہا۔

”یس سر.....“
راٹھور نے کہا اور تیزی سے چند بٹن دبائے اور اس کے ساتھ ہی سکرین پر یکھت دھند سی چھا گئی۔ یوں لگ رہا تھا جیسے کوئی دھواں سا سکرین کے سامنے پھیل گیا ہو۔ تھوڑی دیر بعد دھواں چھٹا اور سکرین صاف ہوئی تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا کیونکہ سب لوگ بے حس و حرکت پڑے ہوئے تھے۔

”دیری لگد یہ ہوئی ناں بات اب جلدی سے ہیلی کا پڑا تار و تاکہ میں انہیں اپنے ہاتھوں سے ہلاک کر سکوں جلدی کرو“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور راٹھور نے جلدی سے ہیلی کا پڑ کو نیچے اتارنا شروع کر دیا شاگل کا چہرہ مسرت کی شدت سے قند حاری انار کی طرح سرخ پڑ گیا تھا۔

جنگل کے ایک خالی قطعے میں عمران اپنے ساتھیوں کے ساتھ موجود تھا۔ تنویر، صفدر اور کیپٹن شکیل تینوں زخمی تھے۔ اس جگہ ایک چٹہ تھا اور عمران اس چٹے کے پانی سے جو لیا اور صالحہ کے ساتھ مل کر اپنے ساتھیوں کے زخم دھونے اور ان پر ان کی قمیصوں سے پھاڑی ہوئی پٹیاں باندھنے میں مصروف تھا جب کہ کچھ فاصلے پر موجود ایک چٹان پر سردار کارو بیٹھا ہوا تھا اس کے ہونٹ بھینچے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ اس کے دو ساتھی بھی موجود تھے وہ دونوں چٹان کے ساتھ کھڑے ہوئے تھے۔

”کیا ضرورت ہے ان لوگوں کی مرہم پٹی کرنے کی انہوں نے ابھی مر تو جانا ہی ہے۔ خواہ بخواہ وقت ضائع کر رہے ہو“..... سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

”مرنے کے بعد جب زندہ ہوں تو کم از کم مرہم پٹی تو ہو چکی ہو۔“

اب اس زخمی حالت میں میدان حشر میں جاتے اچھے لگیں گے۔ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔

”اگر میں زخمی نہ ہو جاتا تو جہاری یہ ناپاک زبان ایک لمحے میں گدی سے کھینچ لیتا۔۔۔۔۔ تنور نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”ارے ارے بس غصہ چھوڑو۔ اس کے آٹھ ساتھی ہلاک ہو گئے ہیں اس نے غصہ نہیں کیا تم صرف زخمی ہونے پر غصہ کھا رہے ہو۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ کیپٹن خشک اور صفدر بھی ہوش میں تھے۔

”اگر میرے ساتھی اس طرح زخمی ہوتے تو میں تو انہیں گولی مار دیتا۔۔۔۔۔ سردار کارو نے کہا۔

”تم خاموش نہیں بیٹھ سکتے۔۔۔۔۔ یلکھت جو یا نے انتہائی غصیلے لہجے میں اس سے مخاطب ہو کر کہا۔

”میں نے تم دونوں کو زندہ رکھنے کا فیصلہ کر لیا ہے۔ تم دونوں باقی ساری عمر میری کنیزیں بن کر گزارو گی۔“ سردار کارو نے کہا تو جو یا یلکھت جیتتی ہوئی اس کی طرف لپک پڑی۔

”رک جاؤ جو یا۔۔۔۔۔ عمران نے سر دھلے میں کہا۔

”اس کو دیکھو کیا بکواس کر رہا ہے۔“ جو یا نے مڑ کر غصے کی شدت سے کانپتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”اس کی فکر مت کرو۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے صفدر کے بازو پر پٹی باندھی اور پھر اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

”عمران صاحب پلیز ہمیں اٹھا کر بٹھادیں ہم یہ مقابلہ دیکھنا چاہتے ہیں۔۔۔۔۔ صفدر نے کہا۔

”مقابلہ کیا ہونا ہے صفدر اب بھلا سردار کارو سے کوئی مقابلہ کر سکتا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا لیکن اس کے ساتھ ہی اس نے جھک کر صفدر کو دونوں ہاتھوں سے پکڑ کر اٹھایا اور گھسیٹ کر ایک چٹان کے ساتھ بٹھا دیا۔ پھر تنویر اور کیپٹن خشک کو بھی اس طرح ایڈجسٹ کرنے کے بعد وہ سیدھا کھڑا ہو گیا۔

”ہاں تو سردار کارو اب کیا پروگرام ہے۔“ عمران نے دونوں ہاتھ جھپٹتے ہوئے کہا۔

”جہاری موت کا پروگرام ہے اور کیا۔“ سردار کارو نے چٹان سے اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

”پہلے فیصلہ کر لو کہ عورتوں کے ہاتھوں مرنا پسند کرو گے یا مرد کے ہاتھوں۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”تم اب مزید وقت ضائع مت کرو اور آگے بڑھو۔“ سردار کارو نے قدم بڑھاتے ہوئے کہا۔

”عمران تم مجھے اس کا مقابلہ کرنے دو پلیز۔“ جو یا نے مڑ کر عمران سے بڑے منت بھرے لہجے میں کیا۔

”تم سیکنڈ چیف ہو خود بھی فیصلہ کر سکتی ہو لیکن یہ سوچ لینا کہ مجھے بزدلی قطعی پسند نہیں ہے۔ چاہے وہ عورتوں میں ہو یا مردوں

میں۔“ عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

بھروسہ پر ضرب کھا گئی اور جتنی ہوئی زمین پر گری اور پھر رول ہوتی ہوئی کافی دور تک لڑا کھ گئی۔ پھر جیسے ہی اس کا جسم رول ہونے سے رکا وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی لیکن دوسرے لمحے وہ کراہتی ہوئی گھٹنوں کے بل گری اور پھر پلٹ کر نیچے جا گری۔ اس نے ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی لیکن بے سود۔ سردار کارو کے بوٹ کی ضرب اس کی ریزہ کی ہڈی پر پڑی تھی اور اب اس سے کھڑا ہونا مشکل ہو رہا تھا اور پھر جو لیا لکھت ساکت ہو گئی وہ بے پناہ تکلیف کی وجہ سے ساکت ہو گئی تھی اور صالحہ بے اختیار جتنی ہوئی جو لیا کی طرف دوڑ پڑی۔

”آؤ عمران آگے آؤ“..... سردار کارو نے زہر خند لہجے میں کہا۔
 ”مر گئی ہے یا زندہ ہے؟“..... عمران نے سردار کارو کی بات سنی ان سنی کرتے ہوئے صالحہ سے کہا۔
 ”بے ہوش ہے؟“..... صالحہ نے جواب دیا۔

”اوکے پھر اسے ہوش میں لے آؤ تاکہ یہ دیکھ لے کہ سردار کارو سے کس طرح لڑا جاتا ہے؟“..... عمران نے منہ بناتے ہوئے کہا تو صالحہ نے جو لیا کو بے اختیار جھنجھوٹا شروع کر دیا اور چند لمحوں بعد جو لیا نے کراہتے ہوئے آنکھیں کھول دیں۔

”اے اٹھ کر درخت کے تنے کے ساتھ بٹھا دو“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ آگے بڑھنے لگا۔ اس کا ایک ہاتھ اس کی جیب میں تھا۔

”آؤ آؤ ڈر کیوں رہے ہو آؤ میں نے تو سنا ہے کہ تم بہت ماہر لڑاکا

”کیوں اس لڑکی کو میرے ہاتھوں سے ضائع کرانا چاہتے ہو؟“
 سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 ”آؤ آؤ جاؤ۔ مجھ کو کون ضائع ہوتا ہے؟“..... جو لیا نے کہا اور پھر وہ آگے بڑھ گئی۔

”جلو تم اگر زندہ نہیں رہنا چاہتیں تو نہ رہو“..... سردار کارو نے کہا اور پھر وہ دونوں ایک دوسرے سے کچھ فاصلے پر کھڑے ہو گئے۔
 ”عمران صاحب جو لیا کو روک لیں“..... ہفندر نے کہا۔

”ارے اپنی سینڈ چیف کی صلاحیتوں پر جہیں اعتماد نہیں ہے؟“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور پھر اس کا فقرہ مکمل ہونے سے پہلے جو لیا نے اچانک سردار کارو پر جھلانگ لگا دی۔ سردار کارو بجلی کی سی تیزی سے اپنی جگہ سے ہٹا لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار لڑکھڑا کر دو قدم پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو گیا۔ جو لیا نے براہ راست اس پر حملہ کر کے اس کے عین سانسے جا کر زمین پر دونوں ہاتھ رکھے اور پلک جھپکنے میں قلابازی کھا گئی۔ اس کی دونوں ٹانگیں پوری قوت سے ہٹتے ہوئے سردار کارو کے پیٹ پر پڑیں اور سردار کارو چونکہ ہٹ رہا تھا اس لئے بے اختیار دو قدم پیچھے ہٹ جانے پر مجبور ہو گیا اور جو لیا اچھل کر کھڑی ہوئی ہی تھی کہ دوسرے لمحے جو لیا کی جج سنائی دی۔ سردار کارو کا ہاتھ بجلی کی سی تیزی سے گھوما تھا اور جو لیا نے پھرتی سے اپنے آپ کو بچانا چاہا لیکن سردار کارو نے لکھت مخالف سمت کی ٹانگ گھما دی اور چونکہ جو لیا ہاتھ کی ضرب سے بچنے کے لئے ادھر کو ہی گھوم رہی تھی اس لئے وہ لات کی

پوری قوت سے اس کی ناک پر پڑی تھی۔ یہ ضرب اس قدر زوردار تھی کہ اس کی باہر کو ابھری ہوئی ناک پچک سی گئی تھی اور اس کے نختوں میں سے خون کی لکیریں سی نکل کر بیٹنے لگی تھیں۔

”جہاری ناک ضرورت سے زیادہ باہر تھی میں نے اسے ایڈجسٹ کر دیا ہے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو سردار کارو یلکھت بھیانک انداز میں پیچھا اور اس کے ساتھ ہی وہ یلکھت لٹو کی طرح گھوما اور پلک جھپکنے میں وہ فضا میں اس طرح اچھلا کہ اس کی دونوں ٹانگیں عمران کے پہلو پر پوری قوت سے پڑیں۔ عمران نے گواہی طرف سے بچنے کی کوشش کی تھی لیکن سردار کارو کا انداز اس قدر ماہرانہ تھا اور اس کی رفتار اس قدر تیز تھی کہ عمران باوجود تیزی سے ہٹنے کے ضرب کھا گیا اور اچھل کر پہلو کے بل گرا اور اس کے ساتھ ہی سردار کارو یلکھت اچھلا اور اس نے دونوں پیر اس کے سینے پر مارنے چاہے لیکن عمران یلکھت اتنی قلابازی کھا گیا اور بھر جیسے ہی سردار کارو کا جسم سیدھا ہوا۔ عمران قلابازی کھا کر سیدھا کھوا ہو چکا تھا۔

”ویل ڈن سردار کارو بڑے عرصے کے بعد کوئی آدمی مجھے اس طرح ضرب لگانے میں کامیاب ہوا ہے۔ لیکن دیکھ لو ابھی تک میں نے تم پر حملہ نہیں کیا۔“ عمران نے اس طرح مسکراتے ہوئے کہا جیسے وہ ربڑ کا بنا ہوا اور ضرب کا اس کے جسم پر کوئی اثر نہ ہوا ہو۔

”گڈ شو مجھے بھی بڑے طویل عرصے بعد کوئی ایسا آدمی ملا ہے جو میری ضرب اس طرح سہہ گیا ہے۔“ سردار کارو نے کہا اور اس کے

ہو۔“ سردار کارو نے بڑے طنزیہ انداز میں کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کا ہاتھ جیب سے باہر آیا تو اس کے ہاتھ میں ریو الور موجود تھا۔

”کیا کیا مطلب کیا۔“ سردار کارو نے حیرت بھرے لہجے میں کہا لیکن اس سے پہلے کہ اس کا فقرہ مکمل ہوتا کیے بعد دیگرے دو دھماکے ہوئے اور سردار کارو کے عقب میں کھڑے ہوئے اس کے دونوں ساتھی چبھتے ہوئے نیچے گرے اور بری طرح ترپنے لگے۔

”یہ۔ یہ تم نے۔ تم نے کیا کیا میں جہاری ہڈیاں جبا جاؤں گا۔“ سردار کارو نے اپنے ساتھیوں کو اس طرح تڑپتے دیکھ کر غصے کی شدت سے چبھتے ہوئے کہا۔

”میں نے سوچا کہ تمہیں مرتے نہ دیکھیں ورنہ ان کے ذہنوں میں جہارے متعلق جو تاثر قائم ہے وہ ختم ہو جائے گا۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ میں پکڑا ہوا ریو الور ایک طرف اچھال دیا۔ اسی لمحے سردار کارو نے یلکھت عمران پر جھلانگ لگا دی۔ عمران بڑے مطمئن انداز میں اپنی جگہ کھڑا ہوا تھا۔ سردار کارو کا عمران کی طرف آتا ہوا جسم یلکھت ہوا میں ہی تیزی سے پلٹا اور دوسرے لمحے وہ عمران کے بالکل سامنے آکر ایک لمحے کے لئے کھڑا ہوا اور دوسرے لمحے وہ جھکا اور اس کے ساتھ ہی عمران کا جسم اس کے دونوں ہاتھوں پر اٹھتا چلا گیا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کے منہ سے اچانک بھیانک چیخ نکلی اور وہ لڑکھڑا کر پیچھے ہٹا تو عمران اس کے ہاتھوں سے نکل کر قلابازی کھا کر سیدھا ہوا گیا۔ عمران کے بوٹ کی ٹو

۔ عمران واپس اپنی جگہ پر اکھڑا ہوا تھا۔ اس بار سردار کارو کی پیشانی پھٹ گئی تھی۔ عمران نے اچھل کر اس کی پیشانی پر بوٹ کی نو سے زوردار ضرب لگائی تھی۔ سردار کارو نیچے گرتے ہی پارے کی طرح تڑپا اور اس بار عمران حقیقتاً مار کھایا۔ اس کے ذہن میں شاید سردار کارو کے اس انداز میں تڑپ کر لپٹنے اور حملہ کرنے کا تصور نہ تھا۔ سردار کارو کا بھاری جسم کسی بھاری شہتیر کی طرح تڑپا ہوا کر عمران کے جسم سے بھرپور انداز میں ٹکرایا تھا اور اس ٹکر کا نتیجہ یہ نکلا کہ عمران پشت کے بل نیچے گر کر تو سردار کارو کا جسم اس پر تر جھی حالت میں ایک جھٹکے سے گرا اور پھر اس سے پہلے کہ عمران سنبھلتا سردار کارو کا گرتے گرتے ہاتھ گھوما اور عمران کی کنپٹی پر ایک زوردار ضرب لگی اور عمران کے ذہن میں خوفناک دھماکہ ہوا اور ایک لمحے کے لئے اس کی آنکھوں کے آگے سارے تو کیا پوری ہلکشان ناچ اٹھی۔ لیکن دوسرے لمحے اس نے اچھائی برق رفتاری سے لپٹنے آپ کو سنبھالا اور اس کے ساتھ ہی اس کی دونوں ٹانگیں فضا میں بلند ہوئیں اور سردار کارو جو دوسری ضرب لگانے کی کوشش میں تھا جھٹکا ہوا پلٹ کر سائیڈ پر گرا۔ عمران اچھل کر کھڑا ہونے لگا لیکن سردار کارو کا جسم ایک بار پھر پارے کی طرح تڑپا اور اس بار اس کی دونوں ٹانگیں اٹھتے ہوئے عمران کی گردن کے گرد کسی فینچی کے سے انداز میں پڑیں اور عمران کا جسم فضا میں گھومتا ہوا پلٹ کر ایک دھماکے سے زمین پر گرا۔ سردار کارو دونوں ہاتھ زمین پر لگائے ان ہاتھوں کے بل پر اپنے جسم کو قوس کی صورت

ساتھ ہی وہ اس طرح قدم بڑھاتا ہوا آگے بڑھا جیسے عمران سے ملنے چاہتا ہو۔ عمران اسی طرح ساکت کھڑا رہا۔ قریب آکر سردار کارو یلکھت اچھل کر بیچھے ہٹا اور عمران بجلی کی سی تیزی سے سائیڈ پر ہوا لیکن دوسرے لمحے عمران کا جسم قلابازی کھا کر ایک دھماکے سے نیچے جا گرا سردار کارو نے بیچھے ہٹ کر لات گھما کر ضرب لگانے کی بجائے انتہائی تیزی سے الٹی قلابازی کھائی تھی اور اس کی دونوں ٹانگیں عمران کی ٹھوڑی کے نیچے پڑی تھیں اور عمران ضرب کی شدت سے قلابازی کھا کر بیچھے جا گرا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ چابی بھرے کھلونے کی طرح اٹھ کھڑا ہوا۔ اس کے چہرے پر اسی طرح مسکراہٹ تھی جب کہ اس کی ٹھوڑی کے نیچے اور آدمی گردن تک کھال پھٹ سی گئی تھی اور اس میں سے خون رسنے لگا تھا لیکن اس کے چہرے پر تعظیف کے کوئی آثار نہ تھے وہ اسی طرح مسکرا رہا تھا۔

”گڈ بڑے عرصے بعد زخم ڈالا ہے کسی نے دیل ڈن“..... عمران نے اسی طرح مسکراتے ہوئے کہا۔

”یہ کیا کر رہے ہو عمران اس طرح تو تم مارے جاؤ گے۔“ یلکھت جو لیا کی بیچھتی ہوئی آواز سنائی دی۔

”فکر مت کرو اپنی دعوت و بیمہ کھائے بغیر نہیں مردوں گا۔“ عمران نے گردن موڑ کر جواب دیتے ہوئے کہا لیکن اسی لمحے اس کا جسم یلکھت کسی نیزے کی طرح فضا میں بلند ہوا اور دوسرے لمحے اس پر حملہ کرنے والا سردار کارو جھٹکا ہوا پلٹ کر ایک دھماکے سے نیچے گرا جب

نے اس کے سامنے کچھ فاصلے پر رک کر مسکراتے ہوئے کہا۔
 "آؤ آؤ اس طرح ڈاج دینے کی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ڈاج مجھ پر
 کوئی اثر نہیں کرتے۔"..... سردار کارو نے منہ بناتے ہوئے کہا۔
 "ڈاج۔ اچھا تو یہ ڈاج ہے۔ چلو بھر میں واپس چلا جاتا ہوں۔"
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور جس طرح فوجی اباؤنٹن ہوتے ہیں
 اس طرح وہ تیزی سے مڑا لیکن دوسرے لمحے جس طرح بجلی جھپکتی ہے
 اس طرح اس کا جسم کمان کی صورت میں بچھے کی طرف مڑا اور دوسرے
 لمحے سردار کارو بچتا ہوا اچھل کر پشت کے بل نیچے گرا کیونکہ عمران کی
 ٹانگیں الٹی قلابازی کھا کر پوری قوت سے اس کے چٹان جیسے سینے پر
 پڑی تھیں۔ سردار کارو شاید عمران کے مڑ جانے پر ڈھیلا پڑ گیا تھا۔ اس
 کے تصور میں بھی نہ تھا کہ عمران اس قدر تیزی اور بھرتی سے اس انداز
 میں حملہ بھی کر سکتا ہے۔ عمران اسے ضرب لگا کر فضا میں ہی گھوما۔
 اسے اس طرح گھومتے دیکھ کر سردار کارو نے تیزی سے اپنے جسم کو
 مخالف سائیڈ میں رول کیا لیکن عمران کا جسم گھومتا ہوا اسی سائیڈ پر گیا
 جدھر سردار کارو رول ہوا تھا لیکن عمران کے پیر سردار کارو کے جسم پر
 گرنے کی بجائے اس کے جسم کے دونوں اطراف میں جمے گئے اس
 طرح سردار کارو اس کی دونوں ٹانگوں کے درمیان آگیا تھا عمران کا رخ
 سردار کارو کے پیروں کی طرف تھا۔ عمران کو اس انداز میں اپنے اوپر
 دیکھ کر سردار کارو کی دونوں ٹانگیں اتھرائی برق رفتاری سے اوپر کو
 اٹھیں۔ وہ عمران کے سینے پر خوفناک ضرب لگانا چاہتا تھا لیکن اسی لمحے

میں گھبرا رہا تھا۔ عمران کے اس طرح گرنے ہی اس نے ایک بار پھر
 اپنی ٹانگوں کو واپس پٹانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے عمران
 ایک جھٹکے سے اٹھا اور اس کے دونوں ہاتھ سردار کارو کی پنڈلیوں پر
 جے ہوئے تھے۔ اس کے ساتھ ہی سردار کارو کے حلق سے چیخ سی نکلی
 اور اس کا بھاری جسم فضا میں کسی پتنگ کی طرح اڑتا ہوا کافی فاصلے پر
 ایک دھماکے سے جا گرا جب کہ عمران اٹھ کر کھڑا ہو چکا تھا۔ نسبتہ وہ
 دونوں ہاتھوں سے تیزی سے اپنی گردن مسل رہا تھا۔ اس نے سردار
 کارو کی ٹانگوں سے نہ صرف اپنا سر باہر نکال لیا تھا بلکہ اس کی پنڈلیاں
 پکڑ کر اس کے بھاری جسم کو گھما کر دور پھینک دیا تھا۔ نیچے گرتے ہی
 سردار کارو اچھل کر کھڑا ہو گیا۔ اس کے ہچرے پر اب شدید غصہ
 و غضب کے تاثرات نمایاں ہو گئے تھے۔ وہ اس طرح عمران کو دیکھ رہا
 تھا جیسے نظروں سے ہی عمران کو چیر کر رکھ دے گا۔

"بس اب کافی ہو گیا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ شاگل اپنے ساتھیوں
 سمیت یہاں پہنچنے ہی والا ہو گا اور میرے سامھی زخمی ہیں اس لئے اب
 کھیل کو اختتام پر پہنچ جانا چاہیے۔"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا
 اور اس طرح قدم آگے بڑھانے لگا جیسے وہ کسی دوست سے ملنے کے لئے
 بڑھ رہا ہو لیکن سردار کارو کا جسم یقیناً تن سا گیا اس نے یقیناً دونوں
 ہاتھ کرانے کے سے انداز میں آگے کر لئے۔

"ارے ارے یہ کیا کر رہے ہو سردار کارو تم تو واقعی لڑنے کے موڈ
 میں آگے ہو لیکن سوری میرے پاس اب واقعی وقت نہیں رہا۔" عمران

پوری قوت سے اٹھتے ہوئے سردار کارو کی پشت پر پڑے اور سردار کارو کے حلق سے چیخ جی نکلی اور وہ ایک دھماکے سے نیچے گرا۔ عمران اچھل کر ایک بار پھر ہٹ کر کھڑا ہو گیا۔ سردار کارو کا جسم نیچے گر کر ایک بار پھر سمٹنے لگا لیکن اس بار اس کی سمٹنے کی رفتار خاصی سست تھی۔

”تم واقعی جی دار آدمی ہو سردار کارو نے دونوں ضربوں کے بعد تو تم معمولی سی حرکت بھی نہ کر سکتے.....“ عمران نے کہا لیکن دوسرے لمحے جس طرح پارہ تیز بنا ہے اس طرح سردار کارو کا جسم اسی حالت میں اچھلا اور ایک دھماکے سے عمران سے نکل آیا۔ اس بار عمران پشت کے بل نیچے جا گرا۔ اسی لمحے سردار کارو نے یلھٹ اپنے سر کی زور دار نکر عمران کی ناک پر ماری اور یہ نکر اس قدر شدید تھی کہ عمران کے منہ سے بھی بے اختیار کراہی نکل گئی لیکن سردار کارو کا جسم یلھٹ پلٹا اور پھر دھماکے سے نیچے گر کر بے حس و حرکت ہو گیا جب کہ عمران کی ناک سے خون کسی فوارے کی طرح نکلنے لگا اور اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کے ذہن میں مسلسل خوفناک دھماکے ہو رہے ہوں اور وہ کسی تاریک دلدل میں اترتا چلا جا رہا ہو۔

”عمران عمران۔ ہوش میں آؤ عمران.....“ یلھٹ صالح کی تیز آواز عمران کے کانوں میں پڑی اور عمران کا ڈوبتا ہوا ذہن جیسے مزید ڈوبنے سے رک گیا لیکن اس کے باوجود اس کے ذہن میں دھماکے مسلسل اور اسی شدت سے ہی ہو رہے تھے۔ پھر اچانک اسے محسوس ہوا کہ اس کا حلق گھٹا ہوتا جا رہا ہے اور اس کے ساتھ ہی آہستہ آہستہ ذہن میں

عمران کا جسم ایک بار پھر فضا میں اٹھا اور سردار کارو کی ٹانگیں اس کے جسم کے نیچے سے گزرتی ہوئی پورے زور سے اس کے سر کی طرف بڑھی ہی تھیں کہ عمران کے پیر ایک قدم پیچھے پڑے اور اس کے ساتھ ہی سردار کارو کے حلق سے انتہائی خوفناک چیخ نکلی۔ عمران نے اس کے سر کی طرف جاتی ہوئی ٹانگوں پر یلھٹ ہاتھوں سے زور دار تھپکی دی تھی اور یہ اس تھپکی کا نتیجہ تھا کہ سردار کارو کی دونوں ٹانگیں آگے کی طرف جھکتی ہوئیں اس کے سینے سے جا لگیں اور اس طرح سردار کارو کی پشت عمران کے سامنے آگئی اسی لمحے عمران کا ہاتھ فضا میں اٹھ کر پوری قوت سے سردار کارو کی ریڑھ کی ہڈی پر پڑا اور کٹاک کی آواز کے ساتھ ہی عمران بجلی کی سی تیزی سے اچھل کر ایک طرف ہٹ گیا اور سردار کارو کی دونوں ٹانگیں ایک دھماکے سے واپس زمین پر آ گئیں اور اس کے ساتھ ہی سردار کارو کا اوپر کا جسم یلھٹ اٹھ کر آگے کی طرف جھکا۔ اس نے دونوں ہاتھ اٹھانے چاہے لیکن دوسرے لمحے اس کا جسم ایک دھماکے سے واپس زمین پر جا گرا۔ سردار کارو نے یلھٹ جسم کو گھما کر ایک بار پھر اٹھنے کی کوشش کی اور اس بار وہ کسی حد تک اٹھنے میں کامیاب ہو گیا۔ لیکن اسی لمحے عمران بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھا لیکن اس سے پہلے کہ وہ پلٹ کر اٹھتے ہوئے سردار کارو پر ضرب لگاتا سردار کارو کی ایک لات تیزی سے گھومی اور عمران بے اختیار لڑکھڑاتا ہوا ایک قدم پیچھے ہٹا لیکن اس سے پہلے کہ سردار کارو پلٹ کر اٹھتا۔ عمران یلھٹ کسی پرندے کی طرح فضا میں اٹھا اور اس کے دونوں پیر

دور سے صفدر کی جھنجھٹی ہوئی آواز سنائی دی۔ اسی لمحے وہی سیاہ جھپٹے کی
 مخصوص آواز سنائی دی اور دوپروں والا ہیلی کا پڑا نہیں اپنے سر پر نظر آیا
 در اس کے ساتھ ہی اس میں سے نیلے رنگ کی گیس کی دھار سی نکلتی
 : کھائی دی۔

”سانس روک لو“..... عمران نے بیچ کر کہا لیکن دوسرے لمحے
 سے ایک بار پھریوں محسوس ہوا جیسے اس کے ذہن میں ایک بار پھر
 ہی شدید دھماکے ہونے لگ گئے ہوں اور غیر شعوری طور پر اس نے
 سانس لیا تاکہ دھماکوں کی شدت کم ہو لیکن پھر ایک دھماکے سے اس
 کے ذہن پر سیاہ چادر پھیلنے چلی گئی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے تمام
 احساسات اس کا ساتھ چھوڑ گئے۔

ہونے والے دھماکوں میں کمی آنے لگ گئی اور ذہن پر چھائے ہوئے
 اندھیرے جھنڈے لگ گئے اور چند لمحوں بعد اس کا شعور پوری طرح بیدار
 ہو گیا۔ اس کے ساتھ ہی اسے اپنے چہرے پر پڑنے والے پانی کا
 احساس ہوا اور اس نے آنکھیں کھول دیں۔ صالحہ اس پر ہنسی ہوئی تھی
 اور دونوں ہاتھوں میں بھرا ہوا پانی اس کے چہرے پر ڈال رہی تھی۔
 ”شکریہ مس صالحہ تم نے مجھے حقیقتاً موت کی دلدل سے واپس
 کھینچا ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اٹھ کر بیٹھ گیا۔
 ”تمہاری ناک سے خون فوارے کی طرح بہہ رہا تھا اور تمہارا چہرہ
 زرد پڑتا جا رہا تھا۔ اللہ کا شکر ہے کہ تم موت کے منہ سے واپس آ گئے
 ہو“..... صالحہ نے انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا اور عمران بے
 اختیار اٹھ کر بیٹھ گیا۔

”میں ریوالور تلاش کر لوں تاکہ اس سردار کو گولی ماری جا
 سکے“..... صالحہ نے اسے اٹھ کر بیٹھنے دیکھ کر کہا۔ عمران نے گردن
 موڑ کر ساتھ ہی پڑے ہوئے سردار کا رو کو دیکھا جس کی آنکھیں بند
 تھیں۔ وہ بے ہوش پڑا ہوا تھا۔

”نہیں اسے مت مارو۔ شاید پھر کبھی اس سے لڑنے کا موقع مل
 جائے۔ بڑے عرصے کے بعد ایک اچھا لڑاکا نکلا ہے۔“..... عمران نے
 اٹھ کر کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔ اس کی ناک سے ابھی تک خون رس
 رہا تھا۔

”ہیلی کا پڑ۔ ہیلی کا پڑ عمران صاحب ادھر ہیلی کا پڑ ہے۔“..... یکتا

ہے ساتھیوں کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

"ہاں ڈاکٹر نرائن اسی لئے تو یہ قابو بھی چڑھ گئے ہیں۔ ورنہ ان میں سے ایک بھی ہمارے لئے کافی ہو جاتا۔"..... شاگل نے اثبات میں سر مٹاتے ہوئے کہا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں انہیں گولی ماریں اور ختم کر دیں۔ انہوں نے کافرستان کی اس قدر قیمتی لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور انتہائی قابل اسرائیلی سائنس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔"..... ڈاکٹر نرائن نے کہا۔

"ہاں ان کا یہی انجام ہوگا۔ لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم کہہ رہے ہو میں پہلے اس عمران کو ہوش میں لاؤں گا تاکہ اسے معلوم ہو سکے کہ اسے مارنے والا شاگل ہے شاگل۔"..... شاگل نے کہا۔

"لیکن یہ خطرناک اقدام بھی ہو سکتا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد اگر اس نے آپ پر قابو پایا تو..... ڈاکٹر نرائن نے منہ بناتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح جھنجھٹا ہوا اچھل کر پہلو کے بل زمین پر جا گر۔ شاگل کا زوردار تصدیق پوری قوت سے اس کے ہجرے پر پڑا تھا۔

"تمہاری یہ جرات کہ تم اس طرح میری توہین کرو۔ یہ عمران تو کیا اس جیسے ہزار عمران بھی پیدا ہو جائیں تو وہ شاگل پر قابو نہیں پا سکتے۔"..... شاگل نے حلق کے بل چھتے ہوئے کہا۔

"تمہیں اس کے لئے بھگتنا پڑے گا۔ میں پرانم منسٹر سے بات کروں گا۔"..... ڈاکٹر نرائن نے بھی اٹھ کر چھتے ہوئے کہا۔

پہلی کا پڑھیں ہی زمین پر اترا شاگل اچھل کر پہلی کا پڑے نیچے آئے اور اس کے ساتھ ہی وہ اس طرف کو دوڑ پڑا جہاں اس نے عمران اور سردار کارو کو لڑتے ہوئے دیکھا تھا۔ ڈاکٹر نرائن اور پائلٹ رائٹور بھی پہلی کا پڑے اتر کر اس کے پیچھے آنے لگے۔ سردار کارو کے ساتھ عمران بے ہوش پڑا ہوا تھا جب کہ کچھ فاصلے پر عمران کے تین ساتھی اور ان سے ذرا ہٹ کر ایک لڑکی بے ہوشی کے عالم میں پڑے تھے۔ اسی طرح دو اور قبائلی ایک طرف مردہ پڑے ہوئے تھے۔

"عمران کے ساتھی تو یہاں پڑے ہیں لیکن سردار کارو کے یہاں صرف دو ساتھی مردہ پڑے ہیں باقی ساتھی کہاں ہیں۔ انہیں تلاش کرو۔"..... کچھ دیر بعد شاگل نے مسرت بھرے لہجے میں پچھتے ہوئے کہا اور پائلٹ رائٹور انہیں تلاش کرنے کے لئے دوڑ پڑا۔

"یہ لوگ زخمی ہیں شاگل صاحب۔"..... ڈاکٹر نرائن نے عمران

”تم کیا بات کرو گے میں کروں گا پر اتم منسٹر سے بات، کہ کس طرح تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یونٹ نمبر دو میں جانے کا راستہ کھولا اور کس طرح لیبارٹری تیار کرانی غدار تم ہو اور غدار کو تو سزا میں خود دے سکتا ہوں میں سیکرٹ سروس کا چیف ہوں..... شاگل نے غصے سے چٹختے ہوئے کہا اور ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پستل نکال لیا۔

”سرا دھر۔ اور آٹھ لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔“ اچانک پائلٹ رائٹور کی آواز شاگل کے عقب میں بلند ہوئی اور شاگل پلٹ پڑا۔

”لاشیں کس کی لاشیں..... شاگل تیزی سے بولا۔ مشین پستل اس نے واپس جیب میں رکھ لیا تھا۔

”جنتاب سردار کارو کے ساتھیوں کی ان میں ایک لاش روشن سنگھ کی بھی ہے..... پائلٹ رائٹور نے جواب دیا۔

”جاؤ اور جا کر سیٹھی کو کال کرو اور اسے کہو کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر فورٹھیاں لے آئے..... شاگل نے کہا۔

”یس سر..... رائٹور نے کہا اور واپس مرنے لگا تو ڈاکٹر نرائن بھی خاموشی سے مڑ کر اس کے پیچھے چل پڑا۔

”ڈاکٹر نرائن کہتا تو ٹھیک ہے تم واقعی خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے جہاری موت اس بے ہوشی کے عالم میں ہی ہونی چاہئے ورنہ تم ہوش میں آکر خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہو۔ او کے پھر مر جاؤ تم..... شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے

جیب سے مشین پستل نکالا اور اس کا رخ سامنے بے ہوش پڑے ہوئے عمران کے سینے کی طرف کیا ہی تھا کہ اچانک اس کے منہ سے بے اختیار بیخ نکلی اور وہ دھڑام سے منہ کے بل نیچے گرا۔ اس کے سر پر جیسے اچانک قیامت ٹوٹ پڑی تھی۔ کسی نے شاید عقب سے اس کے سر خوفناک ضرب لگائی تھی۔ شاگل کے اندھیرے میں ڈوبتے ہوئے ذہن میں آخری خیال یہی آیا کہ ایسا ڈاکٹر نرائن نے کیا ہو گا اور اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اندھیروں میں مکمل طور پر ڈوب گیا اور اس کے احساسات اس کا ساتھ چھوڑ گئے شاید ہمیشہ ہمیش کے لئے۔

لیکن اتنی بات وہ بھی جانتی تھی کہ اب عمران اور اس کے ساتھیوں میں سے صرف وہی اکیلی ہی صحیح سلامت موجود ہے۔ عمران سمیت باقی سب زخمی ہیں اور ظاہر ہے ہیلی کا پڑے آنے والے ان کے دوست نہیں ہو سکتے۔ وہ لامحالہ نیچے آکر عمران اور دوسرے ساتھیوں کو گولیوں سے اڑا دیں گے اس لئے اب ان سب کو بچانا اس کی ذمہ داری بن گئی تھی۔ پھر وہ کسی نہ کسی طرح کرتی پڑتی چٹختے تک پہنچ گئی اور اس نے چٹختے کے ساتھ بنے ہوئے ایک گہرے حوض میں جھلانگ لگا دی۔ اسے معلوم تھا کہ بے ہوش کر دینے والی گیس کا اثر پانی کے اوپر والی فضا میں نہ ہونے کے برابر ہوتا ہے کیونکہ ایسی گیس کو پانی اپنے اندر جذب کر لیتا ہے۔ اس طرح اس حوض کے درمیان وہ تھوڑا بہت سانس بھی لے سکتی تھی اور فوری طور پر بے ہوش ہونے سے بھی بچ سکتی تھی۔ اس نے پانی کی سطح سے سر باہر نکالا اور رک رک کر سانس لینا شروع کر دیا۔ سانس روکنے کی وجہ سے اس کے ذہن میں ہونے والے دھماکے چند لمحوں بعد ختم ہو گئے اور وہ نارمل ہو گئی۔ نیلے رنگ کی گیس جو کافی پھیلی چکی تھی اب آہستہ آہستہ غائب ہوتی جا رہی تھی اور پھر چند لمحوں بعد گیس مکمل طور پر غائب ہو گئی تو صالحہ تیزی سے آگے بڑھی اور تالاب کے کنارے پر موجود ایک جھونے سے نیلے کی اوٹ میں ہو گئی تاکہ ہیلی کا پڑے اسے چبک نہ کیا جاسکے۔ ہیلی کا پڑا اب نیچے اتر رہا تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ اس جگہ سے چند قدم دور جہاں عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے لینڈ کر گیا۔ پھر اس میں سے کچے

عمران کی آواز سنتے ہی صالحہ نے نہ صرف سانس روک لیا تھا بلکہ وہ تیزی سے نیچے موجود جھانڑیوں میں نہیٹھ گئی تھی۔ ہیلی کا پڑے ٹکٹنے والی گیس اب ہر طرف تیزی سے پھیلتی چلی جا رہی تھی۔ ہیلی کا پڑا ہر فضا میں جیسے معلق ہو گیا تھا۔ صالحہ کے لئے اب مزید سانس روکنا لمحہ بہ لمحہ ناممکن ہوتا جا رہا تھا۔ اسی لمحے اس کی نظریں زمین پر پڑے عمران کے ہجرے پر پڑیں تو وہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ عمران کا چہرہ بتا رہا تھا کہ وہ بے ہوش ہو چکا ہے۔ اسی لمحے صالحہ کے ذہن میں پہلی کے کوندے کی طرح ایک خیال آیا کہ گیس کی وجہ سے ہیلی کا پڑے اسے دیکھا نہ جا رہا ہو گا مہرستانچہ وہ تیزی سے مڑی اور پھر جھانڑیوں کی اوٹ لیتی ہوئی تیزی سے قریب موجود چٹختے کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے کسی بھی لمحے وہ گر جائے گی۔ کیونکہ سانس روکنے کی وجہ سے اسے اپنی حالت بے حد خراب محسوس ہو رہی تھی

گھاس ہی تھا۔ صاف زمین نہ تھی کہ پانی کی لکیر کسی کو نظر آجاتی۔
 "یہ لوگ زخمی ہیں شاگل صاحب"..... اچانک ان میں سے ایک
 نے دوسرے سے کہا اور صالحہ بے اختیار چونک پڑی کیونکہ اب اسے
 نام لینے سے معلوم ہوا تھا کہ دوسرا آدمی کافرستان سیکرٹ سروس کا
 چیف شاگل ہے۔

"ہاں ڈاکٹر نرائن اسی لئے تو یہ قابو میں آگئے ہیں ورنہ ان میں سے
 ایک بھی ہمارے لئے کافی ہو جاتا"..... شاگل نے اثبات میں سر
 ہلاتے ہوئے جواب دیا اور صالحہ نے بے اختیار طویل سانس لیا کیونکہ
 ڈاکٹر نرائن کو بھی وہ جانتی تھی وہ لیبارٹری کا انچارج تھا۔

"اب آپ کیا سوچ رہے ہیں انہیں گولی ماریں اور ختم کر دیں۔
 انہوں نے کافرستان کی اس قدر قیمتی لیبارٹری تباہ کر دی ہے اور انتہائی
 قابل اسرائیلی سائیس دانوں کو ہلاک کر دیا ہے"..... ڈاکٹر نرائن کی
 آواز سنائی دی تو صالحہ نے بے اختیار ساتھ بڑے ہوئے ایک بھاری
 سے ہتھڑی طرف ہاتھ بڑھا دیا تاکہ اگر کوئی فوری اقدام ہونے لگے تو وہ
 ہتھرمار کر فوری طور پر انہیں روک لے۔

"ہاں ان کا بھی انجام ہو گا لیکن اس طرح نہیں جس طرح تم کہہ
 رہے ہو۔ میں پہلے اس عمران کو ہوش میں لاؤں گا تاکہ اسے معلوم ہو
 سکے کہ اسے مارنے والا شاگل ہے"..... شاگل نے جواب دیا۔

"لیکن یہ خطرناک اقدام بھی ہو سکتا ہے۔ ہوش میں آنے کے بعد
 اگر اس نے آپ پر قابو پایا تو"..... ڈاکٹر نرائن نے کہا لیکن دوسرے

بعد دیگرے تین افراد اترے اور تیزی سے اس طرف کو بڑھنے لگے جہاں
 عمران موجود تھا۔ سب سے آگے ایک شخص تھا جب کہ دوس کے پیچھے
 تھے۔ صالحہ چند لمحوں تک تو وہیں دیکھ رہی لیکن پھر وہ تیزی سے تالاب
 سے باہر نکل آئی۔ کیونکہ اس نے جس انداز میں سب سے آگے جانے
 والے آدمی کو عمران کی طرف بڑھتے دیکھا تھا اس سے اسے اندازہ ہو گیا
 تھا کہ یہ آدمی انتہائی جذباتی ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ جانتے ہی عمران پر
 فائر نہ کھول دے۔ گیس کے اثرات اب مکمل طور پر ختم ہو گئے تھے
 کیونکہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے تینوں افراد میں سے کسی نے بھی
 گیس ماسک نہ پہنا ہوا تھا۔ وہ تینوں عمران کے قریب پہنچ کر رک گئے
 ان کی پشت صالحہ کی طرف تھی۔ صالحہ جھایوں کی اوٹ لیتی ہوئی
 آہستہ آہستہ ان کی طرف بڑھتی چلی گئی۔ اسے اصل فکر ہیلی کاپٹر کی
 طرف سے تھی کیونکہ اگر اس میں کوئی آدمی موجود ہوا تو وہ اسے آسانی
 سے چبک کر لے گا ورنہ ہیلی کاپٹر سے اترنے والے تینوں افراد اس کی
 طرف پشت کئے کھڑے تھے۔ احتیاط کے ساتھ وہ جھایوں کی اوٹ
 لیتی ہوئی ان کے بالکل قریب ایک گڑھے میں اتر گئی۔ اس کے اوپر
 جھایاں پھیلی ہوئی تھیں اس لئے اسے یقین تھا کہ یہاں وہ ان کی
 نظروں سے بچ سکتی ہے اور اگر چاہے تو خود فوری طور پر حرکت میں
 بھی آسکتی ہے۔ اسی لئے اس نے ان تینوں میں سے ایک کو دوڑ کر پیچھے
 جاتے دیکھا تو وہ اور ویک گئی۔ گو اس کے لباس سے پانی بہہ رہا تھا
 لیکن اسے اس کی پرواہ نہ تھی کیونکہ تالاب سے یہاں تک جھایاں اور

”جناب سردار کارو کے ساتھیوں کی ان میں سے ایک روشن منگھ کی لاش بھی ہے۔“..... تیسرے آدمی نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”جاؤ اور جا کر سینھی کو کال کرو اور اسے کہو کہ وہ گن شب ہیلی کاپٹر فورگاہاں لے آئے۔“..... شاگل نے کہا۔

”یس سر..... تیسرے آدمی نے کہا اور واپس مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ڈاکٹر نرائن بھی مڑا اور وہ بھی تیسرے آدمی کے پیچھے چل پڑا۔ ان کا رخ ہیلی کاپٹر کی طرف تھا۔ شاگل چند لمحوں تک انہیں جاتے ہوئے دیکھتا رہا پھر بے ہوش پڑے ہوئے عمران کی طرف مڑا۔

”ڈاکٹر نرائن کہتا تو ٹھیک ہے۔ تم واقعی خطرناک آدمی ہو۔ اس لئے تمہاری موت اس بے ہوشی کے عالم میں ہی ہونی چاہئے ورنہ تم ہوش میں آکر خطرناک بھی ثابت ہو سکتے ہو۔ او کے پھر مر جاؤ ثم.....“ شاگل نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے ایک بار پھر مشین پشٹ نکال لیا۔ صالحہ سمجھ گئی کہ شاگل عمران کو ہلاک کرنا چاہتا ہے اس لئے اس نے ہتھر کو مضبوطی سے پکڑا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے اٹھی اور اس نے قدم بڑھا کر پوری قوت سے ہتھر شاگل کے سر کے عقبی حصے پر مار دیا۔ شاگل جیچٹا ہوا چھل کر اوندھے منہ زمین پر گرا۔ اس کے ہاتھ سے مشین پشٹ نکل کر دور جا گرا تھا۔ صالحہ نے ہتھر پھینکا اور تیزی سے مشین پشٹ کی طرف لپکی۔ دوسرے لمحے وہ مشین پشٹ اٹھا چکی تھی۔ شاگل نیچے گر کر

لمحے ماحول زوردار تھپکی آواز اور ڈاکٹر نرائن کے حلق سے نکلنے والی چیخ سے گونج اٹھا۔ صالحہ یہ دیکھ کر حیران رہ گئی کہ شاگل نے اچانک پوری قوت سے ڈاکٹر نرائن جیسے سانس دان کو زوردار تھپ مار دیا تھا اور ڈاکٹر نرائن جیچٹا ہوا نیچے جا گرا تھا۔

”جہاری یہ جرات کہ تم اس طرح میری توہین کرو۔ یہ عمران تو کیا اس جیسے ہزار عمران بھی پیدا ہو جائیں تو وہ شاگل پر قابو نہیں پا سکتے۔“..... شاگل نے حلق کے بل چیختے ہوئے کہا۔

”جہیں اس کے لئے یقیناً بھگتنا پڑے گا۔ میں پر ائم منسٹر سے بات کروں گا۔“..... ڈاکٹر نرائن نے بھی اٹھ کر چیختے ہوئے کہا۔

”تم کیا بات کرو گے میں کروں گا پر ائم منسٹر سے بات کہ کس طرح تم نے عمران اور اس کے ساتھیوں کے لئے یونٹ نمبر دو میں جانے کا راستہ کھولا اور کس طرح لیبارٹری تیار کرائی۔ غدار تم ہو اور غدار کو تو سزا میں خود بھی دے سکتا ہوں۔ میں سیکرٹ سرورس کا چیف ہوں۔“..... شاگل نے غصے سے چیختے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے جیب سے مشین پشٹ نکال لیا۔ صالحہ دیکھ رہی تھی کہ تیسرا آدمی جو پہلے چلا گیا تھا اسی دوران واپس ان کے عقب میں پہنچ گیا تھا۔

”سردار اٹھ لاشیں پڑی ہوئی ہیں۔“..... اچانک اس تیسرے آدمی نے کہا اور شاگل پلٹ پڑا۔

”لاشیں کس کی لاشیں.....“ شاگل نے اسی طرح غصیلے لہجے میں کہا۔

لیکن اس کی نظریں ہیلی کا پڑرہی ہوئی تھیں۔ چند لمحوں بعد ہیلی کا پڑ
میں سے ایک آدمی نیچے اترا اس کے ہاتھ میں مشین گن تھی۔ یہ وہ
تیسرا آدمی تھا جو لاشوں کے بارے میں دریافت کر کے آیا تھا جب کہ
ہیلی کا پڑ کی کھڑکی سے ڈاکٹر نرائن بھی نظر آ رہا تھا۔ اس کے ہاتھ میں
بھی مشین گن تھی۔ اسے شاید کورنگ کے لئے بچھے رکھا گیا تھا۔
"خیال رکھنا رانھور..... ڈاکٹر نرائن کی آواز سنائی دی۔

"یس ڈاکٹر..... اس تیسرے آدمی نے جواب دیا۔ وہ نیچے اتر کر
تھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا آگے بڑھ رہا تھا۔ صالحہ خاموش بیٹھی رہی
لیکن اس کی انگلی مشین پستل پر جمی ہوئی تھی۔ وہ جانتی تھی کہ آنے
والا رانھور ہیلی کا پڑ سے کافی فاصلے پر آ جائے تب وہ کارروائی کا آغاز
کرے تاکہ وہ ہٹ کر واپس ہیلی کا پڑ کی آؤ نہ لے سکے۔ پھر جیسے ہی
رانھور کچھ فاصلے پر آیا۔ صالحہ نے ڈاکٹر نرائن کی طرف ہاتھ اٹھایا اور اس
نے ٹرگپر دبا دیا۔ مشین پستل کی تھڑا ہٹ کے ساتھ ہی ہیلی کا پڑ کی
کھڑکی میں بیٹھا ہوا ڈاکٹر نرائن جمع بار کر بچھے کی طرف گر گیا اور اس کے
ساتھ ہی صالحہ نے یلھت ایک سائیڈ پر چھلانگ لگا دی اور وہ رانھور کی
مشین گن کی فائرنگ سے اس بار انتہائی بال بال بچی تھی لیکن وہ جانتی
تھی کہ اگر رانھور کو ایک لمحہ بھی مزید مل گیا تو وہ اسے ہٹ کر لینے میں
کامیاب ہو جائے گا اس لئے چھلانگ لگاتے ہوئے اس نے مشین پستل
کارخ موڑا اور جب تک اس کا جسم زمین پر پہنچ کر رکتا رانھور کی جمع بھی
بلند ہوئی اور وہ گھوم کر نیچے گر گیا اور صالحہ یلھت کھڑی ہو گئی۔ اس کے

ڈرا ساجڑا تھا اور پھر ساکت ہو گیا تھا۔ صالحہ اسی لمحے تیزی سے ہیلی کا پڑ
کی طرف مڑی جدھر ڈاکٹر نرائن اور تیسرا آدمی گئے تھے۔ وہ دونوں نظر
نہ آ رہے تھے۔ اس کا مطلب تھا کہ وہ ہیلی کا پڑ میں سوار ہو چکے ہیں
لیکن ظاہر ہے شاگل کے منہ سے نکلنے والی جمع ان تک پہنچ گئی ہوگی اس
لئے اس نے تیزی سے غوطہ کھایا اور ایک تھماڑی کی اوٹ میں ہو گئی
اور پھر اسی طرح چپکے چپکے انداز میں وہ ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھنے لگی۔
ابھی وہ تھوڑی ہی آگے بڑھی تھی کہ اچانک مشین گن کی تھڑا ہٹ
گوں گئی اور اس کے ساتھ ہی صالحہ اس طرح اچھل کر ایک اونچی تھماڑی
کے پیچھے گری جیسے وہ گولیوں سے ہٹ ہو گئی ہو حالانکہ گولیاں اس
کے جسم کے قریب سے ٹکل گئی تھیں لیکن صالحہ نے جان بوجھ کر یہ
حرکت کی تھی تاکہ اس پر فائرنگ کرنے والے مطمئن ہو جائیں کہ وہ
ہٹ ہو چکی ہے اس طرح وہ لازماً مزید فائرنگ کرنے کی بجائے باہر آ
جائیں گے اور اس طرح اسے انہیں ہٹ کرنے میں آسانی ہو جائے گی
لیکن تھماڑی کی اوٹ میں گرتے ہی وہ تیزی سے رینگ کر وہاں سے
ہٹ گئی کیونکہ مزید اطمینان کے لئے وہ وہیں دوسری بار بھی فائر کر
سکتے تھے اور وہی ہوا چند لمحے رکنے کے بعد فائرنگ دوبارہ ہوئی اور اس
بار گولیاں عین اسی تھماڑی پر اور اسی جگہ پڑی جہاں صالحہ ہٹ ہو جانے
کی اداکاری کرتے ہوئے گری تھی۔ اگر صالحہ وہاں سے رینگ کر ہٹ
نہ چکی ہوتی تو دوسری بار ہونے والی فائرنگ کی گولیاں یقیناً اسے چاٹ
جاتیں۔ صالحہ خاموش بے حس و حرکت تھماڑی کی اوٹ میں بیٹھی رہی

شاگل وہاں موجود نہ تھا اور اب ساری صورتحال اس کی سمجھ میں آگئی کہ جب وہ راتھور اور ڈاکٹر نرائن سے نمٹ رہی تھی تو شاگل جو پتھر کی ضرب سے بے ہوش تھا ہوش میں آگیا تھا اور وہ یقیناً تمباکو کی آڑ لیتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف ہی بڑھتا رہا ہو گا اور جب وہ ہیلی کاپٹر میں داخل ہو کر ڈاکٹر نرائن کو چیک کر رہی تھی اس وقت وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ گیا اور یقیناً وہ دوسری طرف سے گیا ہو گا۔ اس لئے جیسے ہی وہ واپس تری وہ دوسری طرف سے اس کے اندر داخل ہو گیا اور پھر ہیلی کاپٹر لے اڑا اور اب اسے خیال آ رہا تھا کہ اگر وہ ہیلی کاپٹر سے مشین گن نہ نکھالتی تو شاگل یقیناً ہیلی کاپٹر لے جانے کی بجائے اسے عقب سے گولیوں یا مارکر ڈھیر کر دیتا۔ وہ تیزی سے عمران پر تھک گئی اور اس نے اسے ہتھوڑا شروع کر دیا لیکن کافی دیر تک ایسا کرنے کے باوجود جب عمران ہوش میں نہ آیا تو وہ بے حد پریشان سی ہو گئی اور اسی لمحے اسے خیال آیا کہ عمران سمیت سب لوگ تو کیس سے بے ہوش ہوئے ہیں جب تک انہیں انہی گیس انجکشن نہ لگائے جائیں ان میں سے کسی کو ہوش نہیں آسکتا۔ ظاہر ہے انہی گیس انجکشن اس کے پاس نہ تھے۔ اس کے ہونٹ بھیج گئے۔ اسے معلوم تھا کہ شاگل نے اس راتھور کو کہا تھا کہ وہ جا کر ہیلی کاپٹر سے کال کر کے کسی سینیٹی کو کہے کہ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر لے کر یہاں آئے اور اب شاگل خود گیا تھا۔ وہ گن شپ ہیلی کاپٹر بھی آسکتا تھا اور دوسری فورس بھی۔ اس کے علاوہ گن شپ ہیلی کاپٹر سے اوپر سے ہی فائرنگ کر کے اسے یا اس کے

ساتھ ہی اس نے دوسری بار فائر کھول دیا اور زمین پر گر کر مرتبہ ہوا راتھور ایک جھٹکا کھا کر ساکت ہو گیا۔ صالحہ تیزی سے آگے بڑھی اور اس نے قریب جا کر راتھور کو چیک کیا۔ وہ مر چکا تھا تو وہ دوڑتی ہوئی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ اس نے بڑے محتاط انداز میں کھڑکی سے اندر جھانکا۔ ڈاکٹر نرائن بے حس و حرکت سیٹ پر پڑا ہوا تھا۔ صالحہ اوپر چڑھ گئی۔ وہ پوری راج تصدیق کرنا چاہتی تھی اور جب اس کی تسلی ہو گئی کہ ڈاکٹر نرائن مر چکا ہے تو اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور واپس ہیلی کاپٹر سے نیچے اترائی اور پھر اس طرف کو بڑھنے لگی جدھر عمران اور سردار کارو پڑے ہوئے تھے لیکن جیسے ہی وہ ان کے قریب پہنچی اچانک اسے اپنے عقب میں ہیلی کاپٹر سٹارٹ ہونے کی آواز سنائی دی وہ پہلی کی سی تیزی سے مڑی اور اس کی آنکھیں یہ دیکھ کر حیرت سے پھیلی جلی گئیں کہ ہیلی کاپٹر ایک جھٹکے سے فضا میں بلند ہو رہا تھا۔ وہ بے اختیار تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑی اور ساتھ ہی اس نے ہاتھوں میں پکڑی ہوئی مشین گن سے ہیلی کاپٹر پر فائر کھول دیا لیکن ہیلی کاپٹر اس قدر تیز رفتاری سے اوپر کو اٹھا تھا کہ اس کی کوئی گولی بھی اسے نہ چھو سکی اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپٹر درختوں سے اوپر ہو کر ایک طرف کو بڑھا اور اس کی نظروں سے اڑھل ہو گیا۔

”یہ کون ہو سکتا ہے اندر تو صرف مردہ نرائن تھا“..... صالحہ نے پریشان ہوتے ہوئے سوچا اور پھر مڑ کر وہ تیزی سے عمران کی طرف بڑھی دوسرے لمحے اس کے حلق سے ایک طویل سانس نکل گیا کیونکہ

کوئی چارہ کار نہ دیکھا تو اس نے پانی اس کی ناک میں انڈیلا اور ساتھ ہی بھرتی سے اس کی ناک بجلی سی بند کر دی۔ اس کا خیال تھا کہ اس طرح پانی اس کی ناک سے اندر حلق میں اتر جائے گا لیکن جب کچھ در تک کوئی رد عمل نہ ہوا تو اس نے ناک چھوڑ دی اور اس کے ساتھ ہی پانی کی کچھ مقدار ناک سے واپس باہر بہنے لگی۔

"یا اللہ تو ہی میری مدد کر اب میں کیا کروں....." صالحہ نے کہا لیکن اسی لمحے وہ بے اختیار اچھل پڑی جب اس نے دور سے ہیلی کاپڑ کی تیز آواز سنی۔ یہ آواز سننے ہی وہ سمجھ گئی کہ یہ گن شب ہیلی کاپڑ ہے کیونکہ اس بجلی ہیلی کاپڑ کی آواز عام ہیلی کاپڑوں سے زیادہ بلند بھی ہوتی ہے اور خاصی مختلف بھی۔ وہ بھرتی سے مڑی اور اس نے ایک طرف پڑی ہوئی مشین گن اٹھائی اور اسے کاندھے سے لٹکا کر وہ عمران کے قریب ہی ایک اونچے درخت پر چڑھنے لگی۔ اس نے فیصلہ کر لیا تھا کہ وہ بلندی پر جا کر اس گن شب ہیلی کاپڑ کو ہٹ کرنے کی کوشش کرے گی۔ گو گن شب ہیلی کاپڑ بجلی ہیلی کاپڑ ہونے کی وجہ سے انتہائی تیز رفتار بھی ہوتا ہے اور اسے اس انداز میں بنایا جاتا ہے کہ اسے آسانی سے ہٹ بھی نہیں کیا جاسکتا لیکن صالحہ نے بہر حال اسے ہٹ کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ وہ بندر کی سی بھرتی سے درخت پر چڑھتی چلی گئی۔ کافی بلندی پر جا کر اس نے شاخوں میں لپٹے آپ کو بھنسا یا اور پھر مشین گن کاندھے سے اتار لی۔ اسی لمحے اسے ہیلی کاپڑ نظر آنے لگا۔ وہ درختوں کے اوپر سے اڑتا ہوا اسی طرف کو آ رہا تھا صالحہ نے

ساتھیوں کو بھی ہلاک کیا جاسکتا تھا اور وہ بے بس تھی۔ سارے ساتھی بے ہوش بھی تھے اور زخمی بھی۔ آخر کار اس نے جلد لمحے سوچنے کے بعد یہی فیصلہ کیا کہ فوری طور پر یہی کیا جاسکتا تھا کہ باری باری ایک ایک ساتھی کو اٹھا کر وہاں سے دور جا کر لٹا دے۔ ساتھ ہی اس نے جھک کر عمران کو اٹھانے کی کوشش کی لیکن دوسرے لمحے اس کی ہمت جواب دے گئی۔ عمران اس سے اٹھ نہ سکا تھا ساتھ ہی آخر کار اس نے عمران کے دونوں بازو پکڑے اور اسے گھسیٹنا شروع کر دیا۔ لیکن جلد قدم کھینچنے کے بعد وہ رک گئی کیونکہ اسے خیال آگیا تھا کہ پہاڑی ہونے کی وجہ سے نیچے جگہ اونچی نیچی تھی اور بہتر وغیرہ بھی تھے اس طرح عمران شدید زخمی بھی ہو سکتا تھا اور دوسری بات یہ کہ اونچی نیچی جگہ پر وہ اسے جلد قدم کھینچنے کے ساتھ ہی تھک گئی تھی۔

"اب کیا کیا جائے....." صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ اسی لمحے اسے خیال آیا کہ وہ تالاب کا پانی عمران کے حلق میں ڈالے شاید اس طرح اسے ہوش آجائے کیونکہ پہلے بھی اس نے پانی سے ہی عمران کو موت کی دلدل سے نکالا تھا ساتھ ہی تیزی سے چٹھے کی طرف بڑھی۔ اس نے جھک کر دونوں ہاتھوں میں پانی بھرا اور پھر اسے لئے ہوئے وہ واپس عمران کی طرف بڑھنے لگی۔ پانی اس کے ہاتھوں کے رخنوں سے بہہ رہا تھا۔ لیکن بہر حال جب وہ عمران کے قریب پہنچی تو کچھ پانی باقی تھا لیکن اب مسئلہ تھا کہ وہ عمران کا منہ کس طرح کھولے کیونکہ دونوں ہاتھوں میں پانی تھا۔ اس نے جب

سوائے بے بسی سے دیکھنے کے اور کچھ نہ کر سکتی تھی۔ اسی لمحے ہیلی کا پڑ درختوں سے نمودار ہوا اور ایک بار پھر ماحول تیز فائرنگ کی آوازوں سے گونج اٹھا لیکن صالطہ کے چہرے پر یہ دیکھ کر اطمینان کا تاثر پھیل گیا کہ ہیلی کا پڑ جس رستے سے آ رہا تھا وہاں اس کا کوئی ساتھی موجود نہ تھا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کا پڑ نے یکتا رخ بدلا اور پھر اس سے پہلے کہ صالطہ سمجھتی کہ گویوں کی بو چھاڑ اس پر ہوئی اور اسے ایک لمحے کے لئے یوں محسوس ہوا جیسے اس کے جسم میں دو تین جگہوں پر دھکتی ہوئی سلاخیں اترتی چلی گئی ہوں۔ اس کے ساتھ ہی اس کے جسم کو زور دار جھٹکا لگا اور وہ بے اختیار جمجھتی ہوئی درخت سے نیچے ایک جھاڑی پر جا گری۔ ہیلی کا پڑ آگے نکل گیا تھا۔ نیچے گرتے ہی وہ رول ہوتی ہوئی کچھ دور تک لڑھکتی گئی کیونکہ یہاں جگہ ڈھلوان تھی اور پھر اس کا جسم رک گیا۔ اس کے ذہن میں دھماکے سے ہو رہے تھے۔ اسی لمحے اسے ہیلی کا پڑ کی آواز ایک بار پھر اپنے سر پر سنائی دی اور اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر گویوں کی بو چھاڑ عین اس جگہ ہوئی جہاں وہ درخت سے نیچے گری تھی اگر ڈھلوان کی وجہ سے وہ رول ہو کر نیچے نہ گر چکی ہوتی تو یقیناً اس کا جسم گویوں کی اس بو چھاڑ کی وجہ سے شہد کی مکھیوں کے چھتے میں تبدیل ہو چکا ہوتا۔ ہیلی کا پڑ آگے بڑھ گیا تھا۔ صالطہ کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی چلی جا رہی تھی۔ اس کا سانس اب حلق میں رکنے لگ گیا تھا اور ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت پہلے سے بڑھ گئی تھی۔

مشین گن سیدھی کی اور اسی لمحے اچانک ہیلی کا پڑ نے بجلی کی سی تیزی سے غوطہ لگایا اور انتہائی رفتار سے اس طرف کو آنے لگا جو ہر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ صالطہ سمجھ گئی کہ ہیلی کا پڑ بالٹ عمران اور اس کے ساتھیوں پر فائر کھولنا چاہتا ہے۔ سہتا چنچا اس نے یکتا مشین گن کا فائر کھول دیا اور مشین گن کی گولیاں تڑتڑاہٹ کی آوازیں نکالتی ہوئیں تیزی سے نیچے کی طرف آتے ہوئے ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھیں لیکن اس سے پہلے کہ وہ ہیلی کا پڑ تک پہنچیں ہیلی کا پڑ یکتا بلند ہو گیا صالطہ نے بھی ہاتھ اونچا کیا لیکن ہیلی کا پڑ انتہائی رفتاری سے اوپر کو اٹھ کر کافی بلندی پر چلا گیا اور سائیڈ میں مڑ گیا۔ اس کے ساتھ ہی ہیلی کا پڑ کی گتیں آن ہو گئیں اور گویوں کی آوازوں سے پورا ماحول گونج اٹھا۔ گولیاں ایک بو چھاڑ کی صورت میں زمین پر پڑتی ہوئیں آگے بڑھتی چلی گئیں اور صالطہ نے بے اختیار ہونٹ بھینچ لئے۔ کیونکہ فائرنگ کی ریخ میں صفدر، تنویر اور کیپٹن شکیل آتے تھے لیکن دوسرے لمحے وہ بے اختیار یہ دیکھ کر اچھل پڑی کہ عین ان تینوں کے قریب پہنچ کر فائرنگ بند ہو گئی تھی اور ہیلی کا پڑ آگے بڑھ گیا تھا۔

”یا اللہ تو کرم کر“..... صالطہ نے بے اختیار انتہائی خلوص بھرے لہجے میں کہا لیکن اسی لمحے ہیلی کا پڑ کی تیز آواز دوبارہ سنائی دی۔ اس آواز سے ہی ظاہر ہوتا تھا کہ وہ جکر کاٹ کر واپس آ رہا ہے۔ اب پوزیشن یہ تھی کہ وہ اسے ہٹ بھی نہ کر سکتی تھی کیونکہ اس کے لئے اسے اپنی پوزیشن پوری طرح بدلتی پڑتی تھی اور اس کا وقت نہ تھا اس لئے وہ

”مم۔ مم نہیں مر سکتی۔ ابھی میرے ساتھیوں کو میری ضرورت ہے۔ میں نے انہیں بچانا ہے۔ میں نہیں مر سکتی۔ میں نہیں مر سکتی۔..... اچانک صالہ کے منہ سے لاشعوری طور پر آواز نکلی اور اس کے ساتھ ہی اسے یوں محسوس ہوا جیسے اس کا رکتا ہوا سانس اب تیزی سے آنے لگا ہو اور ذہن میں ہونے والے دھماکوں کی شدت بھی تیزی سے کم ہونے لگ گئی ہے۔

تم مجھے زندہ رہنا ہے اپنے ساتھیوں کے لئے اپنے ملک کے لئے مجھے زندہ رہنا ہے..... صالہ کے منہ سے ایک بار پھر نکلا اور اس کے ساتھ ہی اس کا شعور پوری طرح بیدار ہو گیا وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئی اس کے ساتھ ہی اس کے پہلو اور ٹانگ میں اس قدر شدید ٹیس اٹھی کہ اس کے منہ سے بے اختیار چیخیں نکلنے لگیں۔ اسے یوں محسوس ہونے لگا جیسے ابھی اس کا جسم درد کی شدت سے ہم کی طرح پھٹ جائے گا لیکن اس نے ہونٹ چھینچھینچ کر اپنے آپ کو دیکھنے لگی۔ اس نے دیکھا کہ اس کے پہلو اور ٹانگ میں گولیاں لگی تھیں۔ ایک بازو سے بھی گولی رگڑ کھا کر نکل گئی تھی۔ اس نے جلدی سے اپنی قمیض کے دامن سے ایک پٹی سی بھاڑی اور پھر اسے دو حصوں میں تقسیم کر کے اس نے ایک پٹی ٹانگ پر باندھی اور دوسری پہلو پر اور تیزی سے اٹھنے کی کوشش کی لیکن وہ کھڑی نہ ہو سکی اور لڑکھڑا کر گری تو چند لمحوں تک تو وہ بھینچے بھینچے سانس لیتی رہی پھر اس نے پوری قوت لگا کر اپنی قوت ارادی کو جمع کیا اور پٹے کی طرف گھسنا شروع کر دیا۔ ہیلی

کاہڑ کی آواز معدوم ہو چکی تھی گھسنے کی وجہ سے اس کی حالت ایک بار پھر خراب ہونے لگی لیکن نجانے کس طرح وہ ہونٹ چھینچھینچ اور آنکھیں پھاڑے بس پٹے کی طرف گھسکتی ہی رہی اور آخر کار وہ پٹے کے قریب تالاب تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گئی۔ ایک بار پھر وہ پانی میں اتر گئی۔ پانی میں اترتے ہی اس کے زخموں سے اٹھنے والی مٹیوں میں یکت کی ہو گئی اور چند لمحوں بعد اسے خاصا سکون محسوس ہونے لگا۔ اس نے پٹیاں اتاریں اور زخم دھونے شروع کر دیئے۔ پانی میں ڈوبے ہونے کی وجہ سے زخموں سے نکلتا ہوا خون بھی رک گیا تھا لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چونک پڑی کیونکہ ایک بار پھر ہیلی کاہڑ کی آواز سنائی دینے لگی۔ ہیلی کاہڑ اس کی طرف ہی آ رہا تھا اور وہ تیزی سے جھاڑیوں کی طرف کھسک گئی کیونکہ پانی کے درمیان ہونے کی وجہ سے وہ دور سے چپک ہو سکتی تھی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاہڑ ایک بار پھر نظر آیا لیکن اب اس کی رفتار سست تھی۔ اس نے ایک راؤنڈ لگایا اور پھر وہ اسی تالاب سے کچھ فاصلے پر اتر گیا۔ صالہ جھاڑی کے ساتھ سمٹی ہوئی یہ سب دیکھ رہی تھی۔ مشین گن اور مشین پشٹل بھی وہیں رہ گیا تھا اور اب وہ مکمل طور پر بے بس ہو چکی تھی۔ چند لمحوں بعد ہیلی کاہڑ سے دو آدمی نیچے اترے۔ وہ بے حد چوکنا دکھائی دے رہے تھے۔ ان کے ہاتھوں میں مشین گنیں تھیں۔

”پہلے ہمیں چپک کر نا ہے کہ کوئی زندہ تو نہیں بچ گیا“..... ایک آدمی نے کہا۔

میگزین چیک کیا میگزین لوڈ تھا۔ مشین گن لے کر وہ ہیلی کاپٹر کی کھڑکی سے باہر آئی اور اس کے ساتھ ہی وہ چونک پڑی وہ دونوں تیزی سے قدم بڑھاتے ہیلی کاپٹر کی طرف ہی آرہے تھے۔

”باس آپ عمران کے ساتھیوں کو تو گولیوں سے اڑا دیں جب باس شاگل نے کہہ دیا ہے تو پھر دوبارہ ان سے کیا پوچھنا فائرنگ بھی تو اسی لئے ہی کی گئی تھی تاکہ یہ مرجائیں“..... ایک کی آواز سنائی دی۔

”بات تو چھاری ٹھیک ہے رانٹھور۔ چلو ان کا خاتمہ کریں اور جان چھڑائیں ایسا نہ ہو کہ باس شاگل کو کال کر کے ہم کسی نئے عذاب میں پڑ جائیں۔ ان کی طبیعت بھی ایسی ہے“..... دوسرے نے جواب دیتے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ تیزی سے واپس مڑے ہی تھے کہ صالطہ نے مشین گن کی نال کھڑکی سے باہر نکالی اور ٹریگر دبا دیا کیونکہ اب ایک لمحہ ضائع کرنا اپنے ساتھیوں کو موت کے منہ میں دھکیلنے کے مترادف تھا۔ کیونکہ جس جگہ وہ لوگ موجود تھے وہاں سے صفدر اور اس کے ساتھی مشین گن کی ریخ میں تھے۔ صالطہ نے مشین گن باہر نکالتے ہی ٹریگر دبا دیا اور اس کے ساتھ ہی گولیوں کی تیز آواز کے ساتھ ہی انسانی چیخیں سنائی دیں اور وہ دونوں اچھل کر اوندھے منہ نیچے گرے صالطہ نے مشین گن کو بھٹکایا اور ان پر مسلسل فائر کرتی چلی گئی جب اسے پوری طرح یقین ہو گیا کہ وہ دونوں ہلاک ہو چکے ہیں تو اس نے ٹریگر سے انگلی ہٹائی اور پھر مڑ کر وہ گھسٹتی ہوئی فرسٹ ایڈ باکس کی طرف بڑھ گئی۔ اس نے فرسٹ ایڈ باکس کو کھولا اور اسے چیک کرنا

”یس باس“..... دوسرے نے جواب دیا اور پھر وہ دونوں اس طرف کو بڑھنے لگے جدھر عمران اور اس کے ساتھی موجود تھے۔ صالطہ نے دیکھ لیا تھا کہ ہیلی کاپٹر میں صرف وہی دو افراد ہی تھے۔ وہ ان کے آگے بڑھتے ہی تیزی سے تالاب سے نکلی اور پھر ہتھیاروں کی آواز لیتی ہوئی گھسٹ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔

”ارے یہ عمران تو ہٹ نہیں ہوا“..... اچانک حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہاں لیکن یہ سردار کا رو ختم ہو گیا اس کو پورا برسٹ لگا ہے۔ یہ عمران سائیڈ پر تھا ورنہ یہ بھی ختم ہو جاتا بہر حال اب اسے چیف شاگل خود ختم کریں گے۔ کیونکہ ان کی یہ طویل عرصے سے حسرت ہے کہ وہ اس عمران کو اپنے ہاتھوں سے ہلاک کریں“..... دوسری آواز سنائی دی۔

”آؤ ان کے ساتھی وہاں پڑے ہیں انہیں بھی چیک کر لیں“۔ ایک نے کہا اور وہ دونوں تیزی سے آگے بڑھ گئے چونکہ ان پر کسی طرف سے حملہ نہ ہوا تھا اس لئے وہ اب پہلے کی نسبت زیادہ مطمئن انداز میں چل رہے تھے۔ ادھر صالطہ اب ہیلی کاپٹر تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو چکی تھی۔ وہ ہیلی کاپٹر پر گھسٹ کر چڑھ گئی اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں میں چمک آگئی کیونکہ ہیلی کاپٹر میں ایک سائیڈ پر مشین گنیں بھی پڑی ہوئی تھیں اور ان کا میگزین بھی اور وہاں ایک کافی بڑا فرسٹ ایڈ باکس بھی تھا۔ صالطہ نے جلدی سے مشین گن اٹھائی اس کا

شروع کر دیا۔ سجدہ لمحوں بعد جب ایک ڈبے پر اس کی نظریں پڑیں تو وہ بے اختیار اچھل پڑی۔ یہ ڈبے بے ہوش کر دینے والی ہر قسم کی کیسی کو ختم کرنے والے انجکشنوں سے بھرا ہوا تھا۔ اس نے ڈبہ اٹھایا اور تیزی سے کھڑکی کی طرف بڑھ گئی۔ چونکہ وہ چل نہ سکتی تھی۔ اس لئے وہ گھسٹتی ہوئی آگے بڑھ رہی تھی لیکن اب چونکہ اسے پانی سے ٹکے کافی درجہ ہو گئی تھی اور اس نے خاصی تیز حرکت بھی کی تھی اس لئے اس کے زخموں میں شدید درد دوبارہ شروع ہو گیا تھا۔ اب اس کا ذہن بھی جکڑنے لگا تھا۔ پھر ہیلی کاپٹر سے اترنے کے لئے اس نے جو جدوجہد کی وہ بھی اس کے لئے مستعد بن گئی تھی۔ اس کے زخموں سے خون رسنے لگا تھا اور شاید جسم کے اندر موجود گولیوں کا زہر اب اس کے خون کے ساتھ شامل ہو کر اس کے ذہن کو تیزی سے متاثر کرنا چلا جا رہا تھا۔ اس کے ذہن پر بار بار اندھیرے چھیننے لگے لیکن اس نے ہمت نہ ہاری اور انجکشن والا ڈبہ اٹھائے۔ مسلسل گھسٹتی ہوئی عمران کی طرف بڑھتی رہی اور اپنی نیچی جگہ سے گھسٹنے کی وجہ سے اب درد اور تیز ہونے لگ گیا تھا اور ابھی اس نے آدھا فاصلہ طے کیا تھا کہ اس کے ذہن پر ایک بار پھر دھماکے سے ہونے لگے۔

”نہیں میں نے ہوش میں رہنا ہے۔ اس وقت تک جب تک عمران ہوش میں نہیں آجاتا۔ میں نے ہوش میں رہنا ہے ورنہ سب ہلاک ہو جائیں گے سب ساقھی“..... صالحہ نے ایک بار پھر اپنی آواز میں بولتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اسے نہ صرف درد میں کمی

محسوس ہونے لگ گئی بلکہ ذہن بھی قابو میں آنے لگ گیا۔ وہ مسلسل اسی انداز میں بولتی اور اپنی قوت ارادی کو نفسیاتی طور پر تقویت دیتی ہوئی وہ مسلسل گھسٹتی رہی اور آخر کار وہ عمران تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو ہی گئی۔ اس نے جلدی سے ڈبہ کھولا اس میں سے ایک انجکشن نکالا اس کی سوئی پر چرچی ہوئی کیپ اتاری۔ اس کا ذہن اب قابو میں نہ رہا تھا اس کے ہاتھ بھی کانپ رہے تھے لیکن وہ ہونٹ بھینچنے اپنے آپ کو مسلسل سنبھالنے کی کوشش میں مصروف تھی اور پھر اس نے ان کانپتے ہوئے ہاتھوں سے آخر کار سوئی عمران کے بازو میں گھونپ دی اور محلول کو آہستہ آہستہ انجیکٹ کرنے لگی۔ جب کافی سارا محلول اندر چلا گیا تو اس نے ایک جھٹکا دے کر سوئی کھینچی اور اس کے ساتھ ہی سرخ نیچے کر گئی۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے اس کا پورا جسم سن ہو گیا ہو۔ کیونکہ اس کے ذہن میں اچانک یہ خیال آیا تھا کہ کہیں اس نے غلط انجکشن نہ لگا دیا ہو اور اس سے عمران ہوش میں آنے کی بجائے ہلاک ہو جائے۔

”یا اللہ تو کرم کر یا اللہ تو کرم کر“..... صالحہ نے یکثرت لاشعوری طور پر دعا مانگنی شروع کر دی اور پھر اس کا چہرہ یکثرت مسرت سے کھل اٹھا کیونکہ عمران کے جسم میں حرکت کے تاثرات نمودار ہونے لگ گئے تھے۔

”یا اللہ تیرا شکر ہے تو بڑا رحیم و کریم ہے“..... صالحہ نے ڈوبتے ہوئے لہجے میں کہا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے وہ اپنی جان کی

نے جواب دیا اور اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کے بے ہوش ہونے سے لے کر اپنی پوری جدوجہد کی تفصیل بیان کرنی شروع کر دی اور جیسے جیسے صاف تفصیل بیان کرتی جا رہی تھی عمران کے چہرے پر حیرت کے ساتھ ساتھ تحسین کے تاثرات بھی نمودار ہوتے چلے جا رہے تھے۔

”اوہ اوہ صالط تم نے اس قدر جان لیو جدوجہد کی ہے۔ بہت خوب واقعی جو لیا کا انتخاب قابل داد ہے۔“..... عمران نے تحسین بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ جدوجہد میں نے کی ہے اور تعریف آپ بھر بھی جو لیا کی ہی کر رہے ہیں۔“..... صالط نے ہنستے ہوئے کہا۔

”اب کیا کروں تمہاری تعریف کروں گا تو صفر اس بے ہوشی کے عالم میں بھی ناراض ہو جائے گا۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ اٹھ کھڑا ہوا۔

”تم نے بتایا ہے کہ ہیلی کا پڑ میں فرسٹ ایڈ باکس ہے۔ آؤ پھر میں تمہاری پیٹنٹج کر دوں۔ تم خاصی زخمی ہو اور تمہارے جسم کے اندر گولیاں بھی موجود ہیں۔ انہیں بھی نکالنا پڑے گا ورنہ ان کا زہر تمہیں لے ڈوبے گا۔“..... عمران نے کہا۔

”نہیں عمران صاحب میری فکر چھوڑیں پہلے باقی ساتھیوں کو ہوش میں لے آئیں ہمیں فوری مہیاں سے نکلتا چاہئے۔ کسی بھی وقت شاگل پوری فوج لے کر یہاں آ سکتا ہے۔“..... صالط نے کہا۔

قربانی دے کر اپنے ساتھیوں کی زندگی بچانے میں کامیاب ہو گئی ہو اور وہ دل ہی دل میں مسلسل اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہی تھی اس کے ہونٹ ہل رہے تھے لیکن آواز نہ آرہی تھی۔

”عمران صاحب عمران صاحب ہوش میں آئیے عمران صاحب۔“ صالط نے اچانک اپنی طرف سے پوری قوت لگا کر جھنجھے ہوئے کہا لیکن اس کے حلق سے ہلکی سی آواز ہی نکلی۔ اس کے ساتھ ہی اس نے عمران کو بے اختیار اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا لیکن اس کے ساتھ ہی اس کا ذہن اس کا ساتھ چھوڑ گیا۔ پھر جب اس کی آنکھیں کھلیں تو عمران اس پر دھچکا ہوا تھا۔ اس کا چہرہ پانی سے تر تھا اور حلق میں بھی نمی کا احساس ہو رہا تھا۔

”ہوش میں آؤ صالط ہوش میں آؤ۔“..... عمران کی آواز سنائی دی اور یہ آواز سن کر اسے ایسے لگا جیسے اس کے اندر قوت ارادی کا آتش فشاں سا پھٹ پڑا اور وہ بے اختیار اٹھ کر بیٹھ گئی۔

”آپ ہوش میں لگے ہیں عمران صاحب۔ خدایا تیرا شکر ہے تو نے میری جدوجہد کو کامیاب کر دیا ہے۔“..... صالط کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

”گلتا ہے تم نے بے پناہ جدوجہد کی ہے۔“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب بس یوں سمجھئے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم سب پر کرم کر دیا ورنہ اس بار موت سے بچنے کا کوئی سکوپ باقی نہ رہا تھا۔“..... صالط

”تو پھر اپنے آپ پر قابو رکھنا تم واقعی ایک بہادر لڑکی ہو“۔ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ڈبہ اٹھا کر وہ تیزی سے چلتا ہوا صفدر اور دوسرے ساتھیوں کی طرف بڑھ گیا۔ اس نے صفدر، تنویر اور کمیشن شکیل کو انجکشن لگائے اور پھر جولیا کی طرف بڑھ گیا۔ جولیا کو انجکشن لگا کر وہ واپس صالہ کی طرف آیا۔ صالہ اس دوران زمین پر لیٹ گئی تھی۔ اسے واقعی اب زخموں میں بے پناہ درد محسوس ہونے لگ گیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی ایک بار پھر اس کے ذہن پر اندھیرے سے چھانے لگے تھے لیکن وہ ہوش میں تھی۔

”اوہ اوہ تمہاری حالت تو بے حد خراب ہو رہی ہے زہر کافی پھیل گیا ہے۔ اوہ دیرری بیٹہ.....“ عمران نے قریب آکر کہا اور دوسرے لمحے اس نے ایک جھٹکنے سے اسے اٹھا کر کاندھے پر لا دیا اور پھر تالاب کی طرف دوڑ پڑا۔ تالاب کے قریب جا کر اس نے صالہ کو لٹایا اور ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ صالہ کو محسوس ہو رہا تھا کہ اس کی حالت لمحہ بہ لمحہ خراب ہوتی جا رہی ہے اور پھر اس نے عمران کو ہیلی کاپٹر سے واپس تو اترتے دیکھ لیکن..... اس کے بعد اچانک اس کا ذہن اس طرح تاریک ہو گیا جیسے کیمرے کا شٹر بند ہو جاتا ہے۔ اس کے احساسات اس کا ساتھ ہی یقین ہی چھوڑ گئے تھے۔

کڑی کے ایک بڑے سے کیمین میں شاگل اہتائی بے چینی اور اضطراب کے عالم میں ٹہل رہا تھا۔ ایک طرف مین بر ایک ٹرانسمیٹر رکھا ہوا تھا اور شاگل ٹہلنے ہوئے بار بار مرکز اس ٹرانسمیٹر کی طرف دیکھ رہا تھا۔ اس کے ذہن میں بار بار وہ منظر ایکشن ری پلے کے انداز میں چل رہا تھا کہ وہ عمران کو ہلاک کرنے کے لئے مشین پستل کا ٹریگر دبائے ہی والا تھا کہ اس کے عقبی حصے پر قیامت سی ٹوٹ پڑی اور وہ اوندھے منہ نیچے گرا اور بے ہوش ہو گیا اور جب اسے ہوش آیا تو اس نے دیکھا کہ اس کا مشین پستل غائب تھا اور ہیلی کاپٹر میں سے رائیونگ ہاتھ میں مشین گن پکڑے آگے بڑھ رہا تھا جب کہ ڈاکٹر نرائن ہیلی کاپٹر کی کڑی میں مشین گن پکڑے بیٹھا ہوا تھا۔ پھر اس سے پہلے کہ شاگل رائیونگ کو آواز دیتا۔ اچانک دور سے ایک جھاڑی کے پیچھے سے مشین پستل کی فائرنگ ہوتی اور دوسرے لمحے اس نے ڈاکٹر نرائن کو

الٹ کر اندر گرتے دیکھا۔ اس کے ساتھ رائٹور نے ہاتھ میں پکڑی ہوئی مشین گن سے اس جھاڑی کی طرف فائر کھول دیا جہاں سے ڈاکٹر نرائن پر فائر کیا گیا تھا۔ لیکن دوسرے لمحے اس جھاڑی سے ذرا ہٹ کر رائٹور پر مشین پٹل کا فائر ہوا اور رائٹور جیتھتا ہوا نیچے گرا تو اس نے اس جھاڑی کے پیچھے ایک لڑکی کو نمودار ہوتے دیکھا جو اب کھڑے ہو کر زمین پر گر کر ترپتے ہوئے رائٹور پر مسلسل فائرنگ کئے جا رہی تھی شاگل کے ذہن میں دھماکے سے ہونے لگے کیونکہ اس کے پاس اسلحہ نہ تھا جب کہ اس لڑکی کے پاس جو یقیناً عمران کے ساتھی تھی، اسلحہ بھی تھا اور لڑکی کے سر پر جنون بھی چڑھا ہوا تھا۔ رائٹور اور ڈاکٹر نرائن بھی ہلاک ہو چکے تھے اس لئے شاگل نے سوچا کہ اگر وہ یہاں رہا تو یہ لڑکی اسے لازماً بھون کر رکھ دے گی۔ اس کے ساتھ ہی اس کے ذہن میں فوراً یہ خیال آیا کہ کسی طرح وہ ہیلی کاپٹر تک پہنچ جائے تو پھر یہاں سے بچ کر نکلا جاسکتا ہے۔ چونکہ ہر طرف اونچی اونچی جھاڑیاں تھیں اس لئے وہ تیزی سے جھاڑیوں کی اوٹ لیتا ہوا ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگا۔ لڑکی کی توجہ رائٹور کی طرف ہی تھی۔ اس نے فائرنگ بند کر دی تھی اور اب وہ رائٹور کی طرف بڑھ رہی تھی پھر وہ رائٹور کے قریب پہنچ کر رک گئی۔ شاگل نے اپنی رفتار آہستہ کر دی کیونکہ تیز رفتاری سے جھاڑیاں ہل سکتی تھیں اور اگر یہ لڑکی اسے مار کر لیتی تو پھر اس کا جتنا محال تھا لیکن وہ بہر حال احتیاط سے آگے بڑھتا رہا اور پھر لڑکی ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھنے لگی۔ شاگل دل ہی دل میں شکر کر رہا تھا کہ

لڑکی کی ساری توجہ اس ہیلی کاپٹر کی طرف ہی تھی وہ ادھر ادھر دیکھ ہی نہ رہی تھی اور پھر لڑکی نے ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ کر پہلے اندر جھانکا اور پھر اچھل کر ہیلی کاپٹر میں داخل ہو گئی اسی لمحے شاگل نے بے اختیار ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ لگا دی پھر جیسے ہی وہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچا اس نے لڑکی کو کھڑکی سے اترتے دیکھا۔ لڑکی کے ہاتھ میں اب مشین گن تھی پھر وہ واپس اس طرف کو جانے لگی جدھر عمران تھا۔ جیسے ہی لڑکی آگے بڑھی شاگل ہیلی کاپٹر کے سامنے سے ہو کر اس کے دوسری طرف گیا اور دوسرے لمحے وہ بجلی کی سی تیزی سے ہیلی کاپٹر پر چڑھ گیا۔ اس وقت لڑکی بڑے اطمینان بھرے انداز میں واپس جا رہی تھی۔ شاگل نے بے اختیار ہونٹ سمجھنے لگے کیونکہ اس کے پاس اسلحہ نہ تھا اور نہ وہ یہاں سے انتہائی آسانی سے اس لڑکی کو مار گراتا۔ بہر حال اس نے تیزی سے سیٹوں پر بڑے ڈاکٹر نرائن کو گھسیٹ کر عقبی طرف کیا اور خود پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا۔ وہ رائٹور کو ہیلی کاپٹر پائلٹ کرتے دیکھ چکا تھا اس لئے اس نے ایک نظر لڑکی کی طرف دیکھا اور دوسرے لمحے انجمن شٹارٹ کر دیا۔ لڑکی ہیلی کاپر کی آواز سن کر تیزی سے پٹلی اور اسی لمحے شاگل نے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا۔ لڑکی پہلے تو ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑی لیکن پھر اس نے مشین گن سے اس پر فائر کھول دیا لیکن شاگل نے اس قدر تیز رفتاری سے ہیلی کاپٹر کو اوپر اٹھایا کہ گولیاں نیچے رہ گئیں اور دیکھتے ہی دیکھتے شاگل اس قدر بلندی پر پہنچ گیا کہ اب وہ مشین گن کی رینج سے باہر ہو چکا تھا۔ اس کے ساتھ ہی اس نے ہیلی

کا پڑ کا رخ موڑا اور پھر اسے پوری رفتار سے اڑاتا ہوا قبیلے کی طرف بڑھ گیا تھا۔ ایک لمحے کے لئے تو اسے خیال آیا تھا کہ ہیلی کا پڑ میں موجود سسٹم سے وہ نیچے موجود ہر شخص کو ہلاک کر دے لیکن اس نے اس لئے خیال بدل دیا کہ اسے پوری طرح سسٹم کے بارے میں علم نہ تھا وہ تیزی سے آگے بڑھتا ہوا اور تھوڑی دیر بعد وہ قبیلے میں پہنچ گیا۔ اس نے بڑے کیمین کے ساتھ ہیلی کا پڑ اتار دیا اور ہیلی کا پڑ سے باہر آ گیا۔ اسے دیکھ کر وہاں موجود اس کے ساتھی تیزی سے اس کے گرد اکٹھے ہونے لگ گئے۔ شاگل تیزی سے کیمین میں داخل ہوا اور اس نے ایک طرف موجود الماری سے ایک لانگ ریج ٹرانسمیٹر اٹھایا اور اسے سائیڈ پر رکھی ہوئی بڑی سی میز پر رکھ کر اس نے تیزی سے گن شب ہیلی کا پڑ کی فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔ گو وہ پنکھوں والے ہیلی کا پڑ میں بھی ٹرانسمیٹر موجود تھا لیکن ہیلی کا پڑ چلاتے ہوئے وہ ٹرانسمیٹر پر مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ نہ کر سکتا تھا۔ اس لئے اس نے یہاں آکر لانگ ریج ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کی اور پھر اس نے گن شب ہیلی کا پڑ کے پائلٹ سیٹھی کو حکم دیا کہ وہ اپنے ساتھ صرف راجندر کو لے کر فوراً سپاٹ میں پہنچ جائے جہاں عمران اور اس کے ساتھی بے ہوش پڑے ہیں۔ اس نے سیٹھی کو ہدایت کی کہ وہ گن شب ہیلی کا پڑ سے ہی ان سب پر فائزنگ کھول کر ان کو لاٹھوں میں بدل دے اور پھر عمران اور اس کے ساتھیوں اور صرف سردار کارو کی لاشیں ہیلی کا پڑ میں ڈال کر قبیلے میں لے آئے۔ اس نے اسے بتا دیا تھا کہ وہاں ایک

لڑکی ہوش میں موجود ہے جس کے پاس مشین گن بھی ہے۔ سیٹھی اس کا خیال رکھے۔ سیٹھی نے کہا کہ وہ راجندر کے علاوہ باقی ساتھیوں کو بھی ساتھ لے جاتا ہے لیکن شاگل نے اسے منع کر دیا تھا کیونکہ اس طرح ساری لاشیں ہیلی کا پڑ میں نہ آسکتی تھیں اور اس کے نقطہ نظر سے صرف ایک لڑکی کے لئے اس قدر لوگوں کو لے جانے کی ضرورت نہیں تھی۔ ساتھ ہی اس نے سیٹھی کو ہدایت کر دی تھی کہ جیسے ہی وہ لاٹھوں کو ہیلی کا پڑ میں متعلق کرنے لگے تو وہ ٹرانسمیٹر پر اسے اطلاع کر دے اور اب وہ سیٹھی کی طرف سے ہی اطلاع کے انتظار میں تھا لیکن کافی دیر ہو گئی تھی اور سیٹھی کی طرف سے کال نہ آئی تھی اور جیسے جیسے وقت گزرتا جا رہا تھا اس کی بے چینی اور اضطراب میں اضافہ ہو رہا تھا۔ وہ دل ہی دل میں اندازے لگا رہا تھا کہ اسے سپاٹ تک پہنچنے میں کتنا وقت لگے گا اور وہاں فائزنگ کر کے اس لڑکی اور باقی بے ہوش افراد پر فائز کھولنے میں اسے کتنا وقت لگے گا۔ اس لحاظ سے تو سیٹھی کی اب تک کال آجانی چاہئے تھی لیکن سیٹھی کی طرف سے کوئی کال نہ آ رہی تھی۔ آخر کار اس کا بیٹا صبر لہیز ہو گیا اور اس نے خود ہی اسے کال کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ ٹرانسمیٹر پر چونکہ پہلے سے فریکوئنسی ایڈجسٹ تھی اس لئے اس نے بن دیا اور کال دینی شروع کر دی۔

”ہیلے ہیلے شاگل کالنگ اوور.....“ وہ مسلسل کال دیتے چلا جا رہا تھا لیکن دوسری طرف سے کال انٹنڈی نہ ہو رہی تھی۔ آخر کار تھک کر اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا اور میز کے ساتھ موجود کرسی پر اس طرح

”عمران اور اس کے ساتھی کہاں ہیں باس کیا وہ واپس پاکیشیا پہنچ گئے ہیں.....“ سریندر نے کہا تو شاگل بے اختیار اس طرح اچھل کر کھڑا ہو گیا جیسے اچانک کرسی میں لاکھوں دو لچ کا الیکٹرک کرنٹ دوڑنے لگا ہو۔

”اوہ۔ اوہ اگر اس نے ہیلی کاپٹر قبضہ بھی کر لیا ہے تو کیا ہوا اے اب بھی ہلاک کیا جا سکتا ہے.....“ شاگل نے اپنے آپ سے مخاطب ہوتے ہوئے تیز لہجے میں کہا اور ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کی طرف مڑ گیا۔ اس نے ایک بار پھر ٹرانسمیٹر کا بٹن دبایا اور سیٹھی کو کال دینی شروع کر دی۔

”ہیلو سیٹھی۔ ہیلو سیٹھی شاگل کانگ اور.....“ شاگل نے تیز آواز میں کہا اور اسی لمحے جب ٹرانسمیٹر پر کال رسیو کرنے والا بلب جل اٹھا تو شاگل بے اختیار اچھل پڑا۔

”یس باس سیٹھی بول رہا ہوں اور.....“ دوسری طرف سے سیٹھی کی آواز سنائی دی۔

”میں نے پہلے بھی کال کی تھی جنہیں کیا تم مر گئے تھے۔ کیا ہوا تھا جنہیں۔ کال کیوں اٹھانے کی تھی۔ کیا ہوا عمران اور اس کے ساتھیوں کا اور اس لڑکی کا کیا ہوا۔ جلدی بتاؤ کیا کر رہے ہو۔ کیا ہوا اور۔“

شاگل نے حلق کے بل چہچہتے ہوئے بذیانی انداز میں کہا۔

”باس عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں۔ ہم ان کی لاشیں اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں اور.....“ دوسری طرف سے

ڈھیر ہو گیا جیسے اس کے جسم سے اچانک قوت و توانائی غائب ہو گئی ہو۔ اس نے کرسی کی پشت سے سر کا کر آنکھیں بند کر لیں اسے احساس ہو رہا تھا کہ وہ بازی ہار چکا ہے۔ یقیناً سیٹھی اور اس کا ساتھی راجندر عمران کے ساتھیوں کے قابو میں آگئے ہوں گے اسی لئے سیٹھی کال بھی اٹھ نہیں کر رہا۔

”باس آپ بے حد پریشان ہیں.....“ اچانک شاگل کے کانوں میں آواز بڑی اور اس نے بے اختیار آنکھیں کھول دیں۔

”اوہ سریندر تم۔ ہاں میں بے حد پریشان ہوں.....“ شاگل نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔ سریندر اس کا نیا ساتھی تھا اسے ملٹری انٹیلی جنس سے سیکرٹ سروس میں تبدیل کیا گیا تھا اور سریندر چونکہ صدر مملکت کا قریبی رشتہ دار بھی تھا اس لئے شاگل اس کا بے حد لحاظ کرتا تھا وہیے سریندر خاصا ذہین اور مستعد نوجوان تھا۔

”کیا پریشانی ہے باس آپ مجھے بتائیں.....“ سریندر نے ایک کرسی پر بیٹھتے ہوئے کہا اور ایک بار تو شاگل کا بی چاہا کہ ساتھ بڑی خالی کرسی اٹھا کر سریندر کے سر پر مار دے کہ جس پریشانی کو شاگل حل نہیں کر سکا اسے یہ کل کا لڑکا حل کرے گا لیکن پھر اسے صدر مملکت کا خیال آگیا اور اس نے مجبوراً اپنے غصے پر قابو پایا۔

”بہت بڑی پریشانی ہے۔ عمران اور اس کے ساتھی ہمارے ہاتھ نکل گئے ہیں۔ لیبارٹری بھی تباہ ہو چکی ہے اور یہ سب کچھ اس سردار کار و اور ڈاکٹر نرمان کی حماقت سے ہوا ہے.....“ شاگل نے کہا۔

”باس..... اچانک کرسی پر بیٹھے ہوئے سریندر نے کہا تو شاگل اس طرح اچھل کر اس کی طرف مڑا جیسے اسے احساس ہی نہ ہو رہا ہو کہ سریندر بھی اس کمرے میں موجود ہے۔“

”کیا بات ہے؟..... شاگل نے ہونٹ مٹھتے ہوئے غصیلے لہجے میں کہا۔“

”باس آپ نے اچانک کال کیوں بند کر دی۔“ سیٹھی بات تو کر رہا تھا اور پھر آپ پہلے سے بھی زیادہ پریشان ہو گئے ہیں..... سریندر نے کہا۔“

”تم ابھی بچے ہو ان باتوں کو نہیں سمجھ سکتے وہ عمران عفریت ہے شیطان ہے۔ ہو سکتا ہے کہ وہ خود سیٹھی کی آواز میں بات کر رہا ہو۔ وہ اس طرح دوسرے کی آواز اور لہجے کی نقل کر لیتا ہے کہ وہ آدمی بھی جس کی آواز میں وہ بول رہا ہو نہیں پہچان سکتا کہ وہ خود بول رہا ہے یا عمران بول رہا ہے اور سیٹھی سے عمران اچھی طرح واقف ہے۔ اس لئے میں نے راجندر کی بات کی تھی لیکن اب مجھے خیال آ رہا ہے کہ اگر راجندر اس کے قبضے میں ہو تو وہ فوراً اس کی آواز اور لہجے کی نقل بھی کرے گا۔ پھر کس طرح تصدیق ہو سکتی ہے کہ کون بول رہا ہے..... شاگل نے کہا۔“

”باس آپ ایمر فورس کو حرکت میں لے آئیں تاکہ وہ اس ہیلی کاپٹر کو اپنی تحویل میں لے کر کسی اڈے پر اتار لیں۔ پھر تصدیق ہو سکتی ہے کہ اصل سیٹھی ہے یا نہیں..... سریندر نے کہا۔“

سیٹھی نے انتہائی مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”وہ راجندر کہاں ہے اس سے میری بات کر اؤ جلدی اور۔“ شاگل نے اچانک ایک خیال آتے ہی کہا۔

”وہ ایک لاش اٹھانے گیا ہوا ہے جو کافی دور پڑی ہے اور۔“ سیٹھی نے جواب دیا۔

”جب وہ آئے تو مجھے کال کرنا اور رینڈل..... شاگل نے کہا اور ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔“

”اس عمران کا کچھ پتہ نہیں کہ وہ سیٹھی کی آواز میں ہی بول رہا ہو۔ وہ عفریت ہے شیطان ہے لیکن وہ راجندر کی آواز میں بھی تو بول سکتا ہے اور پھر کیا ہونا چاہئے کس طرح تصدیق ہو کہ واقعی عمران مر چکا ہے..... شاگل نے ایک بار پھر ٹہلنا شروع کر دیا تھا وہ ٹہلنے کے ساتھ ساتھ اپنے آپ سے ہی باتیں کئے چلا جا رہا تھا۔ سیٹھی سے بات کرتے ہوئے اچانک اسے خیال آ گیا تھا کہ کہیں یہ سیٹھی کی آواز میں عمران ہی نہ بول رہا ہو۔ ورنہ سیٹھی خود کال کرتا اس لئے اس نے راجندر سے بات کر کے تصدیق کرنے کی کوشش کی کیونکہ اس وقت اس کے خیال کے مطابق عمران راجندر کو نہ جانتا تھا جب کہ وہ سیٹھی سے اچھی طرح واقف تھا۔ کئی بار وہ اس سے ٹکرا چکا تھا لیکن پھر اسے اچانک خیال آ گیا کہ اگر راجندر اس کے قبضے میں ہو تو پھر وہ راجندر کی آواز میں بھی بات کر لے گا پھر کیا ہو گا۔ یہی سوچتا ہوا وہ ٹہل رہا تھا

"کیسے تصدیق ہوگی..... شاگل نے کہا۔

"اگر ہیلی کاپڑ میں دو افراد ہیں اور باقی لاشیں ہیں تو پھر وہ سیٹھی اور راجندر ہوں گے اور اگر سیٹھی اور راجندر عمران کے قبضے میں آگئے تو پھر ہیلی کاپڑ میں عمران کے ساتھی ہوں گے اور وہ بہر حال دو سے زیادہ ہیں اور ان کے ساتھ دو عورتیں بھی ہیں..... سریندر نے کہا۔

"ہاں ایسا ہو سکتا ہے لیکن وہ گن شب ہیلی کاپڑ ہے اور عمران انتہائی ماہر پائلٹ ہے۔ ایسا نہ ہو کہ وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائے..... شاگل نے کہا۔

"ایئر فورس کے انتہائی جدید ترین لڑاکا طیاروں سے وہ کیسے نکل سکتا ہے باس..... سریندر نے منہ بناتے ہوئے کہا۔

"ہاں ٹھیک ہے۔ ہمیں اس طرح ہاتھ پیر چھوڑ کر نہیں بیٹھ جانا چاہئے..... شاگل نے کہا اور جلدی سے آگے بڑھ کر اس نے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

"ہیلو، ہیلو چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں اور۔"

شاگل نے تیز اور تحکمانہ لہجے میں کال دیتے ہوئے کہا۔

"یس سر ایئر فورس ہیڈ کوارٹر سے انچارج ہیڈ کوارٹر راج پال بول رہا ہوں اور..... دوسری طرف سے ایک بھاری آواز سنائی دی۔

"ایئر مارشل سے بات کراؤ فوراً ابھی اسی وقت فوراً اور۔" شاگل نے چیتے ہوئے کہا۔

"ایئر مارشل صاحب تو بیرون ملک دورے پر ہیں جناب وائس ایئر

مارشل ارجن سنگھ آفس میں موجود ہیں اور..... دوسری طرف سے کہا گیا۔

"اوہ اسی سے بات کراؤ وقت مت ضائع کرو ایک ایک لمحہ قیمتی ہے اور..... شاگل نے حلق کے بل چیتے ہوئے کہا۔

"یس سر۔ ویٹ کریں سر اور..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا۔

"ہیلو وائس ایئر مارشل ارجن سنگھ بول رہا ہوں اور..... تھوڑی دیر بعد ایک اور آواز سنائی دی۔

"چیف آف سیکرٹ سروس شاگل بول رہا ہوں ایئر فورس کا سرسار علاقے میں کوئی اڈہ ہے اور..... شاگل نے کہا۔

"سرسار علاقے میں تو نہیں البتہ اس کے قریب رام دتی میں اڈہ موجود ہے کیوں آپ کیوں پوچھ رہے ہیں اور..... ارجن سنگھ نے حیرت بھرے لہجے میں پوچھا۔

"سرسار میں ایک پہاڑی ہے جس کا نام ٹلچنی ہے۔ اس پہاڑی سے جنوب کی طرف ایک علاقے میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے ایجنٹ ایک کافرستانی گن شب ہیلی کاپڑ پر قبضہ کر کے فرار ہونے کی کوشش کر رہے ہیں۔ مجھے یقین ہے کہ وہ لوگ ناپال کی طرف جانے کی کوشش کریں گے کیونکہ ہیلی کاپڑ وہ پورا کافرستان کر اس کر کے پاکیشیا نہیں جاسکتے۔ انہیں ہم نے ہر قیمت پر روکنا ہے اور۔" شاگل نے تیز لہجے میں کہا۔

ہمارے آدمی کا نام سیٹھی ہے لیکن پاکیشیائی ہجمنوں کا سربراہ علی عمران ہے جو ہر آواز اور لہجے کی نقل کر سکتا ہے۔ اس لئے ہو سکتا ہے وہ سیٹھی کی آواز میں بات کرے اس لئے آپ اس کی بات کا اعتبار نہ کریں۔ آپ نے ہر قیمت پر اسے روکنا ہے۔ اگر یہ رک جائیں تو اسے رام دتی اڈے پر اتار کر وہاں کے انچارج کو کہہ دیں کہ وہ مجھے فوری ٹرانسمیٹر پر کال کرے۔ اگر ہمارے آدمی ہیلی کاپٹر پر قابض ہوئے تو زندہ آدمیوں کی تعداد دو ہوگی باقی پانچ یا چھ لاشیں ہوں گی اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ ہوئے تو ظاہر ہے وہ سب زندہ ہوں گے لیکن یہ انتہائی خطرناک ترین ایجنٹ ہیں۔ انہیں گرفتار کرنے کی ہرگز کوشش نہ کی جائے بلکہ فوراً گولیوں سے اڑا دیا جائے اور۔۔۔ شاگل نے تفصیل بتاتے ہوئے کہا۔

”ٹھیک ہے جناب میں سمجھ گیا ہوں آپ کی ہدایات کے مطابق ہی سب کچھ ہوگا۔ آپ اپنی ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتا دیں اور۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے ارجن سنگھ نے کہا اور شاگل نے اسے ٹرانسمیٹر فریکوئنسی بتا دی۔

”ٹھیک ہے جناب آپ بے فکر رہیں اب سب آپ کی ہدایات کے مطابق ہی ہوگا اور اینڈ آل۔۔۔۔۔ دوسری طرف سے کہا گیا اور اس کے ساتھ ہی رابطہ ختم ہو گیا اور شاگل نے جلدی سے ٹرانسمیٹر آف کیا اور دوسری فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”اب آپ کسے کال کر رہے ہیں باس۔۔۔۔۔ سریندر نے کہا۔

”گن شپ ہیلی کاپٹر وہ ان کے پاس کیسے آگیا یہ ہیلی کاپٹر تو ایر فورس کی تحویل میں ہوتا ہے جناب اور۔۔۔ ارجن سنگھ نے انتہائی حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”یہ ہیلی کاپٹر یہاں لطونی میں سردار کارو کے پاس تھا کیا تم جانتے ہو سردار کارو کو اور۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”اوہ اچھا ٹھیک ہے میں سمجھ گیا جناب پرائم منسٹر صاحب کے خصوصی حکم پر انہیں گن شپ ہیلی کاپٹر دیا گیا تھا اور۔۔۔۔۔ ارجن سنگھ نے کہا۔

”ہاں وہی ہیلی کاپٹر ہے اور ہم نے انہیں روکنا ہے اور۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”ٹھیک ہے سر میں ابھی رام دتی اڈے پر آرڈر بھیجو رہا ہوں وہاں سے ایر فورس کے خصوصی ماؤنٹین لڑاکا جہاز اسے روک لیں گے مجھے اس ہیلی کاپٹر کے بارے میں تفصیلی علم ہے کیونکہ وہ میں نے جا کر سردار کارو کے حوالے کیا تھا لیکن اگر وہ لوگ نہ رکے تو پھر کیا اس ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا جائے اور۔۔۔۔۔ ارجن سنگھ نے کہا۔

”ہمیں اس وقت پوری طرح علم نہیں ہے کہ ہیلی کاپٹر کس کے قبضے میں ہے۔ ہمارے آدمیوں کے قبضے میں ہے یا پاکیشیائی ہجمنوں کے قبضے میں۔ بہر حال اگر ہمارے آدمیوں کے قبضے میں ہوا تو لامحالہ وہ لڑاکا جہازوں کے احکام مان لیں گے اور اگر پاکیشیائی ہجمنوں کے قبضے میں ہوا تو پھر وہ عقابہ کرنے یا فرار ہونے کی کوشش کریں گے

س نے ایک لمحہ ہچکچائے بغیر سریندر کو انسپکٹر سے ترقی دے کر ڈپٹی نیف بنادیا تھا۔

”اوہ اوہ جناب بے حد شکر یہ جناب میں آپ کا ہمیشہ تابعدار رہوں گا“..... سریندر نے اٹھ کر جلدی سے باقاعدہ شاگل کو سیلوٹ کرتے ہوئے کہا۔ اس کا چہرہ حیرت اور مسرت کے ملے جلے تاثرات کی آماجگاہ بن گیا تھا اس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی ہوئی تھیں شاید اس کے تصور میں ہی نہ تھا کہ وہ اس طرح اتنی بڑی تعظیم کا ڈپٹی چیف بھی بن سکتا ہے۔

”تابعدار رہو گے تو اس سیٹ پر بھی رہو گے ورنہ انسپکٹر تو کیا میں تمہیں ایک آرڈر سے چڑا سی بھی بنا سکتا ہوں“..... شاگل نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں سر آپ کی خدمت میرے فرائض میں شامل ہوگی“..... سریندر نے کہا اور شاگل کا چہرہ مسرت سے کھل اٹھا۔ اسے یوں محسوس ہو رہا تھا جیسے صدر کے رشتہ دار نے یہ فقرہ نہ کہا ہو بلکہ خود کافرستان کے صدر نے یہ فقرہ کہا ہو۔

”سیٹھی کو تاکہ میں اسے کہہ دوں کہ وہ ایئر فورس کے احکامات کی تعمیل کرے۔ کیوں تم نے کیوں پوچھا اور سنو آئندہ اس طرح مجھ سے پوچھ گچھ مت کرنا میں تمہارا لحاظ کرتا ہوں لیکن میں اس قسم کی بات برداشت کرنے کا عادی نہیں ہوں سمجھے“..... شاگل نے انتہائی عصبی لہجے میں کہا۔

”سوری باس دراصل میں نے اس لئے پوچھا تھا کہ آپ سیٹھی کو کال کر کے اسے چوکنا نہ کریں۔ اگر سیٹھی کی جگہ عمران نے آپ کی کال رسیو کر لی تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ آپ نے ایئر فورس کی مدد سے انہیں روکنے کا پلان بنایا ہے تو وہ سنبھل جائے گا اور ہو سکتا ہے کہ وہ کوئی ایسا فول پروف پلان بنالے کہ ایئر فورس والے اسے تلاش کرتے ہی رہ جائیں اور وہ نکل جانے میں کامیاب ہو جائے جب کہ اگر آپ کال نہ کریں تو اسے معلوم نہ ہو سکے گا اور وہ اچانک گھیرے میں آ جائے گا“..... سریندر نے مؤدبانہ لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ویری گڈ۔ تم تو ذہین آدمی ہو۔ ویری گڈ۔ ویری گڈ۔ مجھے تم جیسے ذہین آدمی کی ہی ضرورت تھی۔ ٹھیک ہے آج سے تم میرے نمبر دو اور کافرستان سیکرٹ سروس کے ڈپٹی چیف ہو۔ ویری گڈ“..... شاگل نے انتہائی تحسین آمیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے سریندر کی ترقی اور نئے عہدے کا بھی اعلان کر دیا حالانکہ اس سے قبل سریندر ایک انسپکٹر تھا اور ڈپٹی چیف کے عہدے تک پہنچنے کے لئے اسے طویل عرصہ چلے تھا لیکن شاگل جذباتی طور پر ایسے ہی اقدامات کا قائل تھا اس لئے

”اوہ ٹرانسمیٹر کال ہے۔ یہ یقیناً شاگل کی کال ہوگی“..... عمران نے کہا اور اٹھ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کاپٹر میں پہنچ کر اس نے ٹرانسمیٹر آن کیا۔

”ہیلو سیٹی۔ ہیلو سیٹی شاگل کالنگ ادور“..... ٹرانسمیٹر کا بٹن آن ہوتے ہی شاگل کی تیز اور چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران کے چہرے پر بے اختیار مسکراہٹ رنگ گئی کیونکہ شاگل نے سیٹی کا نام لے کر اس کی بہت بڑی مشکل حل کر دی تھی۔ وہ سیٹی کو اچھی طرح جانتا تھا اور کئی بار اس سے ٹکرا بھی چکا تھا جب کہ اس کے ساتھی دوسرے آدمی سے وہ واقف نہ تھا اور اب شاگل نے سیٹی کا نام لے کر کال کی تھی تو وہ سمجھ گیا تھا کہ ان دو میں سے انچارج سیٹی ہی تھا اور وہ اب اس کی آواز میں اطمینان سے شاگل کو چکر دے سکتا تھا۔ سنا چنچہ اس نے اسے بتایا کہ عمران اور اس کے ساتھی ہلاک ہو چکے ہیں اور وہ ان کی لاشیں اکٹھی کرنے میں مصروف ہیں لیکن شاگل نے اچانک راجندر سے بات کرانے کے لئے کہا اور وہ سمجھ گیا کہ سیٹی کے ساتھ جو دوسری لاش ہے وہ اس راجندر کی ہے لیکن وہ اس سے کبھی نہ ملاتا تھا اس لئے ظاہر ہے وہ اس کے لہجے اور آواز سے واقف ہی نہ تھا اس لئے اس نے اسے ٹلنے کے لئے کہہ دیا کہ راجندر لاش اٹھانے کے لئے دور گیا ہوا ہے جس پر شاگل نے یہ کہہ کر کال ختم کر دی کہ جب راجندر آ جائے تو وہ اس کی اس سے بات کرانے اور عمران نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا وہ سمجھ گیا تھا کہ شاگل مشکوک ہو گیا ہے۔

”کیا ہوا عمران صالھ بچ تو جائے گی ناں“..... جو لیانے تقریباً روتے ہوئے لہجے میں کہا۔ وہ سب تالاب کے کنارے پر اکٹھے ہو گئے تھے۔ صالھ بے ہوش ہو گئی تھی اور عمران نے ہیلی کاپٹر میں موجود فرسٹ ایڈ باکس کی مدد سے آپریشن کر کے نہ صرف اس کے جسم سے گولیاں نکال دی تھیں بلکہ زخموں کو صاف کر کے ان پر پٹیاں بھی باندھ دی تھیں اور اب وہ اسے انجکشن لگانے میں مصروف تھا۔ صالھ کی حالت بظاہر دیکھنے میں بے حد خراب لگ رہی تھی۔

”انشاء اللہ۔ اللہ فضل کرے گا۔ تم سب بھی زخمی ہو اس لئے اب تمہاری باری ہے“..... عمران نے انجکشن لگا کر مڑتے ہوئے کہا اور پھر اس کے ہاتھ اتھائی تیز رفتاری سے حرکت میں آگئے اور جب وہ سب ساتھیوں کے زخموں کی پینڈتج سے فارغ ہوا تو اسی لمحے ہیلی کاپٹر میں سے ٹوں ٹوں کی تیز آوازیں سنائی دینے لگیں۔

میں موجود سرخ نکال کر اس کی سوئی پر لگی ہوئی کیپ اتاری اور بجلی کی سی تیزی سے اس نے سوئی صالحہ کے بازو میں انجیکٹ کر دی اور اس کے ساتھ ہی اس نے سرخ میں موجود آدھے سے زیادہ محلول انجیکٹ کر دیا۔ سوئی باہر کھینچ کر اس نے سوئی پر دوبارہ کیپ چڑھائی اور اسے ڈبے میں رکھ کر اس نے صالحہ کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ جولیا ہاتھ پر مالش کر رہی تھی جب کہ عمران نبض تھامے ہوئے تھا۔ اس کا چہرہ ہتھڑی کی طرح سخت ہو رہا تھا۔ صالحہ کی حالت وہی تھی بلکہ اور خراب محسوس ہو رہی تھی لیکن پھر جس طرح اچانک گہرا بادل سورج کے سامنے سے ہٹتا ہے اور تیز دھوپ پھیل جاتی ہے اس طرح اچانک صالحہ کی بیڈتی ہوئی حالت تیزی سے درست ہونے لگ گئی۔

”یہ ٹھیک ہو رہی ہے۔ یہ ٹھیک ہو رہی ہے“..... جولیا نے مسرت بھرے لہجے میں کہا۔

”مالش جاری رکھو ابھی کچھ نہیں کہا جاسکتا۔ یہ حالت چراغ کی آخری بجڑک بھی ہو سکتی ہے“..... عمران نے اسی طرح سستے ہوئے لہجے میں کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے نبض چھوڑ کر وہی سرخ دوبارہ اٹھائی جس میں سے آدھا محلول وہ صالحہ کے جسم میں انجیکٹ کر چکا تھا اس کی سوئی سے کیپ ہٹائی اور ایک بار پھر اس نے سوئی صالحہ کے بازو میں اتار دی اور پھر سرخ میں موجود باقی محلول بھی انجیکٹ کر دیا۔ سوئی واپس کھینچ کر اس نے سرخ ایک طرف اچھال دی اور ایک بار پھر اس نے صالحہ کی نبض پر ہاتھ رکھ دیا۔ صالحہ کے دونوں ہاتھوں اور

”اس کا مطلب ہے کہ اب تم بالغ ہوتے جا رہے ہو“..... عمران نے بڑبڑاتے ہوئے کہا اور واپس مڑنے ہی لگا تھا کہ جولیا کے چپچپنے کی آواز سنائی دی۔ وہ اس طرح جھج رہی تھی جیسے بین کر رہی ہو۔ وہ صالحہ کا نام بھی لے رہی تھی۔ عمران کا دل یکھٹ ڈوب سا گیا وہ بجلی کی سی تیزی سے اچھلا اور ہیلی کا پڑ سے اس نے چھلانگ لگا دی۔ جولیا اور سارے ساتھی صالحہ کے گرد اکٹھے تھے۔ جولیا بری طرح جھج رہی تھی۔

”کیا ہوا خیریت“..... عمران نے اتہائی تیز رفتاری سے دوڑ کر قریب جاتے ہوئے کہا۔

”دیکھو دیکھو صالحہ کو کیا ہو رہا ہے۔ دیکھو یہ مر رہی ہے میری بہن صالحہ مر رہی ہے“..... جولیا نے چپچپنے ہوئے کہا۔ باقی ساتھیوں کے چہرے بھی بری طرح لٹکے ہوئے تھے۔ عمران نے دیکھا کہ صالحہ واقعی نزع کے عالم میں لگ رہی تھی وہ اس طرح آہستہ آہستہ ہچکیاں لے رہی تھی جیسے کسی بھی لمحے اس کا دل بند ہو جائے گا۔ وہ بجلی کی سی تیزی سے کھلے ہوئے فرسٹ ایڈ باکس کی طرف پلٹا۔

”شکیل، تنویر تم دونوں اس کے پیروں کو آہستہ آہستہ ملو اور جولیا اور صفدر اس کے ہاتھوں کی مالش کریں۔ جلدی کرو یہ واقعی ختم ہو رہی ہے“..... عمران نے ہڈیانی انداز میں چپچپنے ہوئے کہا اور سب ساتھی اس کی ہدایت پر عمل میں مصروف ہو گئے۔ عمران پاگوں کے سے انداز میں فرسٹ ایڈ باکس سے سامان نکال نکال کر باہر پھینک رہا تھا اور پھر اس کے ہاتھ جیسے ہی ایک ڈبہ آیا اس نے اسے کھولا اور اس

”عمران صاحب آپ نے واقعی میرے دل میں بھی چور پیدا کر دیا ہے۔ اب میں آپ کی بات سن کر لاشعوری طور پر جھینپ جاتا ہوں حالانکہ ایسی کوئی بات نہیں“..... صفدر نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”ارے اچھا واقعی۔ اودہ پھر تو مبارک ہو۔ واہ اسے کہتے ہیں خوش قسمتی کہ اتنی جلدی دل میں چور بھی پیدا ہو گیا اور حضرت جھینپنے بھی لگ گئے“..... عمران نے ہنستے ہوئے کہا اور ماحول بے اختیار ہنسنے لگا۔

”صفدر تمہاری طرح ڈھیٹ ہڈی کا نہیں ہے“..... جولیا نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک بار پھر سب ہنس پڑے۔

”تنویر کے متعلق کیا خیال ہے“..... عمران نے شرارت بھرے انداز میں مسکراتے ہوئے کہا اور اس بار جولیا بے اختیار جھینپ گئی جب کہ سب ہنس پڑے۔

”صالہ کو ہوش آ رہا ہے“..... اچانک کیپٹن شکیل نے کہا اور سب صالہ کی طرف متوجہ ہو گئے۔ اس کے بند پونے واقعی تھر تھرا رہے تھے اور جسم میں بھی حرکت کے تاثرات نمودار ہو رہے تھے اور پھر چند لمحوں بعد صالہ نے آنکھیں کھول دیں۔

”صالہ صالہ تم بچ گئی ہو۔ اللہ کا بے حد شکر ہے تم بچ گئی ہو“..... جولیا نے جلدی سے اس کا بازو تھپتھپاتے ہوئے کہا اور صالہ کے چہرے پر مسرت کے تاثرات ابھر آئے۔

”شکر ہے اللہ تعالیٰ نے واقعی کرم کر دیا ہے کہ مجھے چند روز آپ

پیروں کی مالش مسلسل جاری تھی۔

”خدا یا تیرا شکر ہے۔ یا اللہ تو بزار حیم ہے“..... اچانک عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کی بات سن کر سب کے چہرے بے اختیار کھل اٹھے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ عمران یہ فقرہ اس وقت کہتا ہے جب صورتحال خطرے سے باہر آ جاتی ہو۔

بس اب مالش بند کر دو۔ یہ جان بچانے والی دوا کا وہ انجکشن تھا جو آخری لمحات میں لگایا جاتا ہے اور اس سے بچ جانے کا صرف دس فیصد چانس ہوتا ہے لیکن اللہ نے کرم کر دیا ہے۔ اب صالہ کی حالت شدید خطرے سے باہر آ گئی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب نے بے اختیار اطمینان بھرے سانس لئے وہ سب دل ہی دل میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کر رہے تھے۔

”صفدر تم کیا دعا مانگ رہے تھے“..... اچانک عمران نے صفدر سے مخاطب ہو کر کہا جس کا چہرہ مسرت سے کھلا پڑا تھا۔

”وہی جو دوسرے مانگ رہے تھے“..... صفدر نے بے اختیار ہنستے ہوئے کہا۔ عمران کی مسلسل چھیز چھاڑنے شاید اس کے دل میں بھی چور پیدا کر دیا تھا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ ڈیل ایس تمہارے علاوہ اور کون ہو سکتا ہے۔ اس لئے یقیناً تم ہی دعا مانگ رہے ہو گے کہ یا اللہ ڈیل ایس کو سنگل ایس میں تبدیل نہ کرنا ڈیل ہی رہنے دینا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور سب بے اختیار ہنس پڑے۔

جیسے مخلص ساتھیوں کے ساتھ رہنے کا موقع دے دیا ہے"..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے مدھم لہجے میں کہا۔

"صالحہ تم نے ہم سب کی بے ہوشی کے دوران جس طرح جدوجہد کی ہے۔ اس لحاظ سے دیکھا جائے تو تم نے حقیقتاً پوری سیکرٹ سروس کو موت کے منہ میں جانے سے بچالیا ہے۔ ہمیں عمران صاحب نے تفصیل بتائی ہے اور ہم تمہارے بے حد شکر گزار ہیں۔" کیپٹن شکیل نے کہا۔

"وہ۔ وہ تو میرا فرض تھا"..... صالحہ نے مسکراتے ہوئے جواب دیا۔ جو لیانے اب اسے سہارا دے کر بٹھا دیا تھا۔

"آؤ اب یہاں سے نکل چلیں۔ شاگل کوئی نہ کوئی گل بہر حال کھلانے گا"..... عمران نے کہا اور سب ساتھیوں نے اثبات میں سر ہلا دیئے پھر جو لیانے اور تنویر نے صالحہ کو سہارا دے کر آہستہ آہستہ ہیلی کاپٹر کی طرف لے جانا شروع کر دیا حالانکہ وہ سب زخمی تھے لیکن اس وقت وہ سب صالحہ کی دیکھ بھال میں اس طرح مصروف تھے کہ جیسے وہ سب صحت مند ہوں۔ تھوڑی دیر بعد وہ سب ہیلی کاپٹر میں پہنچ گئے۔ عمران پائلٹ سیٹ پر بیٹھ گیا جب کہ تنویر اس کے ساتھ اور باقی ساتھی عقبی سیٹوں پر بیٹھ گئے تھے۔

"سردار کارو واقعی لڑائی بھڑائی کے فن میں بے حد ماہر تھا اور اس کے جسم میں بھی بے پناہ طاقت تھی میں اسے تمہارے ساتھ لڑتا دیکھتا رہا ہوں"..... تنویر نے عمران سے مخاطب ہو کر کہا۔

"ہاں وہ واقعی ماہر لڑاکا تھا اور نجانے کتنے طویل عرصے بعد ایسا آدمی مجھ سے نکرایا ہے جو مجھے شکست دینے میں کامیاب ہو گیا۔" عمران نے انجین سٹارٹ کرتے ہوئے جواب دیا۔

"شکست تمہیں وہ کیسے۔ شکست تو وہ کھا گیا تم نے اس کو بیکار کرنے کے لئے جو داؤ استعمال کیا ہے وہ میرے لئے بھی نیا تھا اور اسی لئے تو میں یہاں بیٹھا ہوں تاکہ اس کے بارے میں تم سے پوچھ سکوں"..... تنویر نے کہا اور عمران مسکرا دیا۔

"اس کو ریورس کر اس ٹرپ کہتے ہیں۔ جو آدمی لڑائی میں بے حد ماہر ہو وہ کر اس ٹرپ کے داؤ میں آسانی سے نہیں آتا ایسے آدمیوں کے لئے یہ خصوصی داؤ استعمال کیا جاتا ہے۔ دراصل یہ ایک نفسیاتی داؤ ہے۔ آدمی خود بخود اس داؤ میں پھنستا چلا جاتا ہے۔ تم نے دیکھا تھا کہ سردار کارو نے ساڈن داؤ استعمال کر کے میرے سینے پر ضرب لگا کر مجھے ختم کرنے کی کوشش کی لیکن میں اچانک ہوا میں سیدھا اچھل کر اس کے اس داؤ سے تو نکل گیا لیکن اگر میں اچھل کر واپس اسی جگہ پر آکھڑا ہوتا تو وہ دونوں پیردوں پر مجھے اچھال دیتا لیکن میں واپس ایک قدم بچھے ہٹ کر کھڑا ہوا اور اس کی تیزی سے حرکت کرتی ہوئی ٹانگیں رک نہ سکیں۔ اگر میں چاہتا تو ان پر دباؤ ڈال کر اسے کر اس ٹرپ میں پھنسا سکتا تھا لیکن مجھے معلوم تھا کہ سردار کارو کا اوپر والا جسم بجلی کی سی تیزی سے اوپر کو اٹھتا اور کر اس ٹرپ سے وہ نہ صرف نکل جاتا بلکہ وہ مجھے بھی بچ آ کر کر کے سو اپ ڈاؤن کر سکتا تھا اس لئے میں نے اسے

کر اس ٹریپ میں پھنسانے کی کوشش کرنے کی بجائے ریورس کر اس ٹریپ میں ڈالنے کی کوشش کی اور اس کے مڑتے ہوئے جسم پر صرف تھپکی دی بس یہیں وہ مار کھا گیا۔ اگر وہ میری اس تھپکی کو سمجھ جاتا تو یقیناً اپنے اوپر والے جسم کو جھٹکنے سے اپنے سر کی طرف گھسینا اور ریورس کر اس ٹریپ سے بچ جاتا۔ مگر وہ نفسیاتی مار کھا گیا۔ اس کا خیال تھا کہ جیسے ہی اس کی دونوں ٹانگیں اس کے سینے کے قریب زمین سے لگیں گی وہ ریورس جمپ کے ذریعے نہ صرف خود بھی کھڑا ہو جائے گا بلکہ مجھے بھی اٹھا کر پھینک دے گا لیکن اسے یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس طرح اس کی ریڑھ کی ہڈی کا وہ مہرہ بالکل میرے سامنے اور میری زد میں آگیا جو انسانی جسم کو فوراً بیکار کر دیتا ہے سہتا نچہ دی ہوا وہ بیکار ہو گیا۔ لیکن میں اس کی طاقت اور ہمت کی داد دیتا ہوں کہ اس کے باوجود اس کا جسم کسی سرنگ کی طرح اچھلا اور وہ مجھے گرانے اور میری ناک پر انتہائی زور دار ٹکرا مارنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ ایسی خوفناک ٹکرائی اور اس بچے تلے انداز میں لگی تھی کہ میری ذہنی حالت خراب ہو گئی۔ اگر وہ ایک اور ٹکرائی میں کامیاب ہو جاتا تو پھر میں یقیناً ختم ہو جاتا لیکن چونکہ وہ اعصابی طور پر بیکار ہو چکا تھا اور یہ حرکت اس نے اپنی بے پناہ قوت ارادی اور جسم میں موجود بے پناہ طاقت کی وجہ سے کر ڈالی تھی اس لئے وہ دوسری ضرب نہ مار سکا اور بے ہوش ہو کر گر گیا۔ پھر صالحہ نے کام دیکھا یا اس نے میرے حلق میں پانی ڈالا اور ناک میں بھی۔ اس طرح میرا ڈوبنا ہوا ذہن درست ہونے لگ گیا اور

میں واپس ہوش کی دنیا میں آگیا۔ اگر صالحہ ایسا نہ کرتی اور میں اس ضرب کے بعد بے ہوش ہو جاتا تو پھر مجھے اول تو ہوش آنا مشکل ہوتا اور اگر ہوش آ بھی جاتا تو میرا ذہن بہر حال کام نہ کر سکتا اور ہو سکتا ہے کہ یادداشت ہی ختم ہو جاتی اس لئے میں ذاتی طور پر صالحہ کا بے حد مشکور ہوں..... عمران نے پوری تفصیل سے بات کرتے ہوئے کہا جب کہ ساتھ ساتھ وہ ہیلی کاپٹر کو بھی چلا رہا تھا۔

”صالحہ نے واقعی سیکرٹ سروس میں اپنی شمولیت کو درست ثابت کر دیا ہے“..... صفدر نے کہا۔

”بلکہ بہت ہی زیادہ ثابت کر دیا ہے کہ اکیلی ایس یعنی سنگل کو سیٹ رائٹ کر دیا ہے۔ یعنی ڈبل ایس“..... عمران نے کہا تو سب بے اختیار ہنس پڑے کیونکہ عمران نے سنگل کے ایس اور پھر سیٹ رائٹ یعنی درست کر دینے کے ایس کو ملا کر اپنے فقرے کا جواز پیدا کر دیا تھا کہ صالحہ نے اپنی شمولیت کو بہت زیادہ درست ثابت کر دیا ہے اور پھر اس سے پہلے کہ مزید کوئی بات ہوتی اچانک دور سے آتے ہوئے دو جدید ترین لڑاکا جہازوں کو دیکھ کر عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ تو شاگل نے یہ کام دکھایا ہے“..... عمران نے کہا۔
 ”کیا ہوا“..... سب نے چونک کر کہا لیکن دوسرے لمحے عمران کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہ رہی کیونکہ دونوں تیز رفتار لڑاکا جہاز یکھٹ ان کے ہیلی کاپٹر کی سائیڈوں سے گزر گئے اور اس کے ساتھ ہی ٹرانسمیٹر جاگ اٹھا۔ عمران کے چہرے پر شدید سنجیدگی ابھر آئی تھی باقی

”تم رخ نہیں موڑ رہے اور مسلسل باتیں کئے چلے جا رہے ہو۔“

”انہی کے آرڈر پر تو ہم یہاں آئے ہیں انہوں نے آرڈر دیا ہے کہ یا تو ہیلی کاپٹر کو رام دتی ایر پورٹ پر اتار دیا پھر فضا میں ہی ہٹ کر دو

دی۔ دونوں لڑاکا جہاز مسلسل چیتے چنگھاڑتے ہوئے آگے بڑھے اس کھلی جگہ سے بار بار گزر رہے تھے۔

”رک جاؤ میں چیف شاگل سے بات کر کے ہی ہیلی کاپٹر فضا میں لے آؤں گا رک جاؤ اور“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کیا اور ہیلی کاپٹر سے نیچے چھلانگ لگا دی۔ دوسرے لمحے وہ انتہائی تیز رفتاری سے دوڑتا ہوا اپنے ساتھیوں کی طرف بڑھتا چلا گیا۔

”ادھر ایک غار ہے عمران صاحب ادھر“..... صفدر نے کہا۔
 ”ہاں غار میں چھپ جاؤ یہ لوگ واقعی فائرنگ کھول دیں گے۔“
 عمران نے کہا اور اس غار کی طرف دوڑ پڑا۔ چند لمحوں بعد وہ سب اس کھلے دہانے کی غار میں پہنچ گئے اور اسی لمحے یکھٹ اس کھلی جگہ اور اس کے ارد گرد کے علاقے میں شدید اور خوفناک فائرنگ شروع ہو گئی پھر ایک خوفناک دھماکہ ہوا اور ان سب نے بے اختیار ایک طویل سانس لیا کیونکہ ان لوگوں نے واقعی ہیلی کاپٹر پر میزائل فائر کر دیا تھا اور ہیلی کاپٹر کے پرزے دور دور تک بکھر گئے تھے۔ میزائل فائرنگ کے بعد انہوں نے اس کھلی جگہ اور اس کے ارد گرد دور دور تک کے علاقے میں بے تحاشا مشین گن فائرنگ اور میزائل مارنے شروع کر دیئے لیکن وہ سب غار میں ہونے کی وجہ سے بچ گئے تھے اگر وہ کھلی جگہ پر ہوتے تو یقیناً اس فائرنگ کی زد میں آجاتے۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی پھر وہ ختم ہو گئی اور اس کے ساتھ جہازوں کی آوازیں دور

فوراً رخ موڑو ورنہ میں صرف تین تک گنوں کا اور“..... نرمیان نے یکھٹ چیتے ہوئے کہا۔

”تین تک نہیں پانچ تک۔ گنتا مجھے یقین ہے کہ تمہیں پانچ تک گنتی آتی ہو گی اور“..... عمران نے کہا اور دوسرے لمحے اس نے انتہائی برق رفتاری سے گن شپ ہیلی کاپٹر کو غوطہ دیا اور پلک جھپکنے میں ہیلی کاپٹر جنگل کے درمیان قدرے کھلی جگہ میں اترتا چلا گیا۔

”یہ۔ یہ کیا کر رہے ہو۔ ہم میزائل فائر کر دیں گے اور“۔ نرمیان کی چیتھی ہوئی آواز سنائی دی لیکن عمران نے اس کی بات کا جواب دینے کی بجائے ہیلی کاپٹر کو کھلی جگہ پر اتار دیا۔

”جلدی کرو اس سے اترو اور جنگل میں چلے جاؤ۔ میں اس دوران اس نرمیان کو چکر دیتا ہوں“..... عمران نے تیز لہجے میں کہا اور ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر دیا۔

”ہیلو ہیلو نرمیان سنو میں رام وتی جانے کے لئے تیار ہوں لیکن پہلے تم مجھے یقین دلاؤ کہ تمہیں واقعی چیف شاگل نے حکم دیا ہے کیونکہ چیف شاگل مجھ سے بھی براہ راست بات کر سکتا تھا اور اس نے مجھ سے کوئی بات نہیں کی اور“..... عمران نے اس بار انتہائی نرم لہجے میں کہا۔ اس دوران اس کے ساتھی نیچے اتر گئے تھے۔ صالحہ کو جو لیا اور تنویر نے مل کر نیچے اتار دیا۔

”فوراً ہیلی کاپٹر کو فضا میں لے آؤ ورنہ میں میزائل فائرنگ شروع کر دوں گا۔ فوراً اوپر لے آؤ اور“..... نرمیان کی انتہائی سخت آواز سنائی

عمران مسکرا دیا۔

”تمہارے لئے تو میں نے اسے تلاش کیا ہے کیونکہ تمہیں جو انجشن لگے ہیں ان سے تمہیں شدید پیاس لگنی ہی ہے“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور ایک طرف پتھر پر اطمینان سے بیٹھ گیا۔ جو لیا اور صالحہ دونوں چٹھے کی طرف مڑ گئیں جب کہ صفدر، کیپٹن شکیل اور تنویر عمران کے قریب بیٹھ گئے۔

”ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور ہم زخمی ہونے کی وجہ سے اس پہاڑی جنگل میں طویل فاصلہ بھی طے نہیں کر سکتے اور شاگل نے یقیناً یہاں فوراً چھاتہ بردار فوجیوں کو اتار دینا ہے“۔ صفدر نے کہا۔

”نہیں وہ خود آئے گا اور اس دوپروں والے خصوصی ہیلی کاپٹر میں اور میں نے اسی ہیلی کاپٹر کو ذہن میں رکھ کر یہ پلاننگ بنائی ہے کہ ہم نے اس ہیلی کاپٹر پر قبضہ کرنا ہے کیونکہ وہ خصوصی ہیلی کاپٹر درختوں کے درمیان اتھائی آسانی سے اڑ سکتا ہے اسے خصوصی طور پر اس کام کے لئے تیار کیا گیا ہے۔ پھر اس کے اندر ایسے سسٹم موجود ہیں کہ ان سے کسی بھی خطرے سے نمٹا جاسکتا ہے۔ یہ تو شاگل احمق تھا یا وہ صالحہ کی کارکردگی سے خوفزدہ ہو گیا کہ وہ ہیلی کاپٹر لے کر صرف فرار ہوا ہے ورنہ اگر وہ یہ سسٹم استعمال کر دیتا تو صالحہ سمیت ہم سب ختم ہو جاتے“..... عمران نے کہا۔ اب جو لیا اور صالحہ بھی ان کے قریب آکر بیٹھ گئی تھیں۔

”لیکن اس ہیلی کاپٹر میں ہم کہاں جائیں گے“..... کیپٹن شکیل

جاتی سنائی دینے لگیں۔

”اب باہر نکلیں اب یہ واپس چلے گئے ہیں“..... تنویر نے کہا۔
 ”نہیں یہ ڈانچ دے رہے ہیں۔ یہ ایک بار پھر واپس آئیں گے۔“
 عمران نے جواب دیا اور وہی ہوا تقریباً پانچ منٹ کے وقفے کے بعد جہازوں کی گھن گرج دوبارہ سنائی دینے لگی اور چند لمحوں بعد ایک بار پھر اس سارے علاقے پر خوفناک فائرنگ کا آغاز ہو گیا۔ کافی دیر تک فائرنگ ہوتی رہی۔ دونوں جہاز پلٹ پلٹ کر فائرنگ کرتے رہے اور پھر وہ واپس چلے گئے۔

”اب یہ واپس نہیں آئیں گے“..... عمران نے اطمینان بھرے انداز میں کہا اور غار سے باہر آگیا۔ باقی ساتھی بھی باہر آگئے۔
 ”لیکن اب ہم کیا کریں گے ہیلی کاپٹر تو تباہ ہو گیا اور ہم سب زخمی بھی ہیں“..... صفدر نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”پہلے یہاں سے قریب کوئی چشمہ تلاش کر لیں۔ پیاس سے تو نہ مریں پھر وہیں بیٹھ کر اطمینان سے آئندہ کی پلاننگ کر لیں گے۔“
 عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے انہیں وہیں رکنے کا اشارہ کیا اور خود وہ تیزی سے آگے بڑھ گیا۔ ادھر ادھر کافی دیر تک چیکنگ کرنے کے بعد وہ آخر کار ایک چھوٹے سے چٹھے تک پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے وہیں سے اپنے ساتھیوں کو آوازیں دینی شروع کر دیں اور تھوڑی دیر بعد اس کے ساتھی وہاں پہنچ گئے۔

”مجھے شدید پیاس محسوس ہو رہی ہے“..... اچانک صالحہ نے کہا تو

گا کیا اس میں اتنا پڑول بھی ہوگا..... جو لیا نے کہا تو عمران بے اختیار جو تک پڑا۔

”اوہ واقعی اس طرف تو میرا ذہن ہی نہ گیا تھا یہ چھوٹا ہیلی کاپٹر ہے اس لئے یہ اتنا طویل سفر طے نہ کر سکے گا اور پڑول لینے کے لئے ہم کسی ایئر پورٹ پر بہر حال نہیں جاسکتے..... عمران نے ہونٹ چباتے ہوئے کہا۔ اس کی فراخ پیشانی پر کئی لکیریں ابھرائی تھیں۔

”میرا خیال ہے کہ اگر ہم ناپال کے کسی سرحدی گاؤں یا شہر تک پہنچ جائیں تو پھر وہاں سے خاموشی سے نکلا جاسکتا ہے۔ ہم ہیلی کاپٹر چھوڑ کر کوئی اور ذریعہ استعمال کر لیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”ہاں اب یہی صورت رہ گئی ہے.....“ عمران نے اثبات میں سر ہلاتے ہوئے کہا۔

”لیکن اس سارے پلان کی بنیاد یہ ہے کہ ہمارے ہاتھ وہ سپیشل ہیلی کاپٹر لگ جائے اور نہ لگا تو پھر.....“ تنویر نے کہا۔

”پھر سوائے پیدل چلنے کے اور کوئی صورت نہیں ہے۔“ عمران نے جواب دیا۔

”لیکن اگر انہوں نے سرحدی ریجنز یا ایسی ہی کسی فورس کو یہاں پھیلادیا تو ہم آسانی سے ان کا شکار بن جائیں گے.....“ صفدر نے کہا۔

”اس کا مطلب ہے کہ معاملات بے حد گھمبیر ہیں۔ ہمیں کوئی فول پروف پلان بنانا چاہئے ہم قیاسات پر پلان نہیں بنا سکتے.....“ عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

نے کہا۔

”ہم اس وقت ناپال کی سرحد سے تقریباً ساٹھ ستر میل کے فاصلے پر ہیں۔ میں اس نرمیان سے اس لئے گفتگو کرتا رہا کہ ایک تو کوئی کھلی جگہ مل جائے جہاں اس گن شپ ہیلی کاپٹر کو اتاراجاسکے اور دوسرا ہم جس قدر بھی ہو سکے ناپال کی سرحد کے قریب ہو جائیں.....“ عمران نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”لیکن ناپال ایئر فورس تو ہمارے خلاف فوری طور پر حرکت میں آجائے گی اور ہو سکتا ہے کہ شاگل ناپال والوں کو پہلے سے ہی الرٹ کر دے اور ناپال ایک لحاظ سے کافرستان کا ماتحت ملک ہی سمجھا جاتا ہے پھر پچھلے دنوں ہی شاہ ناپال اور پرنسز رشنی کے خلاف مکیس مکمل ہوا ہے وہ لوگ تو پاگلوں کی طرح ہم پر ٹوٹ پڑیں گے.....“ اس بار صفدر نے کہا۔

”اگر ہم گن شپ ہیلی کاپٹر پر جاتے تو لامحالہ ہمیں بلندی پر پرواز کرنی پڑتی اور اس طرح ہم ناپال ایئر فورس کے ہاتھ لگ جاتے جو ہمیں اپنے ایئر پورٹ پر اتار کر واپس کافرستان کے حوالے کر دیتے جب کہ اگر یہ سپیشل ہیلی کاپٹر ہمارے ہاتھ لگ جائے تو ہم ناپال کے سرحدی جنگل میں داخل ہو کر اس کی سرحد کے ساتھ ساتھ سفر کرتے ہوئے بڑے اطمینان سے پاکیشیا میں داخل ہو سکتے ہیں۔“ عمران نے کہا۔

”لیکن عمران تم نے اندازہ لگایا ہے کہ یہاں سے پہلے ناپال اور پھر پاکیشیا میں داخل ہونے تک کتنا فاصلہ اس ہیلی کاپٹر کو طے کرنا پڑے

”اگر آپ کہیں تو میں کسی اونچے درخت پر چڑھ کر جائزہ لوں شاید کہیں آس پاس کوئی بستی ہو اور ہمیں وہاں سے پہاڑی فخر وغیرہ مل سکیں“..... کیپٹن شکیل نے کہا۔

”اس سے کیا فرق پڑتا ہے۔ فخر ہمیں ریجنر یا ایسی کسی فورس سے تو نہیں بچا سکتے۔ اس کا تو صرف ایک ہی حل ہے کہ ہمیں مقامی لباس اور میک اپ کا سامان مل جائے پھر ہم بچ کر نکل سکتے ہیں“..... صفدر نے کہا۔

”اب کسی پہاڑی گاؤں میں میک اپ کا سامان کہاں سے آئے گا“۔ کیپٹن شکیل نے کہا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلادیا۔ عمران خاموش بیٹھا ہوا تھا۔ اس نے ان کی کسی بات کا جواب نہ دیا تھا۔

”عمران صاحب وہ فارمولا وہ تو آپ کے پاس محفوظ ہی ہوگا۔“

اچانک صالحہ نے کہا۔

”ہاں وہ میں نے چیک کر لیا ہے۔ وہ میری خفیہ جیب میں محفوظ ہے“..... عمران نے مختصر سا جواب دیتے ہوئے کہا۔

”میرے ذہن میں ایک تجویز آئی ہے“..... اچانک جو لیانے کہا۔

”کیا“..... عمران نے چونک کر پوچھا اور باقی ساتھی بھی اس کی طرف متوجہ ہو گئے۔

”اگر ہم مالٹی تک پہنچ جائیں تو وہاں ہمیں پناہ مل سکتی ہے اور وہاں فون بھی ہے آپ کا فرستان دارالحکومت میں ناثران کو فون کر کے وہاں سے میک اپ کا سامان بھی منگوا سکتے ہیں۔ لباس بھی اور سواری

بھی“..... جو لیانے کہا تو عمران بے اختیار چونک پڑا۔

”اوہ واقعی ایسا ہو سکتا ہے لیکن یہاں سے مالٹی کافی دور ہے۔ ہم وہاں تک پیدل نہیں جاسکتے البتہ اگر وہ سپیشل ہیلی کاپٹر مل جائے تو پھر ہم بجائے ناپال جانے کے اس پر سوار ہو کر مالٹی جاسکتے ہیں۔“

عمران نے کہا تو سب نے اثبات میں سر ہلادیئے۔

”ہاں البتہ یہ قابل عمل پلان ہے۔ اگر ہمیں وہ سپیشل ہیلی کاپٹر مل جائے تو“..... صفدر نے کہا۔

”میرا اندازہ ہے کہ شاگل اپنے کسی ساتھی کو ساتھ لے کر پہلے یہاں خود چیکنگ کے لئے آئے گا۔ اسے لامحالہ ان لڑاکا جہازوں سے یہی رپورٹ ملے گی کہ ہیلی کاپٹر کو تباہ کر دیا گیا ہے اور وہاں ارد گرد کے وسیع علاقے میں فائرنگ کی گئی ہے تو وہ لازماً ہماری لاشیں چیک کرنے کے لئے آئے گا اور اس ہیلی کاپٹر کے علاوہ اس کے پاس فوری طور پر یہاں پہنچنے کا اور کوئی ذریعہ نہیں ہے“..... عمران نے کہا۔

”تو پھر ہمیں اسی غار میں ٹھکانہ بنالینا چاہئے کیونکہ اس سپیشل ہیلی کاپٹر نے اچانک درختوں کے درمیان سے نمودار ہو جانا ہے اور پھر ہم بھاگ بھی نہ سکیں گے“..... صفدر نے کہا۔

”ٹھیک ہے اٹھو چلیں“..... عمران نے کہا اور وہ سب کھڑے ہو گئے۔ اب صالحہ بھی اٹھ کر کھڑی ہو سکتی تھی سہتاخہ وہ بھی اٹھ کھڑی ہوئی لیکن چلتے ہوئے جو لیانے اسے سہارا دیا اور وہ سب آہستہ آہستہ چلتے ہوئے دوبارہ اسی غار کی طرف بڑھتے چلے گئے۔

طرف سے بولنے والے کا لہجہ یکھت موڈ بانہ ہو گیا۔

”کیا مکمل ہوا ہے۔ کس طرح مکمل ہوا ہے کہاں مکمل ہوا۔“
تفصیل سے رپورٹ دو اور..... شاگل نے اس بار عصیلے لہجے میں کہا
”سر ہمارا تعلق رام وتی ایر فورس اڈے سے ہے۔ یہاں ایم سی
نائب خصوصی جہاز موجود ہیں جو ماؤتین جہاز کہلاتے ہیں۔ ہمیں
دارالحکومت سے وائس ایر مارشل صاحب نے حکم دیا کہ ایک گن
شب ہیلی کاپٹر جس کی تفصیلات بھی انہوں نے بتا دیں۔ سر سار کے
علاقے میں پرواز کر رہا ہے۔ اس میں پاکیشیائی ایجنٹ سوار ہوں گے یا
پھر کافرستان سیکرٹ سروس کے ایجنٹ۔ کافرستان سیکرٹ سروس کے
ایجنٹ کا نام سیٹھی ہے جب کہ پاکیشیائی ایجنٹوں کا لیڈر علی عمران ہے
میں نے اس ہیلی کاپٹر کو جبراً رام وتی ایر پورٹ پر اتارنا ہے اور اگر وہ
اترنے پر رضا مند نہ ہو تو اسے فضا میں ہی ہٹ کر دینا ہے۔ اس کے
ساتھ انہوں نے یہ بھی بتایا کہ علی عمران سیٹھی کی آواز اور لہجے میں بھی
بات کر سکتا ہے اور اپنا نام سیٹھی بھی بتا سکتا ہے اس لئے ہم چیک
کریں کہ اگر اصل سیٹھی ہوا تو اس کے ساتھ صرف ایک آدمی زندہ
ہوگا باقی لاشیں ہوں گی اور اگر پاکیشیائی ایجنٹ اس ہیلی کاپٹر میں
ہوئے تو وہ لوگ کافی تعداد میں ہوں گے اور جب رام وتی ایر پورٹ پر
ہیلی کاپٹر اترے تو اگر اس میں پاکیشیائی ایجنٹ ہوں تو انہیں گرفتار
کرنے کی بجائے انہیں فوراً گولیوں سے اڑا دیا جائے۔ چنانچہ ان کے
حکم پر ایر پورٹ پر ہنگامی اقدامات کئے گئے اور ہم دو ایر کرافٹ لے کر

شاگل مسلسل کیمین میں ٹہل رہا تھا اسے اب ایر فورس کی طرف
سے اطلاع کا انتظار تھا جبکہ سریندر اطمینان سے کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔
اس نے اٹھنے کی کوشش کی تھی لیکن شاگل نے ہاتھ کے اشارے سے
اسے اٹھنے سے روک دیا تھا جب کہ وہ خود مسلسل ٹہل رہا تھا۔ پھر
نجانے اس حالت میں کتنی دیر گزر گئی کہ ٹرانسمیٹر سے کال کی آواز
سنائی دینے لگی اور شاگل اس طرح ٹرانسمیٹر کی طرف جھپٹا جیسے بھوکا
عقاب شکار پر جھپٹتا ہے اس نے بجلی کی سی تیزی سے بٹن دبا دیا۔
”ہیلو ہیلو سکوارڈن لیڈر نرمین کالنگ اور“..... ایک آواز
سنائی دی۔

”ییس چیف آف سیکرٹ سروس شاگل انڈنگ یو اور“۔ شاگل
نے بڑے تحکمانہ لہجے میں کہا۔

”سر ہمیں جو مشن دیا گیا تھا وہ مکمل کر دیا گیا ہے اور“۔ دوسری

مارتے ہی ہم نے فائرنگ پوزیشن لے لی تھی اور ہیلی کاپڑا بھی زمین پر بھی نہ پہنچا تھا کہ ہم نے اس پر میزائل ہٹ کر دیا تھا اور..... نریمان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

”کیا تمہیں مکمل یقین ہے کہ وہ لوگ واقعی ہلاک ہو چکے ہیں اور.....“ شاگل نے کہا۔

”یس سر مکمل اور حتمی طور پر اور.....“ سکوارڈن لیڈر نریمان نے بڑے ٹھوس لہجے میں جواب دیتے ہوئے کہا۔

”ہو نہہ کہاں یہ ہیلی کاپڑا ہٹ ہوا ہے۔ درست لوکیشن بتاؤ اور.....“ شاگل نے کہا تو نریمان نے اسے لوکیشن سمجھانی شروع کر دی۔

”اوکے اور اینڈ آل.....“ شاگل نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”سر مبارک ہو۔ آپ کا مشن کامیابی سے مکمل ہو گیا۔“ سریندر نے کہا۔

”لیکن مجھے یقین نہیں آ رہا کہ وہ شیطان عمران اس طرح آسانی سے مر سکتا ہے۔ نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ اس کے پاس گن شپ ہیلی کاپڑا تھا وہ تو ان دونوں ایئر کرافٹ پائلٹوں کو ناکوں پچنے جو اودیتا وہ انہیں بھی ہٹ کر سکتا تھا.....“ شاگل نے ایک بار پھر ٹپکتے ہوئے کہا۔

”باس اگر آپ اجازت دیں تو میں سپیشل ایئر کرافٹ پر جا کر وہاں چیکنگ کروں اور آپ کو ٹرانسمیٹر پر رپورٹ دوں.....“ سریندر نے کہا۔

”کیا تم اس سپیشل ایئر کرافٹ کو پینڈل کر سکتے ہو.....“ شاگل

سراسر کے علاقے میں پہنچے تو میں نے اس گن شپ ہیلی کاپڑا کو پرواز کرتے ہوئے چمک کر لیا۔ اس کا رخ ناپال کی سرحد کی طرف تھا۔ ہم نے اسے چمک کیا اس کے پائلٹ سے ٹرانسمیٹر بات کی۔ اس نے بتایا کہ وہ سیٹھی ہے لیکن ہم نے اسے رام دتی ایئرپورٹ کی طرف رخ موڑنے کے لئے کہا لیکن اس نے اچانک ایک کھلی جگہ پر غوطہ دے کر ہیلی کاپڑا اتار دیا۔ ہم سمجھ گئے کہ یہ دشمن ایجنٹ ہیں چنانچہ ہم نے فوری طور پر میزائل فائر کر دیا اور ہیلی کاپڑا کو تباہ کر دیا اس کے بعد ہم نے احتیاطاً اس جگہ سے تقریباً چار پانچ گز کے ایسے میں چاروں طرف تیز اور بے پناہ فائرنگ کی اور اس کے بعد جب ہماری پوری طرح تسلی ہو گئی کہ ہمارا مشن مکمل ہو گیا ہے تو ہم واپس آگئے اور اب آپ کو اطلاع دے رہے ہیں اور.....“ نریمان نے مسلسل بولتے ہوئے کہا چونکہ یہ ٹرانسمیٹر کال تھی اس نے جب تک نریمان خاموش نہ ہو جاتا اور اپنی طرف کا بٹن آف نہ کرتا تو شاگل بول نہ سکتا تھا اس لئے شاگل اس دوران مسلسل غصے سے سر جھٹکتا رہا۔ وہ شاید بار بار اسے ٹوکنا چاہتا تھا لیکن بے بس تھا۔

”جب تم نے ہیلی کاپڑا ہٹ کر دیا تھا تو پھر فائرنگ کیوں کی اس کا مطلب ہے کہ تم نے ہیلی کاپڑا ہٹ کرنے میں انہیں استقامت دے دیا تھا کہ وہ ہیلی کاپڑا سے اتر کر جنگل میں جا سکیں اور.....“ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”نوسر ایسا ہم نے صرف احتیاطاً کیا تھا ورنہ تو ہیلی کاپڑا کے غوطہ

ڑکی کو ہلاک کر کے پھر اطمینان سے عمران اور اس کے سارے ساتھیوں کو ختم کر کے ہی واپس آتا۔۔۔۔۔ شاگل نے انتہائی افسوس بھرے لہجے میں کہا۔

”آپ بے فکر رہیں باس اگر وہ لوگ زندہ ہوئے تو میں انہیں کسی صورت بھی نہ بھاگنے دوں گا۔۔۔۔۔ سریندر نے کہا اور شاگل نے

اشارات میں سر ہلادیا۔

”چیکنگ سکریں آن کر دو اور ہیلی کاپٹر کو آہستہ چلاؤ تاکہ اطمینان سے ان کی چیکنگ کر سکیں۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا۔

”ابھی وہ پہاڑ دور ہے باس۔۔۔۔۔ سریندر نے جواب دیا۔

”مجھے معلوم ہے۔ کیا تم مجھے بھی اپنی طرح احمق سمجھتے ہو نا سنسن اگر وہ زندہ ہوئے تو کیا اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے ساتھ چمٹ کر بیٹھے ہوئے ہوں گے ہو سکتا ہے کہ وہ لوگ پیدل قبیلے کی طرف آرہے ہوں اور ہم وہاں جا کر اپنا سر تلاش کریں گے۔۔۔۔۔ شاگل نے انتہائی غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔ یس سر آپ ٹھیک کہتے ہیں سر۔۔۔۔۔ سریندر نے بوکھلائے ہوئے لہجے میں کہا۔

”آئندہ اگر میری بات پر کوئی اعتراض کیا تو ایک لمحے میں تمہاری اس خالی کھوپڑی میں سوراخ کر دوں گا سمجھے۔۔۔۔۔ شاگل نے اور زیادہ غصیلے لہجے میں کہا۔

”یس سر۔۔۔۔۔ سریندر نے لٹکے ہوئے چہرے کے ساتھ کہا اور اس

نے چونک کر پوچھا۔

”یس سر انتہائی آسانی سے سر میں نے باقاعدہ ایئر فورس سے ٹریننگ لی ہوئی ہے اور اس ٹائپ کے طیاروں کا تو میں سپیشلسٹ ہوں۔ اس کے سارے سسٹم جانتا ہوں سر۔۔۔۔۔ سریندر نے فاخرانہ لہجے میں کہا۔

”اوہ پھر ٹھیک ہے پھر میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گا۔ اس طرح میں آسانی سے نیچے چیکنگ کر سکوں گا۔ آؤ چلیں۔۔۔۔۔ شاگل نے کہا اور تیزی سے کمرے کے بیرونی دروازے کی طرف بڑھنے لگا۔ سریندر بھی اس کے پیچھے تھا اور تھوڑی دیر بعد وہ دونوں اس سپیشل ہیلی کاپٹر پر سوار اس علاقے کی طرف بڑھے چلے جا رہے تھے جہاں سکوارڈن لیڈر زیرمان کے مطابق ہیلی کاپٹر کو تباہ کیا گیا تھا۔

”باس اس ہیلی کاپٹر پر باہر سے فائرنگ بھی کی جائے تب بھی اس پر کوئی اثر نہیں ہوتا۔۔۔۔۔ اچانک سریندر نے کہا تو شاگل بے اختیار چونک پڑا۔

”یہ کیسے ہو سکتا ہے۔۔۔۔۔ شاگل نے حیرت بھرے لہجے میں کہا۔

”اس کی باڈی خصوصی طور پر بنائی جاتی ہے باس۔ اس پر گولی لگ بھی جائے تو وہ پھسل کر دور جا گرتی ہے۔ کسی طرح اندر نہیں گھس سکتی۔ البتہ میزائل اسے ہٹ کر سکتا ہے۔“ سریندر نے جواب دیا۔

”اوہ ویری بیڈ۔ وہ احمق راٹھور اگر مجھے پہلے بتا دیتا تو میں وہیں اس

”باس فائرنگ کا تو اس پر اثر ہوتا نہیں اور میرا نسل یقیناً ان کے پاس ہوں گے نہیں“..... سریندر نے جواب دیا اور شاگل نے اثبات میں سر ہلادیا۔ ہیلی کا پٹر مسلسل اس سارے علاقے کا چکر کاٹ رہا تھا لیکن کہیں بھی کوئی انسان نظر نہ آ رہا تھا اور نہ ہی ایسے کوئی آثار نظر آ رہے تھے جن سے معلوم ہوتا کہ وہاں کوئی انسان موجود رہا ہے۔ مسلسل نصف گھنٹے تک وسیع علاقے میں پرواز کے بعد آخر کار شاگل بھی اس بات کا قائل ہو گیا کہ عمران اور اس کے ساتھی اس ہیلی کا پٹر کے اندر ہی ختم ہو گئے ہیں۔

”ایسا کرو کہ اس ہیلی کا پٹر کے قریب جا کر اسے اتار دو اور پھر نیچے جا کر تباہ شدہ ہیلی کا پٹر کو چیک کرو کہ اس کے اندر جلی ہوئی انسانی لاشیں موجود ہیں یا نہیں“..... شاگل نے اسے حکم دیتے ہوئے کہا۔ ”آپ ساتھ نہیں جائیں گے باس“۔ سریندر نے حیران ہو کر کہا۔ ”پھر وہی حماقت کی باتیں میں اندر سکریں پر ایریا چیک کرتا رہوں گا۔ ہو سکتا ہے وہ کہیں چھپے ہوئے ہوں اور اچانک آجائیں تو ہم دونوں پھنس جائیں گے اس طرح میں تمہیں کور کرتا رہوں گا۔“ شاگل نے کہا تو سریندر نے اثبات میں سر ہلادیا اور پھر تھوڑی دیر بعد اس نے اپنا سپیشل ہیلی کا پٹر تباہ شدہ ہیلی کا پٹر کے قریب ہی اتار دیا اور پھر کھڑکی کھول کر وہ نیچے اتر گیا البتہ اترنے سے پہلے اس نے عقب میں پڑی ہوئی مشین گن اٹھالی تھی۔ شاگل جلدی سے پائلٹ سیٹ پر بیٹھا اور اس نے کھڑکی بند کر لی اور اس طرح چوکنا ہو کر بیٹھ گیا جیسے

کے ساتھ ہی اس نے چیکنگ سسٹم آن کر دیا اور سکریں روشن ہو گئی سکریں پر چار خانے بنے ہوئے تھے اور چاروں خانوں میں علیحدہ علیحدہ چار سمتوں کے مناظر نظر آ رہے تھے۔ شاگل کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ پھر کافی دیر بعد اچانک ایک سکریں پر تباہ شدہ گن شب ہیلی کا پٹر نظر آنے لگ گیا تو شاگل اور سریندر دونوں چونک پڑے۔ ”اوہ ہیلی کا پٹر تو واقعی مکمل طور پر تباہ ہو گیا ہے لیکن مجھے ادھر ادھر کوئی لاش نظر نہیں آ رہی“..... شاگل نے کہا۔

”جس طرح ہیلی کا پٹر تباہ ہوا ہے باس اگر وہ لوگ اندر ہوئے تو ان کی تو لاشیں بھی جل کر راکھ ہو چکی ہوں گی“..... سریندر نے کہا۔ ”لیکن اگر وہ اس کے تباہ ہونے سے پہلے نکل گئے ہوئے تو۔“ شاگل نے کہا۔

”ہم وسیع ایریے میں چیکنگ کر لیتے ہیں۔ اگر وہ باہر ہوئے تو کہاں تک جاسکیں گے“..... سریندر نے کہا۔

”ہاں پھر ٹھیک ہے تم واقعی عقل مند آدمی ہو۔ گڈ آئیڈیا۔“ شاگل نے خوش ہو کر کہا اور سریندر بے اختیار مسکرا دیا۔ وہ اب شاگل کی نفسیات کو کسی حد تک سمجھتا جا رہا تھا کہ شاگل کو اگر اس کی بات پسند آجائے تو وہ انتہائی عقلمند بن جاتا ہے اور اگر پسند نہ آئے تو پھر وہ شاگل کے نزدیک دنیا کا سب سے بڑا محق قرار پاتا ہے۔

”خیال رکھنا یہ لوگ حد درجہ شاطر ہیں ایسا نہ ہو کہ ہمارا ہیلی کا پٹر ہی اڑا دیں“..... شاگل نے کہا۔

”باس باس۔ ادھر دیکھیں باس“..... اچانک سریندر نے چیختے ہوئے کہا تو شاگل بے اختیار مڑا اور رک گیا۔

”کیا ہوا ہے“..... شاگل نے اتہائی بے چین سے لہجے میں کہا۔

”باس ادھر قدموں کے نشانات ہیں“..... سریندر نے ایک طرف گھاس کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ۔ اوہ۔ پھر تو واپس چلو جلدی کرو“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور ایک بار پھر مڑ کر ہیلی کا پڑ کی طرف بھاگ پڑا۔ ہیلی کا پڑ کی کھڑکی اسی طرح کھلی ہوئی تھی۔ وہ کھڑکی کے قریب پہنچ کر اوپر چڑھنے ہی لگا تھا کہ اچانک ایک سایہ سا اس پر چھپنا اور دوسرے لمحے اس کے منہ سے ہلکی سی چیخ نکل گئی اور وہ چیختا ہوا نیچے گر اگر اسی لمحے اس کے اوپر موجود بوجھ یکھٹ ہٹ گیا اور شاگل نے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کی لیکن اسی لمحے فائرنگ کی آوازیں گونجیں اور اس کے ساتھ ہی اٹھتے ہوئے شاگل کے حلق سے چیخ نکلی اور وہ دھپ سے واپس گر گیا اسے یوں محسوس ہوا تھا جیسے کئی گرم سلاخیوں اس کے جسم میں گھستی چلی گئی ہوں اور اس کے ساتھ ہی اس کی آنکھوں کے سامنے اس طرح اندھیرا چھا گیا جیسے رات کے وقت اچانک بجلی چلے جانے سے ہر طرف گھپ اندھیرا سا چھا جاتا ہے۔

ابھی ہیلی کا پڑ کو اڑا کر لے جائے گا اس کی نظریں سکریں پر جمی ہوئی تھیں۔ سکریں پر اسے سریندر بڑے چوکنا انداز میں تباہ شدہ ہیلی کا پڑ کی طرف جاتا دکھائی دے رہا تھا لیکن ہر طرف خاموشی چھائی ہوئی تھی۔ سریندر تباہ شدہ ہیلی کا پڑ کے پاس پہنچ کر اس نے بڑے محتاط انداز میں گھوم کر چاروں طرف کا جائزہ لیا اور پھر اس نے مشین گن کی نال سے تباہ شدہ ہیلی کا پڑ کے مختلف حصوں کو ہٹانا شروع کر دیا۔ کچھ دیر تک وہ ایسا کرتا رہا پھر مڑا اور اس طرح ہاتھ ہلانے لگا جیسے کہہ رہا ہو کہ لاشیں ہیلی کا پڑ میں موجود ہیں۔

”اوہ یہ تو واقعی وہ شیطان مارا گیا ہے۔“ شاگل نے کہا اور کھڑکی کھول کر تیزی سے نیچے اترا اور دوڑتا ہوا تباہ شدہ ہیلی کا پڑ کی طرف بڑھ گیا۔

”کہاں ہیں لاشیں“۔ شاگل نے قریب جا کر کہا۔

”لاشیں تو نہیں ہیں باس اسی بات کا تو میں نے اشارہ کیا تھا۔“

سریندر نے حیران ہو کر کہا۔

”کیا۔ کیا کہہ رہے ہو۔ تم نے تو اشارہ کیا تھا کہ لاشیں ہیں“.....

شاگل نے بری طرح اچھلتے ہوئے کہا۔

”نہیں باس میں نے تو یہ اشارہ کیا تھا کہ لاشیں نہیں ہیں آپ خود

آکر دیکھ لیں۔“ سریندر نے کہا۔

”تو چلو پھر واپس پھر کھڑے کیوں ہو۔ مجھے خطرہ محسوس ہو رہا ہے“..... شاگل نے تیز لہجے میں کہا اور واپس ہیلی کا پڑ کی طرف دوڑ پڑا۔

حمد کر سکیں"..... صالحہ نے کہا۔ وہ دہانے کی دوسری طرف کھڑی تھی۔

"اوہ نہیں اس ہیلی کاپٹر میں یقیناً شاگل بھی ہوگا اور وہ بے حد وہی آدمی ہے۔ وہ جب تک پوری تسلی نہیں کر لے گا اس وقت تک ہیلی کاپٹر نیچے نہیں اتارے گا"..... عمران نے جواب دیا۔ اسی لمحے ہیلی کاپٹر اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے اوپر معلق رہا پھر آگے بڑھ گیا۔ عمران نے صالحہ کو اشارہ کیا اور وہ دونوں تیزی سے پیچھے ہٹتے چلے گئے۔ ہیلی کاپٹر غار کے دہانے سے کافی بلند تھا اور ان کے اوپر سے گزرتا چلا گیا۔

"کہیں واپس ہی نہ چلا جائے"..... صفدر نے کہا۔

"نہیں پہلے یہ تسلی کرے گا۔ اسے ہیلی کاپٹر کے ساتھ ہماری لاشیں نظر نہیں آئی ہیں اس لئے اب یہ ادھر ادھر گھوم کر چاروں طرف ہمیں تلاش کرے گا"..... عمران نے کہا اور پھر واقعی کافی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی آواز ایک بار پھر انہیں سنائی دی لیکن پھر دور جاتی ہوئی معلوم ہوئی۔ پھر کافی دیر بعد ایک بار پھر ہیلی کاپٹر کی آواز سنائی دی اور عمران نے باہر جھانکا تو ہیلی کاپٹر اس تباہ شدہ ہیلی کاپٹر سے کافی دور نیچے اتر رہا تھا۔

"سنو صالحہ جیسے ہی یہ باہر آئیں گے میں وہاں جا کر سب سے پہلے ہیلی کاپٹر پر قبضہ کروں گا اس کے بعد ان سے نمٹ لیا جائے گا۔" عمران نے کہا اور صالحہ نے اشبات میں سر ہلادیا۔ تھوڑی دیر بعد انہوں نے ہیلی کاپٹر سے ایک نوجوان کو نیچے اترتے ہوئے دیکھا اس کے ہاتھوں میں

عمران صاحب وہی سپیشل ہیلی کاپٹر آ رہا ہے"..... صالحہ نے باہر سے غار کے دہانے میں داخل ہوتے ہوئے کہا تو وہ سب بے اختیار چونک پڑے۔ عمران بھی ایک جھٹکے سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔

"اوہ تم لوگ اور اندر کی طرف کھسک جاؤ۔ اس ہیلی کاپٹر کے اندر خصوصی چیکنگ سسٹم بھی ہیں"..... عمران نے کہا اور خود وہ تیزی سے دہانے کی طرف بڑھا اور اس نے دہانے کے قریب رک کر سر باہر نکالا تو اسے دور سے درختوں کے درمیان ادھر ادھر گھومتا چکر کاٹا اور اپنی طرف آتا دو پروں والا سپیشل ہیلی کاپٹر دکھائی دیا تو اس کے چہرے پر بے اختیار اطمینان کے تاثرات ابھر آئے۔ کیونکہ وہ واقعی یہاں بری طرح پھنس کر رہ گئے تھے اور کسی طرف نکلنے کا کوئی راستہ ہی نظر نہ آتا تھا۔

"عمران صاحب ہمیں ادھر ادھر چھپ جانا چاہئے تھا۔ تاکہ بروقت

”میں جا رہا ہوں“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی وہ جھک کر غار کے دہانے سے باہر موجود تھماڑی کی آڑ لیتا ہوا باہر نکلا اور پھر کرانگ کرتا ہوا انتہائی محتاط انداز میں چکر کاٹ کر ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھتا چلا گیا۔ اب شاگل اور وہ نوجوان دونوں تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے قریب کھڑے باتیں کر رہے تھے۔ عمران تیزی سے آگے بڑھا چلا جا رہا تھا اور پھر وہ ہیلی کاپٹر کی دوسری طرف پہنچ جانے میں کامیاب ہو گیا لیکن اسی لمحے اس نے شاگل کو دوڑ کر ہیلی کاپٹر کی طرف آتے دیکھا جب کہ وہ نوجوان وہیں کھڑا ہوا تھا سہونکہ ہیلی کاپٹر ہر طرف سے بند تھا۔ صرف اس کی دوسری طرف پائلٹ سیٹ والی کھڑکی کھلی ہوئی تھی اس لئے عمران تیزی سے ہیلی کاپٹر کے نیچے سے گزر کر آگے بڑھنے لگا اور عین اسی لمحے اس نے شاگل کو اوپر بڑھتے دیکھ لیا۔ اسے شاگل کی نانگیں نظر آ رہی تھیں۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے آگے بڑھ کر شاگل کی نانگیں پکڑ کر اسے ایک جھٹکے سے نیچے واپس کھینچ کر زمین پر ڈالا ہی تھا کہ اچانک اس کی نظریں اس نوجوان پر پڑیں جو اس کی طرف مشین گن کئے ہوئے تھا۔ عمران نے بجلی کی سی تیزی سے کروٹ بدلی اور ہیلی کاپٹر کے نیچے ہو گیا۔ اسی لمحے فائرنگ کی تیز آوازیں سنائی دیں اور اس کے ساتھ ہی شاگل کے حلق سے پھٹت چیخیں نکل گئیں وہ عمران کے اچانک ہٹ جانے کی وجہ سے بے اختیار اٹھنے کی کوشش کر رہا تھا کہ گولیوں کی زد میں آکر دوبارہ گرا اور پانی سے نکلے ہوئی مچھلی کی طرح تڑپنے لگا۔

مشین گن تھی اور وہ بڑے چوکنا انداز میں ادھر ادھر دیکھتا ہوا تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کی طرف بڑھا چلا آ رہا تھا۔

”یہ اکیلا اترا ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ شاگل ابھی اندر ہے۔“ عمران نے ہونٹ بھیختے ہوئے کہا۔

”آپ تو جائیں“..... صالحہ نے کہا۔

”نہیں وہ اندر سکرین سے چیکنگ کر رہا ہوگا اور اگر اسے معمولی سا بھی شک پڑ گیا تو پھر وہ ہیلی کاپٹر سمیت ہمارے ہاتھوں سے نکل جائے گا۔ ہمارے پاس اسلحہ بھی نہیں ہے اور اس کے بعد یہاں سینکڑوں کی تعداد میں بھی چھاتہ بردار فوجی اتر سکتے ہیں“..... عمران نے جواب دیا اور صالحہ نے اشبات میں سر ہلا دیا۔ اسی دوران ہیلی کاپٹر سے اترنے والا نوجوان تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے قریب پہنچ چکا تھا۔ وہ واقعی بے حد چوکنا اور محتاط نظر آ رہا تھا۔ عمران اور صالحہ دونوں خاموشی سے غار کے دہانے سے اسے دیکھ رہے تھے۔ اس نے جھک کر تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کے چلے ہوئے حصوں کو مشین گن کی نال سے ہٹا کر چیک کرنا شروع کر دیا۔ پھر اس نے سیدھا ہو کر ہیلی کاپٹر کی طرف دیکھتے ہوئے ہاتھ ہلا کر اشارہ کرنا شروع کر دیا اور تھوڑی دیر بعد ہیلی کاپٹر کی کھڑکی کھلی اور عمران نے شاگل کو باہر نکلتے ہوئے دیکھا۔ اس کے ہاتھ میں بھی مشین گن تھی۔ وہ تیزی سے تباہ شدہ ہیلی کاپٹر کی طرف آ رہا تھا۔ اس کا اطمینان بتا رہا تھا کہ وہ اس نوجوان کے اشارے سے یہی مطلب سمجھا ہے کہ خطرے کی کوئی بات نہیں۔

"عمران صاحب یہ مر رہا ہے"..... اچانک عقب سے صالحہ کی چیختی ہوئی آواز سنائی دی اور عمران اس کی بات سن کر تیزی سے مڑا ہی تھا کہ یلگت سریندر نے کسی چھلاوے کی طرح اس پر چھلانگ لگا دی لیکن دوسرے لمحے وہ بری طرح چیختا ہوا اچھل کر آگے سر کے بل نیچے گرا کیونکہ عمران بھی اس کے چھلانگ لگاتے ہی بجلی کی سی تیزی سے ایک طرف ہٹ گیا تھا اور اس کے ساتھ ہی فائرنگ کی تیز آواز گونجی اور زمین پر گر کر اٹھتا ہوا سریندر چیخ مار کر نیچے گرا۔ اور پھر ساکت ہو گیا۔

"احمق آدمی اتنے فاصلے سے چھلانگ لگا رہا تھا جیسے لانگ جمپ کا مظاہرہ کر رہا ہو۔" نانسنس..... عمران جس نے اس پر فائر کھول دیا تھا بڑاتے ہوئے کہا اور تیزی سے شاگل کی طرف دوڑ پڑا۔ اس نے جا کر چیک کیا تو شاگل کے جسم میں تین گولیاں گھسی ہوئی تھیں اور وہ واقعی شدید زخمی تھا۔

"اس ہیلی کاپٹر میں بھی فرسٹ ایڈ باکس ہو گا وہ لے کر جلدی سے چٹنے پر آؤ میں اسے وہاں لے جا رہا ہوں جلدی کرو"..... عمران نے صالحہ سے کہا اور جھک کر اس نے شاگل کو اٹھا کر کاندھے پر ڈال لیا۔

"لیکن یہ تو دشمن ہے عمران صاحب"..... صالحہ نے حیران ہوتے ہوئے کہا۔

"تو کیا ہوا انسان بھی ہے زخمی بھی اور سیکرٹ سروس کا چیف بھی جلدی لے کر آؤ فرسٹ ایڈ باکس"..... عمران نے کہا اور اس کے

"باس باس"..... یلگت اس نوجوان نے بے تحاشا ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ کر آتے ہوئے کہا لیکن دوسرے لمحے وہ بھی چیختا ہوا اچھل کر منہ کے بل نیچے گرا اور مشین گن اس کے ہاتھوں سے ٹکل کر دور جا گری۔ شاگل کا جسم اب ساکت ہو چکا تھا۔ عمران تیزی سے نیچے سے نکلا اور بے تحاشا دوڑتا ہوا اس طرف کو بڑھا جہاں صالحہ اور اس نوجوان کے درمیان انتہائی خوفناک جنگ ہو رہی تھی۔

"خبردار اٹھ کر کھڑے ہو جاؤ"..... عمران نے ایک طرف جھاڑی کے اوپر پڑی ہوئی مشین گن اٹھا کر اس کا رخ اس نوجوان کی طرف کرتے ہوئے کہا اور اسی لمحے صالحہ اچھل کر ایک طرف ہٹ گئی تو وہ نوجوان ہونٹ بھینچے اٹھ کر کھڑا ہو گیا اس کے چہرے پر حیرت اور مایوسی کے ملے جلے تاثرات تھے۔

"صالحہ جا کر دیکھو شاگل کی کیا پوزیشن ہے"..... عمران نے کہا اور صالحہ سر ملاتی ہوئی تیزی سے ہیلی کاپٹر کی طرف دوڑ پڑی۔

"تمہارا کیا نام ہے"..... عمران نے اس نوجوان سے پوچھا۔

"میرا نام سریندر ہے اور میں کافرستان سیکرٹ سروس کا ڈپٹی چیف ہوں"..... اس نوجوان نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

"کب بنے تھے ڈپٹی چیف"..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"آج ہی بنا ہوں"..... سریندر نے جواب دیا تو عمران بے اختیار ہنس پڑا۔ وہ سمجھ گیا تھا کہ شاگل کو اس کی کوئی بات پسند آگئی ہو گی اس لئے اس نے جذبات میں آکر اسے فوراً ہی ڈپٹی چیف بنا دیا ہو گا۔

ساتھ ہی وہ دوڑتا ہوا چٹنے کی طرف بڑھنے لگا۔ اس کے سارے ساتھی غار کے دہانے سے باہر آچکے تھے۔

”کون زخمی ہوا ہے۔ یہ تو شاگل لگ رہا ہے۔“ جو لیا کی حیرت بھری آواز سنائی دی۔

”ہاں شدید زخمی ہے۔“ عمران نے کہا اور آگے بڑھ گیا۔ چٹنے کے قریب پہنچ کر اس نے شاگل کو نیچے لٹایا۔ اسے معلوم تھا کہ زخموں کی نوعیت ایسی ہے کہ شاگل کی فوری موت کا کوئی خطرہ نہیں ہے لیکن اگر گولیاں کچھ درمیز اندر رہ گئیں تو پھر زہر پھیل جائے گا اور شاگل یقیناً مر جائے گا۔ اس کے ساتھ ساتھ اس کے زخموں سے مسلسل خون بہہ رہا تھا۔ خون کے زیادہ اخراج سے بھی موت واقع ہو سکتی تھی۔ اس نے چٹنے سے چلوؤں میں بھر بھر کر پانی سے شاگل کے زخم دھونے شروع کر دیئے تاکہ خون کا اخراج کم ہو سکے۔ اسی لمحے صالحہ فرسٹ ایڈ باکس اٹھائے دوڑتی ہوئی وہاں پہنچ گئی اور پھر صالحہ کی مدد سے عمران نے شاگل کے زخم دھوئے بلکہ اس کے زخموں کی سرجری کر کے اس نے گولیاں بھی باہر نکال دیں۔ باقی ساتھی بھی اس دوران وہاں پہنچ چکے تھے۔

”یہ اپنے ہی آدمی کے ہاتھوں زخمی ہوا ہے شاید۔“ صدر نے کہا ”ہاں اگر میری نظر ایک لمحہ پہلے اس سریندر پر نہ پڑ جاتی تو اس کی جگہ گولیاں میرے جسم میں اتر جاتیں۔“ عمران نے اسے انجکشن لگاتے ہوئے کہا اور سب نے اثبات میں سر ہلا دیئے۔

”یہ آپ کا ہی طرف ہے عمران صاحب کہ آپ اپنے جانی دشمن کی اس طرح مدد کر رہے ہیں۔“ صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”دوستوں کی مدد تو ہر کوئی کرتا ہے۔ لطف تو دشمنوں کی مدد کر کے آتا ہے۔“ عمران نے انجکشن لگا کر سوئی واپس کھینچتے ہوئے کہا ”عمران صاحب اپنے دشمن کو زندہ رکھنے کے قائل ہیں مس صالحہ ایسے مواقع بے شمار بار آئے ہیں۔ ہمیں بھی پہلے آپ کی طرح بے حد الجھن اور تکلیف ہوتی تھی لیکن عمران صاحب نے یہ کہہ کر ہمیں قائل کر دیا کہ شاگل کی موت سے کافرستان سیکرٹ سروس تو ختم نہیں ہو جائے گی۔ اس کی جگہ کوئی اور لے لے گا اور شاگل کی نفسیات اور اس کے کام کرنے کا انداز تو عمران صاحب اور ہم سب جانتے ہیں۔ نئے آدمی کے بارے میں کیا کہا جاسکتا ہے۔“ صدر نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”اوہ واقعی یہ بات درست ہے۔“ صالحہ نے جواب دیا۔ ”واہ اسے کہتے ہیں ذہنی ہم آہنگی ماشاء اللہ۔ ماشاء اللہ چشم بد دور۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے کہا تو صالحہ کے ساتھ ساتھ سب بے اختیار ہنس پڑے۔

”اب کیا پروگرام ہے عمران صاحب۔“ صدر نے جھینپتے ہوئے لہجے میں کہا وہ شاید موضوع بدلنا چاہتا تھا۔

”میں کیا کہہ سکتا ہوں جو جولیا کا پروگرام وہی میرا پروگرام۔“

چلے۔..... تنویر نے غراتے ہوئے کہا۔

”اس شاگل کا کیا ہوگا۔ کیا آپ اسے ساتھ لے جائیں گے۔“ صفدر نے کہا۔

”نہیں یہ جھوٹا ہیلی کاپڑ ہے اس لئے مجبوری ہے۔ اسے ابھی ہوش آ جائے گا۔ چشمہ بھی موجود ہے اور پھل دار درخت بھی۔ عیش کرتا رہے گا آؤ.....“ عمران نے کہا اور واپس مڑ کر ہیلی کاپڑ کی طرف بڑھ گیا۔ ہیلی کاپڑ واقعی جھوٹا سا تھا۔ لیکن کسی نہ کسی طرح وہ سب اس میں سوار ہو گئے اور عمران نے ہیلی کاپڑ کا انجن سٹارٹ کیا اور چند لمحوں بعد ہیلی کاپڑ اوپر اٹھ گیا۔ سکرین پر دور دور تک کا منظر نظر آ رہا تھا اور اسی لمحے عمران نے سکرین کے ایک خانے پر شاگل کو اٹھ کر بیٹھتے ہوئے دیکھا تو وہ بے اختیار مسکرا دیا۔

”شاگل کو ہوش آ گیا ہے عمران صاحب.....“ ساتھ والی سیٹ پر بیٹھے ہوئے صفدر نے کہا۔

”ہاں جو کچھ میں کر سکتا تھا وہ کر دیا اب آگے اس کی قسمت اگر جانوروں کی خوراک نہ بن سکا تو زندہ بچ جائے گا“..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ہاتھ بڑھا کر ٹرانسمیٹر ناثران کی مخصوص فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو پرنس آف ڈھمپ کالنگ اوور“..... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر کال دینی شروع کر دی۔ ساتھ ساتھ وہ ہیلی کاپڑ کو بھی درختوں کے درمیان سے بڑی مہارت سے گزارتا ہوا آگے بڑھا چلا جا رہا

عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”پھر وہی بکواس۔ سیدھی طرح بات کرو ہم اس وقت کر ٹیکل پوزیشن میں ہیں.....“ جولیا نے عصیلے لہجے میں کہا۔

”اس لئے تو تمہارے پروگرام پر آمنا صدقنا کہہ رہا ہوں تم اتنا ناراض ہو رہی ہو۔ کاش ذیل ایس کی طرح ہمارے درمیان بھی ذہنی ہم آہنگی ہوتی“..... عمران نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”میں کہہ رہی ہوں کہ بکواس مت کرو ہم اس وقت دشمن کے ایریے میں ہیں اور کسی بھی وقت سچوٹن پلٹ سکتی ہے“..... جولیا نے اور زیادہ جھلٹاتے ہوئے لہجے میں کہا۔

”تم نے خود ہی تو تجویز دی تھی کہ ہم اس سپیشل ہیلی کاپڑ پر سوار ہو کر مالتی جائیں اور وہاں سے ناثران کو کال کر کے میک اپ کا سامان اور سواری منگو کر نکل جائیں۔ یاد ہے اپنی تجویز“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”مجھے واقعی یاد نہیں رہا تھا۔ اب یاد آ گیا ہے۔ لیکن تم تو کسی اور پروگرام کی بات کر رہے تھے“..... جولیا نے اس بار قدرے جھینپے ہوئے لہجے میں مسکراتے ہوئے کہا۔

”وہ کیا مصرعہ ہے تنویر کہ تمہیں یاد ہو کہ نہ یاد ہو ہمیں یاد ہے سب ذرا ذرا.....“ عمران نے کہا اور ماحول بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”اس بکواس کا کوئی فائدہ بھی ہے ہمیں فوراً یہاں سے نکل جانا

پھنس جائیں گے"..... عمران نے جواب دیا۔

"لیکن اس طرح تو وہ یقیناً ہلاک ہو جائے گا وہ زخمی بھی ہے اور اکیلا بھی۔ پھر کیا ضرورت تھی اس کے لئے اتنا کچھ کرنے کی۔ ایک گولی دل میں مار کر اسے ختم کیا جاسکتا تھا"..... صفدر نے جواب دیا۔

"ارے ارے اب اتنا سفاک بننے کی بھی ضرورت نہیں ہے اگر تمہارے پاس دل نہیں رہا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ تم دوسروں کے دلوں میں گولیاں مارنی شروع کر دو"..... عمران نے کہا تو صفدر بے اختیار چونک پڑا۔

"کیا۔ کیا مطلب میرے دل کو کیا ہوا ہے"..... صفدر نے قدرے جھینپتے ہوئے کہا۔

"یہ تو تم خود بتاؤ گے کہ تمہارے دل کو کیا ہوا ہے اور اگر تم نہیں بتاؤ گے تو ہم سینڈ ایس سے پوچھ لیں گے۔ ویسے سنا تو یہی ہے کہ جب دو دل ملتے ہیں تو پچارے مرد کا دل غائب ہو جاتا ہے اور وہ بے دل بن کر رہ جاتا ہے"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی ہیلی کاپٹر بے اختیار قہقہوں سے گونج اٹھا۔

"تم صفدر اور صالحہ کے پیچھے اچھے لگے ہو۔ خدا تم سے بچائے"..... جو لیانے ہنستے ہوئے کہا۔

"اپنے دل میں جھانک کر بھی بتاؤ کہ خدا تمہیں کس سے بچائے مجھ سے یا تنویر سے"..... عمران نے مڑ کر کہا اور ہیلی کاپٹر ایک بار پھر قہقہوں سے گونج اٹھا۔

تھا۔

"یس این اینڈنگ یو اور"..... چند لمحوں بعد ناثران کی آواز سنائی دی لیکن عمران اس کے اپنے نام کی جگہ کو ڈا استعمال کرنے پر بے اختیار چونک پڑا۔

"کہاں سے بول رہے ہو اور"..... عمران نے کہا۔

"اسی جگہ سے پرنس جہاں آپ کو چھوڑا تھا۔ میں واپس آگیا تھا۔ ایف بھی میرے ساتھ ہے اور ہمارے پاس بڑی سواری بھی ہے اور دوسرا تمام سامان بھی۔ میرا خیال تھا کہ شاید آپ کو واپسی کے لئے اس سارے سامان کی ضرورت پڑے اور"..... دوسری طرف سے ناثران نے جواب دیا۔

"گڈ شائین۔ مجھے حقیقتاً تمہاری اس پیش بندی پر بے حد مسرت ہوئی ہے ہم وہیں پہنچ رہے ہیں اور اینڈ آف"..... عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

"ہم کتنی دیر میں پہنچ جائیں گے"..... صفدر نے پوچھا۔

"زیادہ سے زیادہ ایک گھنٹے بعد"..... عمران نے جواب دیا اور صفدر نے اثبات میں سر ہلا دیا۔

"شاکل کے بارے میں آپ نے کیا سوچا ہے"..... صفدر نے چند لمحے خاموش رہنے کے بعد کہا۔

"میں نے کیا سوچتا ہے۔ جو کچھ میں اس کے لئے کر سکتا تھا وہ میں نے کر دیا ہے۔ اب اس کے ساتھیوں کو اطلاع دے کر تو ہم خود

تیز آواز سنائی دی۔

”میں پاکیشیا سیکرٹ سروس کے چیف کا نمائندہ خصوصی بول رہا ہوں صدر صاحب سے میری بات کرائیں ورنہ کافرستان بہت بڑے نقصان سے بھی دوچار ہو سکتا ہے اور“..... عمران نے انتہائی سنجیدہ لہجے میں کہا۔

”دبٹ کریں اور“..... دوسری طرف سے جواب دیا گیا اور عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”یہ ٹرانسمیٹر کال چیک نہ کر لیں گے“..... صفدر نے کہا۔
”کر لیں جب تک یہ علاقہ چیک کر کے یہاں پہنچیں گے ہم مالتی سے نکل چکے بھی ہوں گے“..... عمران نے جواب دیا۔

”ہیلو ہیلو صدر صاحب لائن پر ہیں بات کریں اور“..... چند لمحوں بعد اسی ملٹری سیکرٹری کی وحشت بھری سی آواز سنائی دی۔
”ہیلو جناب صدر صاحب میں آپ کا پرانا نیاز مند علی عمران بول رہا ہوں اور“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا۔

”کیوں کال کی ہے کیا کہنا چاہتے ہو تم اور“..... صدر کافرستان کی غزاقی ہوئی آواز سنائی دی۔

”ارے ارے استغصہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے۔ آپ کو یقیناً لیبارٹری تباہ ہونے کی اطلاع مل چکی ہوگی لیکن آپ کو غصہ اپنے آدمی سردار کارو پر کرنا چاہئے جس نے ہیلی کاپٹر تباہ کر دیئے اور مجبوراً مجھے لیبارٹری تباہ کرنی پڑی۔ ورنہ مجھے تو صرف فارمولا چاہئے تھا اور وہ میں

”میرا نام لینے کی ضرورت نہیں ہے کچھ“..... تنویر نے غصیلے لہجے میں کہا۔

”میں تو پہلے ہی کہتا رہتا ہوں تم سے کہ اپنا نام بدل لو“۔ عمران نے جواب دیا۔

”کیوں میرے نام کو کیا ہوا ہے“..... تنویر نے قدرے غصیلے لہجے میں کہا۔

”تم خود ہی تو کہہ رہے ہو کہ میرا نام نہ لو۔ اس کا مطلب ہے کہ تمہیں اپنا نام پسند نہیں ہے۔ ویسے بھی نسوانی نام ہے اسے بدل کر کوئی مردانہ نام رکھ لو جیسے ہیبت۔ وحشت۔ دہشت خان نام ہوتے ہیں“..... عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور ہیلی کاپٹر بے ساختہ قہقہوں سے گونج اٹھا۔

”میرے خیال میں اب ہم تھوڑی دیر بعد مالتی پہنچ جائیں گے اس لئے شاگل کی اطلاع پہنچا دیں۔ وہ پچھارے چٹھے کے کنارے بیٹھا دھاڑیں مار مار کر رو رہا ہوگا“..... عمران نے مسکراتے ہوئے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر پر ایک فریکوئنسی ایڈجسٹ کرنی شروع کر دی۔

”ہیلو ہیلو علی عمران کالنگ اور“..... عمران نے ٹرانسمیٹر کا بٹن آن کر کے بار بار کال دیتے ہوئے کہا۔

”یس ملٹری سیکرٹری نوپریڈنٹ آف کافرستان۔ کون کال کر رہا ہے اس سپیشل فریکوئنسی پر اور“..... چند لمحوں بعد ایک حیرت بھری

فریکوئسی پر وہ کال رسیو کرے گا اس کا مخصوص حالات کے لئے رکھا ہوا بلاسٹنگ سسٹم خود بخود آن ہو جائے گا اور لیبارٹری میں میں نے سرہلم کا خاصا بڑا سٹاک دیکھ لیا تھا۔ یہ ایک خاص قسم کا پوڈر ہوتا ہے جو انتہائی حدت پر بارود کی طرح پھٹ جاتا ہے اور بلاسٹنگ نظام آن ہوتے ہی اس سرہلم کو مطلوبہ حدت مل جاتی ہے اور وہ بارود کی طرح پھٹ پڑا۔ نتیجہ یہ کہ لیبارٹری تباہ ہو گئی۔ عمران نے وضاحت کرتے ہوئے کہا۔

”وہ تو یہ سائنسی طور پر تباہ ہوئی ہے۔ یقیناً ایسا کام آپ ہی کر سکتے ہیں۔“ صالحہ نے ایک طویل سانس لیتے ہوئے کہا۔

”عمران صاحب آپ نے جنگلی جنگوں والی بات خوب کہی ہے۔ حالانکہ ان پہاڑی جنگوں میں تو کتے نہیں پالے جاتے۔“ صفدر نے کہا تو عمران بے اختیار مسکرا دیا۔

”ہوش میں آنے کے بعد شاگل بھی ذہنی کیفیت ہو گی وہ بھی جی طرح جاتا ہوں۔ اسے خرگوش بھی دیکھ کر نظر آ رہا ہے ہوں گے۔“ عمران نے مسکراتے ہوئے جواب دیا اور شاگل کے بے ساختہ ہنسنے سے گونج اٹھا۔

سسٹم کشد

نے حاصل کر لیا تھا۔ مجھے لیبارٹری تباہ کرنے کی ضرورت نہ تھی کیونکہ یہ لیبارٹری تو دراصل اصل لیبارٹری کا کنٹرولنگ سیٹ اپ تھا۔ اس کے تباہ ہونے یا نہ ہونے سے اصل لیبارٹری پر کیا فرق پڑتا ہے۔ آپ کچھ عرصے بعد دوسری بنالیں گے۔ میں آپ کو کال اس لئے کر رہا ہوں کہ سرسار کے اس علاقے میں جہاں آپ کی ایئر فورس کے لڑاکا طیاروں نے جن کا تعلق رام وقتی ایئر پورٹ سے تھا۔ ہمارا گن شپ ہیلی کاپٹر تباہ کیا تھا وہاں ایک چٹھے کے کنارے کافرستان سیکرٹ سروس کا چیف شاگل زخمی حالت میں موجود ہے اسے اس کے ڈپٹی چیف سریندر نے فائرنگ کر کے شدید زخمی کر دیا تھا۔ میں نے اس کے جسم سے گولیاں نکال کر اس کی مرہم پٹی کر دی ہے۔ آپ وہاں سے اس کی واپسی کا فوری بندوبست کرائیں ایسا نہ ہو کہ آپ کی سیکرٹ سروس کے چیف کو جنگلی کتے کھا جائیں اور اینڈ آل۔“ عمران نے کہا اور اس کے ساتھ ہی اس نے ٹرانسمیٹر آف کر دیا۔

”عمران صاحب مجھے تو پوچھنے کا خیال ہی نہ رہا تھا۔ آپ نے صرف ٹرانسمیٹر کا بٹن دبا کر اس قدر جدید لیبارٹری کیسے تباہ کر دی تھی۔ اب آپ نے بات کی ہے تو مجھے یاد آگیا ہے۔“ عقرب میں بیٹھی ہوئی صالحہ نے کہا۔

”ایسی لیبارٹریاں جنہیں ماسٹر کمیونٹر کنٹرول کرتا ہے۔ اسے سائنسی طور پر تباہ کرنا بے حد آسان ہوتا ہے۔ میں نے اس ماسٹر کمیونٹر میں خصوصی فیڈنگ کر دی تھی کہ جیسے ہی ایک مخصوص

عمران سیریز میں ایک دلچسپ سنسنی خیز اور یادگار ناول

دشمن جولیاء مکمل ناول

مصنف --- مظہر کلیم ایم اے

• جولیاء نے سیکرٹ سروس کی ڈپٹی چیف ہونے کا فائدہ اٹھاتے ہوئے وزارت دفاع کے ریکارڈ روم سے انتہائی قیمتی فائل حاصل کر کے غائب کر دی۔ کیا جولیاء واقعی پاکستان اور پاکستان سیکرٹ سروس کی دشمن ہو گئی تھی یا؟

• ایکسٹو کے جواب طلب کرنے پر جولیاء نے فائل کے حصول کا سارا الزام براہ راست ایکسٹو پر لگا دیا۔ کیا جولیاء ایکسٹو کے خلاف کام کر رہی تھی؟

• وہ لمحہ --- جب تنویر جولیاء کو دشمن قرار دے کر اُسے گولی مار دینے کے درپے ہو گیا اور اگر عمران درمیان میں نہ پڑ جاتا تو تنویر جولیاء کو گولی مار چکا ہوتا --- انتہائی حیرت انگیز سچویشن --- کیا تنویر حق پر تھا ---؟

• وہ لمحہ --- جب جولیاء نے کھلے عام وزارت دفاع کے سیکرٹریٹ جاکر بے دریغ قتل عام شروع کر دیا اس طرح وہ کھلے عام دشمنی پر اتر آئی۔

• وہ لمحہ --- جب جولیاء نے وزارت دفاع کے ایڈیشنل سیکرٹری اور ریکارڈ روم کے عملے کو انتہائی سفاکی سے موت کے گھاٹ اتار دیا --- کیا جولیاء

واقعی دشمن کا روپ دھار چکی تھی --- یا ---؟

• وہ لمحہ --- جب جولیاء نے برملا اس قتل عام کا اعتراف کر لیا لیکن ایکسٹو نے اُسے قاتل قرار دینے سے انکار کر دیا --- کیوں؟

انتہائی حیرت انگیز سچویشن۔

• فلادور --- ایک ایسی غیر ملکی لیڈی ایجنٹ --- جس نے اپنی ذہانت سے نہ صرف عمران بلکہ پوری سیکرٹ سروس کو حقیقتاً بے بسی کی انتہا پر پہنچا دیا۔

• وہ لمحہ --- جب عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس باوجود انتہائی کوشش کے فلادور کے مقابلے پر مکمل طور پر شکست کھا گئے۔

• کیا عمران اور پاکستان سیکرٹ سروس کی ناکامی کی اصل وجہ جولیاء ہی تھی --- یا ---؟

انتہائی دلچسپ سنسنی خیز
اور یادگار ناول

ایک ایسی کہانی جو ہر لحاظ سے منفرد انداز میں تحریر کی گئی ہے۔

یوسف براؤن پاکستان ملتان

عمران اور فورسٹارز گروپ کا نیا ہنگامہ خیر کارنامہ

ڈاگ کرائم مکمل ناول

مصنف — مظہر کلیم ایم اے

ڈاگ کرائم — ایک ایسا گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم — جس کا جال پورے پاکستان میں پھیلا ہوا تھا۔

ڈاگ کرائم — ایسا جرم — جسے انسانی لحاظ سے گھٹیا اور مکروہ ترین جرم کہا جاسکتا ہے۔

سردار خان — جو ڈاگ کرائم کا سرغنہ تھا لیکن اس کی ظاہری حیثیت ایسی تھی کہ اس کی طرف کوئی شک کی نگاہ بھی نہ ڈال سکتا تھا۔

فورسٹارز — جنہوں نے پورے ملک میں سرطان کی طرح پھیلے ہوئے اس جرم کے خلاف جہاد کا آغاز کر دیا اور مجرموں کا خاتمہ ہوتا چلا گیا

لیکن پھر — ؟

فورسٹارز — جن کی بے پناہ جدوجہد کی وجہ سے پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس مہلک اور مکروہ جرم کرنے والے مجرموں کے چہروں سے نقاب اترنے لگے۔

عمران — جس نے فورسٹارز کی مدد سے ڈاگ کرائم کے سرغنہ پر ہاتھ ڈال دیا — مگر عمران اور فورسٹارز دونوں انتہائی خوفناک حالات کا شکار ہو گئے — کیوں اور کیسے — ؟

کیا عمران اور فورسٹارز ڈاگ کرائم کے خاتمے اور اس کے سرغنہ کی سرکوبی میں کامیاب بھی ہو سکے — یا — ؟

• سلطان کی طرح پورے ملک میں پھیلے ہوئے اس گھٹیا، قابل نفرت اور مکروہ جرم کے خلاف عمران اور فورسٹارز کی دلیرانہ جدوجہد سے بھرپور ایک یادگار کہانی۔

• عمران اور فورسٹارز کی ڈاگ کرائم کے خلاف اس دلیرانہ جدوجہد کا انجام کیا ہوا — کیا عمران اور فورسٹارز اس مکروہ گھٹیا اور مہلک جرم کے خاتمے میں کامیاب ہو گئے — یا — ؟

• انتہائی خوفناک انداز کی جدوجہد۔

بے پناہ تیز رفتار ایکشن۔ دل ہلادینے والے واقعات اور لمحہ بہ لمحہ بدلتے ہوئے حالات پر مشتمل ایک ایڈونچر ناول۔

یوسف براؤن۔ پاک گیٹ ملتان